عمران سیریز
فائنگ مشن
مظہر کلیم
ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین سلام مسنون ۔ نیا ناول " فائٹنگ مشن " آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔اس ناول میں کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل ایک بار پھر اپنے مخصوص جوش وجذبے کے ساتھ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل آیا ہے ۔اس بار عمران اور اس کے ساتھی واقعی شاگل کے گھیرے میں مکمل طور پر آگئے تھے اور شاگل کو زندگی میں شاید پہلی بار یہ موقع ملا تھا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کے سامنے مکمل طور پر بے بس اور لاچار نظر آرہی تھی لیکن اس ناول میں شاگل کے ساتھ ساتھ ایک اور کردار بھی سامنے آیا ہے ۔ یہ کردار ہے سردار کاردکا ۔ایک ایسا کردار جو طاقت ، مہارت اور ذہانت میں ہر لحاظ سے عمران کا مکمل طور پر حریف ثابت ہوتا ہے اور پھر بڑے طویل عرصے کے بعد عمران اور سردار کاردو کے درمیان انتہائی خوفناک اور جان لیوا جسمانی مقابلہ ہوتا ہے ۔ ایک ایسا مقابلہ جس کے درمیان عمران کو بھی شاید پہلی بار احساس ہونے لگا کہ ہر سیر کے مقابلے میں سوا سیر بہرحال موجود ہوتا ہے ۔اسی طرح اس ناول میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نئی ممبر صالحہ نے بھی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبروں کی زندگیاں بچانے کے لئے اپنی زندگی کی ایسی جان لیوا جنگ لڑی کہ عمران جیسا شخص بھی اس کی ہمت حوصلے

جذبے اور جان لیوا جدوجہد کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول آپ کے اعلیٰ ترین معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کیجئے کیونکہ آپ کی آراء میرے لئے واقعی مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں لیکن ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب ملاحظہ کر لیجئے۔

کراچی ملیر کھوکھرا پار سے سید عامر رضا نقوی صاحب لکھتے ہیں ۔ "آپ کے ناول واقعی بے حد شاندار ہوتے ہیں ۔ بلکہ ہر ناول ہی بہترین کہلائے جانے کا حقدار ہوتا ہے ۔ البتہ ایک بات پر مجھے حیرت ہے کہ آخر آپ ہر ناول کی پشت پر اپنا پرانا فوٹو کیوں شائع کراتے ہیں کیا آپ اتنے بوڑھے ہو گئے ہیں کہ آپ اپنا نیا فوٹو شائع کرانے سے ڈرتے ہیں ۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اصل وجہ ضرور بتایئے"۔

محترم سید عامر رضا نقوی صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ ۔ جہاں تک ناولوں کے پیچھے پرانا فوٹو شائع کرانے کی بات ہے تو اس کی وجہ بڑھاپا نہیں ہے کیونکہ میرے نزدیک بوڑھا وہ ہوتا ہے جس کی ہمت اور حوصلے جواب دے جائیں جن کی ہمت اور حوصلے جواں ہوں ان کا جسمانی بڑھاپا تو انہیں اور زیادہ معزز اور محترم بنا دیتا ہے ۔ پرانا فوٹو مسلسل شائع ہونے کی وجہ دراصل پبلشر صاحبان ہیں کیونکہ انہیں یقین ہے کہ میرا نیا فوٹو مجھے عالمی مقابلہ وجاہت میں اول انعام کا حقدار بنا دے گا اور ظاہر ہے اس طرح میرا دماغ ساتویں آسمان پر پہنچ سکتا ہے جبکہ وہ میرے دماغ کو زمین پر ہی رکھنا چاہتے ہیں تاکہ میں آپ قارئین کے لئے نئے سے نئے ناول لکھتا رہوں ۔ اس لئے وہ مسلسل پرانا فوٹو ہی شائع کرتے چلے جا رہے ہیں امید ہے اب وجہ آپ کی سمجھ میں آگئی ہو گی ۔

گاؤں لقمان تحصیل و ضلع سرگودھا سے سید اختر علی تیمور صاحب لکھتے ہیں ۔ "آپ کو بارہ خط لکھے لیکن آپ نے کسی خط کا جواب نہیں دیا حالانکہ ان خطوط میں کئی غلطیوں کی نشاندہی کی گئی تھی ۔ موجودہ خط میں بھی ایک غلطی کی نشاندہی کر رہا ہوں کہ ناول "بلاسٹڈ اسٹیک" کے حصہ اول کے ایک صفحہ پر لفظ "تھا" کی بجائے "تھی" لکھا گیا ہے ۔ یعنی مذکر کو مؤنث بنا دیا گیا ہے ۔ یہ تو "بڑی" غلطی کی نشاندہی کی ہے ورنہ چھوٹی غلطیاں تو اور بھی ہیں ۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے"۔

محترم سید اختر علی تیمور صاحب ۔ خط لکھنے اور غلطی کی نشاندہی کا بے حد شکریہ ۔ واقعی تھا اور تھی میں مذکر اور مؤنث کا فرق پڑ جاتا ہے اس لئے یہ واقعی بہت بڑی غلطی ہے لیکن آپ نے چھوٹی غلطیوں کی نشاندہی نہیں کی ۔ اگر کر دیتے تو اس غلطی کبیرہ کے ساتھ ساتھ میں غلطی ہائے صغیرہ سے بھی آئندہ بچنے کی کوشش کرتا ۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے ۔

ڈیرہ غازی خان سے شاہد راجہ صاحب لکھتے ہیں ۔ "ویسے تو آپ کے تمام ناول ہی بے حد پسند ہیں لیکن آپ کے ناول "بلیک ورلڈ" نے مجھے اور میرے دوستوں کو بے حد متاثر کیا ہے ۔ آپ کا یہ ناول پڑھ کر

ہمیں پہلی بار یہ احساس ہوا ہے کہ اسلام جس پاکیزگی کا درس دیتا ہے وہ شیطنیت کے مقابلے میں کتنا طاقتور حصار ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ آئندہ بھی اس موضوع پر ناول لکھتے رہیں گے"۔

محترم شاہد راجہ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ انشاء اللہ آئندہ بھی اس موضوع پر وقتاً فوقتاً لکھتا رہوں گا۔ اسلام کی تمام تعلیمات اس دنیا اور آخرت میں ہماری سچی رہنما ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر خلوص کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق عطا کرے امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

عمران سپر مارکیٹ کے شو کیس کے سامنے کھڑا آنکھیں پھاڑ کر شو کیس میں سجی ہوئی چیزوں کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے زندگی میں پہلی بار اسے اس قسم کی چیزیں نظر آئی ہوں۔ سپر مارکیٹ کا یہ شو کیس بھی ایک پوری دکان جتنی لمبائی چوڑائی کا تھا اور اس میں دنیا کی تقریباً ہر چیز کا نمونہ رکھا گیا تھا۔ درمیان میں انتہائی خوبصورت لڑکیوں کے مجسمے بھی مختلف پوز میں کھڑے تھے۔ جنہوں نے سپر مارکیٹ میں فروخت کے لئے پیش کئے جانے والے جدید ترین ڈیزائنوں کے لباس پہن رکھے تھے اور ان کے ہاتھوں میں جدید ڈیزائنوں کے پرس پکڑے ہوئے تھے۔ عمران ان میں سے ایک مجسمے کے سامنے کھڑا اسے اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے ابھی وہ مجسمہ شو کیس سے باہر نکل کر اس کی بانہوں میں بانہیں ڈال کر چل پڑے گا۔ مجسمے کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ یہ کسی نوجوان افریقی لڑکی کا مجسمہ تھا جیسے بنانے

والے نے واقعی افریقی حسن کا مرقع بنا دیا تھا۔ اس کے کانوں میں
سنہرے رنگ کے بالے تھے اور سر پر انتہائی گھنگھریالے لیکن چھوٹے
چھوٹے بالوں میں ایک سرخ اور سنہری رنگ کا ہیئر بینڈ لگا ہوا تھا۔

"جج جج جناب۔ ایک منٹ جناب"...... اچانک عمران نے پاس
سے گزرنے والے ایک ادھیڑ عمر لیکن باوقار شخصیت کے مالک آدمی کو
مخاطب ہو کر کہا تو وہ بے اختیار ٹھٹک کر رک گیا۔

"جی فرمایئے"...... اس نے حیرت سے عمران کو سر سے پیر تک غور
سے دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ عمران کے جسم پر اس وقت خالص لکھنوی
لباس تھا۔ بادامی رنگ کی تنگ شیروانی۔ اس کی آستینوں سے باہر
نکلے ہوئے باریک ململ کے کرتے کے کھلے کف۔ انتہائی تنگ چوڑی
دار پاجامہ اور نیچے سلیم شاہی جوتی کے ساتھ ساتھ اس نے ہاتھ میں
باقاعدہ سرخ مخمل کی پوٹلی بھی پکڑی ہوئی تھی۔ شیروانی کے بٹن
سونے کے تھے اور ایک بٹن کے ساتھ سونے کی باریک زنجیر اوپر والی
جیب کے اندر تک جاتی دکھائی دے رہی تھی اور ظاہر ہے چہرے پر
حماقتوں کا آبشار پوری آب و تاب سے بہہ رہا تھا۔

"پان شوق فرمائیں گے آپ"...... عمران نے پوٹلی کھولتے ہوئے
کہا۔

"جی نہیں مجھے اس کا شوق نہیں ہے۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ میرا
وقت قیمتی ہے"...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے اس بار قدرے ناخوشگوار
لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا واقعی اس دور میں وقت بہت قیمتی ہو گیا ہے۔ حالانکہ
بزرگ بتاتے ہیں کہ ان کے زمانے میں ایک پائی میں دس بارہ سال
وقت مل جایا کرتا تھا۔ بہر حال کچھ بھی ہو۔ ابھی نواب بن میاں لٹتے
بھی مفلس نہیں ہوتے کہ دو چار گھنٹے بھی نہ خرید سکیں"...... عمران
کی زبان رواں ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی اس نے شیروانی کی جیب
سے ایک سرخ رنگ کا رومال نکالا جس کے کنارے سنہرے رنگ کے
تھے۔ اس نے بڑی ادا سے رومال کی تہیں کھولیں اور اس میں موجود
دس روپے کے دو نئے نوٹوں میں سے ایک نوٹ علیحدہ کر کے اس نے
رومال کی تہیں دوبارہ لگانی شروع کر دیں۔ پھر اس نے انتہائی نفاست
سے رومال واپس شیروانی کی جیب میں ڈالا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا دس
روپے کا نیا نوٹ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں اس آدمی کی طرف
بڑھا دیا جو اس ساری کارروائی کو بڑی حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا
تھا وہ عمران کو نوٹ بڑھاتے دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔

"یہ کیا ہے"...... اس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کے وقت کی حقیر سی قیمت۔ اگر چند لمحے عنایت فرما دیجئے تو
نواب بن میاں کی ایک ہزار سابقہ اور ایک ہزار آئندہ نسلوں پر آپ کا
احسان عظیم ہو گا"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یو نانسنس۔ تم نے مجھے بھکاری سمجھ رکھا ہے۔ مرزا افضل
بیگ کو دس روپے دے رہے ہو۔ نانسنس"...... اس آدمی نے
انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔

"ارے ارے۔ ایک منٹ توقف تو کیجئے۔ ذرا چھری تلے دم تو لیجئے حضرت"...... عمران نے جھپٹ کر اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

"کیا مصیبت ہے۔ کون ہو تم۔ چھوڑو مجھے"...... مرزا افضل بیگ نے جھٹکے سے بازو چھڑاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

"نہیں لینا چھری تلے دم تو نہ لو۔ ہمارا کیا ہے ہمیں فاتحہ دلوا کر شیرینی ہی بانٹنی پڑے گی ناں بانٹ دیں گے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ لیکن اس کا رخ سپر مارکیٹ کی اس طرف تھا جہاں شو کیس ختم ہونے کے بعد دکان کا بڑا سا دروازہ تھا جس کے باہر ایک اونچے طرے والی پگڑی سر پر رکھے اور سبز اور سفید رنگ کا لباس پہنے دربان اکڑا ہوا کھڑا تھا۔ لیکن جیسے ہی کوئی گاہک دروازے کی طرف بڑھتا اس کا اکڑا ہوا جسم یکلخت رکوع کے بل جھک جاتا اور اس کے ساتھ ہی وہ بڑے ماہرانہ انداز میں دروازہ بھی کھول دیتا اور جب گاہک اندر چلا جاتا تو دروازہ بند کر کے وہ ایک بار پھر پہلے کی طرح اکڑ کر کھڑا ہو جاتا جیسے ہفت اقلیم کو فتح کر کے واپس آیا ہو عمران تیزی سے آگے بڑھا اور پھر مڑ کر دروازے کی طرف بڑھنے لگا تو دربان کسی مشینی کھلونے کی طرح ایک بار پھر رکوع کے بل جھک گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازہ بھی کھول دیا۔ لیکن جب اس نے آنے والے کو اندر جاتے نہ دیکھا تو اس نے تیزی سے سر اٹھایا اور اسی لمحے عمران نے بھی جو بجائے اندر جانے کے اس کے سامنے کھڑے

ہو کر اور اس کی طرف منہ کر کے اسی کی طرح رکوع کے بل جھکا ہوا تھا اس نے بھی سر اٹھایا۔

"جج جی۔ آپ اندر نہیں گئے"...... دربان نے حیرت بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کسی میں جرأت ہے کہ نواب ببن میاں کو اندر بھیج سکے۔ قبلہ عالم شاہ ہمارے ننھیال کے چچیرے زاد بھائی کے خالو کے بیٹے کے پوتے ہیں۔ کیا سمجھے"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ دربان کوئی جواب دیتا۔ اچانک دروازہ کھلا اور دربان بے حد مؤدبانہ انداز میں جھک گیا۔ اسی لمحے دروازے سے مرزا افضل بیگ باہر ہوئے اور وہ عمران کو اس طرح دربان کے ساتھ کھڑے دیکھ کر ایک لمحے کے لئے ٹھٹکے۔ اور پھر تیزی سے آگے بڑھنے گئے۔

"ارے ارے رک جایئے وہ وقت۔ وہ تو آپ نے ابھی دینا ہے"...... عمران نے کہا لیکن مرزا افضل بیگ اس طرح تیزی سے آگے بڑھ گئے جیسے کسی بلا سے پیچھا چھڑانا چاہتے ہوں۔

"کیا زمانہ آگیا ہے کہ لوگ وقت دینے سے بھی کترانے لگے ہیں حالانکہ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو بالکل مفت ملتا ہے لیکن لوگ ہیں کہ پھر بھی وقت نہیں دیتے۔ چلو خیر"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس طرح دروازہ کھول کر سپر مارکیٹ میں داخل ہو گیا جیسے اس نے سرے سے دربان کو دیکھا تک نہ ہو۔ سپر

مارکیٹ واقعی سپر مارکیٹ تھی۔ انتہائی وسیع وعریض ہال میں ہر طرف کاؤنٹر ہی کاؤنٹر تھے ایک ایک کاؤنٹر کے پیچھے چار چار خوبصورت لڑکیاں موجود تھیں۔ گاہکوں کا بھی اچھا خاصا رش تھا۔ عمران اطمینان سے چلتا ہوا ایک کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ یہ کاسمیٹکس کا کاؤنٹر تھا اور یہاں مردوں کی نسبت عورتوں کا زیادہ رش تھا جو مرد تھے وہ بچوں کو اٹھائے پیچھے ہٹ کر کھڑے ہوئے تھے اور اس طرح بار بار مڑ کر کبھی بیرونی دروازے کی طرف دیکھتے اور کبھی کاؤنٹر کی طرف جیسے ان کی بیگم کی ذرا نظر چوکے تو وہ بچے سمیت بیرونی دروازے سے فرار ہو جائیں۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ"...... عمران نے ایک نوجوان کے قریب جا کر کہا جو ایک خوبصورت سے گول مٹول بچے کو اٹھائے بڑے بیزار سے انداز میں کھڑا ہوا تھا۔

"وعلیکم السلام"...... نوجوان نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ نونہال آپ کا ہے ماشاء اللہ"...... عمران نے بچے کے گال کو انگلی سے تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں کیوں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ عمر کے لحاظ سے تو ماشاء اللہ ابھی آپ خود بچے ہیں [illegible] وہ جب جاتے [illegible] ہے۔ ویسے آپ کا اسم

شریف"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام الطاف ہے اور میری عمر تیس سال ہے۔ آپ مجھے بچہ کہہ رہے ہیں"...... نوجوان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"صرف تیس سال ارے ارے ہمارے بزرگوں کی عمریں اتنی لمبی ہوا کرتی تھیں کہ تیس سال تک تو ان کے دودھ کے دانت بھی نہ ٹوٹتے تھے۔ ویسے مرزا افضل بیگ آپ کے کیا لگتے ہیں"...... عمران نے کہا تو نوجوان چونک پڑے۔

"آپ انہیں کیسے جانتے ہیں"...... نوجوان نے چونک کر پوچھا۔

"وہ میرے ماموں کے بھائی کے داماد کے چچیرے خالو کی بیٹی کے سسر ہیں"...... عمران نے بڑے اطمینان سے رشتہ بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا مذاق ہے۔ کیا آپ پاگل ہیں۔ مرزا افضل بیگ میرے باپ ہیں میں ملٹری انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ میں انجینئر ہوں"۔ الطاف نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے آپ کہیں ان افضل بیگ کی تو بات نہیں کر رہے جن کی بڑی بڑی مونچھیں ہیں۔ سر سے گنجے ہیں۔ ایک آنکھ سے کانے اور ٹانگ سے لنگڑا کر چلتے ہیں۔ وہ بیچارے واقعی آپ کے باپ ہو سکتے ہیں لیکن میں جن افضل بیگ کی بات کر رہا ہوں وہ ادھیڑ عمر ہیں۔ بڑی شاندار شخصیت کے مالک اور ابھی میں نے انہیں سپر مارکیٹ سے باہر جاتے ہوئے دیکھا ہے"...... عمران نے بڑے رواں لہجے میں کہا۔

"ہاں وہ ابھی آئے تھے اور نوادرات کے کاؤنٹر پر گئے تھے"۔ نوجوان

نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے الطاف۔ یہ کون صاحب ہیں"...... اچانک ایک نوجوان لڑکی نے قریب آکر الطاف سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ بڑی حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہی تھی۔

"ہم سے ملیئے محترمہ ہمارا نام نواب ببن میاں ہے۔ یہ شکل وصورت سے آپ کے شوہر نامدار لگتے ہیں۔ یہ مرزا افضل بیگ کے نائب خاص ہیں اور مرزا افضل بیگ سے ہماری پرانی یاد اللہ ہے۔ ہم ان کے دولت خانے کا پتہ آپ کے شوہر نامدار سے پوچھنا چاہتے ہیں"...... عمران نے جھک کر باقاعدہ لکھنوی انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو یہ کوئی پاگل لگتے ہیں۔ نجانے کیا اوٹ پٹانگ باتیں کیے چلے جارہے ہیں"...... الطاف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے شرفا بازار میں اپنی بیگم کو اس لہجے میں مخاطب نہیں ہوا کرتے۔ یہ بد تہذیبی ہے کیوں شریف خاتون کیا میں نے غلط کہا ہے"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو عورت بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"آپ تو مجھے کسی قدیم زمانے کی روح معلوم ہوتے ہیں۔ میں نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ پرانے زمانے میں ایسے لوگ ہوا کرتے تھے۔ بہرحال مرزا افضل بیگ کے گھر کا پتہ میں بتا دیتی ہوں۔ ملٹری آفیسرز کالونی کوٹھی نمبر آٹھ سو ایک۔ آؤ الطاف"...... عورت نے ہنستے ہوئے

جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے الطاف کا بازو پکڑا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی اور عمران مسکراتا ہوا ایک ایسے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جو خالی پڑا ہوا تھا۔ یہ نوادرات کا کاؤنٹر تھا۔ اس کاؤنٹر کے پیچھے ایک لڑکی تھی جو اطمینان سے سٹول پر بیٹھی ہوئی تھی۔ عمران کے قریب آتے ہی وہ چونک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"جی فرمائیے جناب"...... لڑکی نے بڑے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"فرماتے ہیں۔ ابھی فرماتے ہیں۔ کچھ سانس تو لے لینے دیجئے"۔ عمران نے کاؤنٹر پر کہنی ٹیک کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"جی" لڑکی نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔ اسے شاید سمجھ نہ آئی تھی کہ وہ عمران کی بات کا کیا جواب دے۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے چچا کے بیٹے کے خالو کے بھتیجے کے داماد کے قبلہ والد صاحب جن کا نام نامی اسم گرامی مرزا افضل بیگ ہے۔ ایک نوادر خرید کر لے گئے ہیں۔ مجھے بھی وہی نوادر چاہیئے"...... عمران نے کہا۔

"مرزا افضل بیگ جی ہاں ابھی اس نام کے صاحب خوش قسمتی کی افریقی دیوی انگا کا مجسمہ خرید کر لے گئے ہیں"...... لڑکی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر شو کیس کے اندر پڑا ہوا انگا دیوی کا مجسمہ اٹھا کر کاؤنٹر پر رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے پیک کر دیجئے"...... عمران نے کہا تو لڑکی نے جلدی

سے اسے اٹھایا اور ایک طرف لے جا کر پیک کرنا شروع کر دیا۔ مجسمے کو پیک کرنے کے بعد اس نے رسید بک اٹھائی اور پنسل لے کر رسید پر اندراج کرنا شروع کر دیا۔

"آپ کا نام"...... اس نے سر اٹھا کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نواب بن میاں"...... عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور لڑکی نے ایک بار تو غور سے عمران کو دیکھا پھر جھک کر کیش میمو پر نام لکھنا شروع کر دیا۔ کیش میمو کاٹ کر اس نے مجسمے کے پیکٹ کے اوپر رکھا اور پیکٹ عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے کیش میمو دیکھ کر جیب سے ایک بڑا نوٹ نکالا اور لڑکی کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے کیش کاؤنٹر میں نوٹ ڈالا اور باقی رقم نکال کر عمران کے سامنے رکھ دی۔

"شکریہ کیا مرزا افضل بیگ صاحب پہلے بھی خریداری کرتے رہے ہیں"...... عمران نے باقی رقم اور پیکٹ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"جی مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ میں تو گذشتہ ایک ہفتے سے یہاں ہوں یہ تو چونکہ ابھی میں نے ان کا نام کیش میمو پر لکھا تھا اس لئے آپ کے کہنے پر مجھے یاد آگیا"...... لڑکی نے جواب دیا۔

"شکریہ ویسے آپ کی دکان کے مینجر صاحب واقعی صاحب ذوق ہیں کہ انہوں نے حسن کے ایک نوادر کو نوادرات کے سٹال پر ڈیوٹی دی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور لڑکی کے چہرے پر یکلخت

گلاب کے پھول سے کھل اٹھے اور عمران مسکراتا ہوا پیکٹ اٹھائے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دکان سے باہر نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر وہ دکانوں کے درمیان واقع ایک تنگ سی گلی میں مڑ گیا۔ گلی آگے جا کر بند ہو گئی تھی۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو نواب بن میاں بزبان خود بول رہے ہیں اوور"۔ عمران نے کال دینا شروع کر دی۔

"یس ماسٹر میں جوانا بول رہا ہوں اوور"...... چند لمحوں بعد جوانا کی آواز سنائی دی۔

"وہ صاحب اس وقت کہاں ہیں جن کا میں نے بازو پکڑا تھا اوور"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ سپر مارکیٹ سے نکل کر کیفے اعظم کے سامنے کھڑی کار میں بیٹھ گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان جس نے ایک خوبصورت سا بچہ اٹھایا ہوا تھا۔ ایک نوجوان خاتون کے ساتھ کار کے قریب سے گزرا تو یہ صاحب کار سے باہر نکلے اور ان سے کچھ دیر باتیں کرتے رہے۔ اس نے اس نوجوان کو ایک پیکٹ بھی دیا۔ پھر وہ دوبارہ کار میں بیٹھے اور اب ان کی کار شادمان چوک کے ٹریفک سگنل پر کھڑی ہے میں ان کی نگرانی کر رہا ہوں اوور"...... جوانا نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم نے ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سنی ہے اوور"۔ عمران

نے پوچھا۔

"نہیں ماسٹر میں ان سے کافی فاصلے پر تھا اوور"....... جوانا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اس کی نگرانی کرو اور اگر یہ ملٹری آفیسرز کالونی میں جائے تو پھر تمہیں اس کے پیچھے کالونی میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم واپس رانا ہاوس چلے جانا اوور اینڈ آل"....... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر واپس جیب میں ڈال کر وہ دوبارہ سڑک کی طرف بڑھنے لگا۔ کیفے اعظم کے سامنے اس کی سپورٹس کار موجود تھی۔ وہ کار میں بیٹھا اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوا اور پھر ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر اس نے کار روک دی۔ گیٹ کے ستون پر الطاف احمد انجینئر کی نیم پلیٹ موجود تھی نیچے ملٹری انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے الفاظ بھی درج تھے۔ عمران نے کار کا دروازہ کھولا اور نیچے اتر کر اس نے کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آگیا۔ وہ اپنے لباس اور چہرے مہرے سے ملازم ہی لگ رہا تھا۔

"الطاف صاحب ہیں گھر پر"....... عمران نے کہا۔

"جی نہیں وہ بیگم کے ساتھ شاپنگ کرنے گئے ہوئے ہیں"۔ ملازم نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا شکریہ"....... عمران نے کہا اور مڑ کر واپس کار میں بیٹھ گیا

اس کے ساتھ ہی اس نے کار بیک کی اور اسے دائیں ہاتھ پر آگے بڑھائے لے گیا۔ اس کی نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں جب اس نے ملازم کو واپس اندر جاتے اور پھاٹک بند ہوتے دیکھا تو اس نے کار روکی اور پھر اسے بیک کر کے پھاٹک کی طرف لے آیا۔ اس نے پھاٹک کے سامنے اس طرح کار روک دی کہ جب تک وہ کار نہ ہٹاتا۔ کوئی پھاٹک میں نہ جا سکتا تھا اور پھر کار بند کر کے وہ اطمینان سے بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک کار مڑ کر اس کی کار کی سائیڈ پر آکر رکی اور کار کا دروازہ کھول کر الطاف نیچے اترا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم تم یہاں بھی آگئے۔ کیا مطلب کون ہو تم"۔ اس نے عمران کی کار کے قریب آکر عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو آپ تشریف لے آئے"....... عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

"تم ہو کون اور کیوں اس طرح ہمارا پیچھا کر رہے ہو"....... الطاف کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اسی لمحے الطاف والی کار کا دروازہ کھلا اور الطاف کی بیوی بھی باہر آگئی۔ اس کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات موجود تھے۔

"مسٹر الطاف مرزا افضل بیگ نے آپ کو ایک پیکٹ دیا تھا وہ پیکٹ کہاں ہے"....... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک کارڈ نکال کر اس نے الطاف کی طرف بڑھا دیا۔ الطاف نے چونک کر کارڈ پکڑا اور اسے

دیکھ کر وہ بے اختیار اچھلا۔

" ڈپٹی ڈائریکٹر سپیشل سروسز۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں" ۔ الطاف کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" میں نے جو پوچھا ہے وہ بتائیں۔ یہ ملکی سلامتی کے معاملات ہیں اور آپ کی بیگم انتہائی شریف خاتون ہیں اور آپ ایک معصوم بچے کے باپ بھی ہیں اس لئے آپ سے اس طرح بات ہو رہی ہے ورنہ آپ جانتے ہیں کہ اس کی اور کئی صورتیں بھی ہو سکتی تھیں" ...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

" وہ۔ وہ پیکٹ تو میں نے بک کرا دیا ہے۔ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ اسے بک کرا دینا وہ کسی ضروری کام کے سلسلے میں جا رہے ہیں۔ وہ رسید صبح دفتر میں لے لیں گے" ...... الطاف نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" کہاں ہے رسید" ...... عمران نے کہا تو الطاف نے جلدی سے جیب سے پرس نکالا اور اس میں سے ایک رسید نکال کر اس نے عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے ایک نظر رسید پر لکھے ہوئے پتے پر ڈالی اور پھر رسید کو جیب میں ڈال لیا۔

" یہ لیجئے۔ یہ اسی طرح کا پیکٹ ہے۔ اس پر وہی پتہ لکھ کر اس پیکٹ کو دوبارہ بک کرا دیجئے اور اس کی رسید صبح جا کر مرزا صاحب کو دے دیجئے لیکن اسے ہرگز اس سارے معاملے کا علم نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی آپ نے میرے متعلق ان سے کچھ کہنا ہے۔ ورنہ ہو سکتا ہے

۔ آپ کی باقی عمر کسی کال کوٹھڑی میں گزر جائے اور اسے میری طرف سے رعایت سمجھئے۔ خدا حافظ" ...... عمران نے کہا اور تیزی سے اپنی کار کے کھلے دروازے کے اندر بیٹھ کر اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔ الطاف اور اس کی بیوی حیرت بھری نظروں سے اسے جاتے ہوئے دیکھتے رہ گئے۔ تھوڑی دیر بعد عمران رانا ہاؤس پہنچ گیا۔

" ماسٹر وہ واقعی ملٹری آفیسرز کالونی ہی گیا تھا اس لئے میں آپ کے حکم کے مطابق واپس آ گیا" ...... جوانا نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" ایکسٹو" ...... رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

" عمران بول رہا ہوں جناب رانا ہاؤس سے۔ مرزا افضل بیگ نے انگا دیوی کے مجسمے میں کوئی چیز رکھ کر اسے کافرستان کے لئے سپیشل سروس سے بک کرایا ہے۔ آپ یہ پتہ نوٹ کر لیں اور کافرستان میں ناٹران سے کہہ دیں کہ وہ یہ پیکٹ وہاں سے حاصل کرے اور اس پتے کے بارے میں بھی چھان بین کر کے رپورٹ دے کہ یہ کس کا پتہ ہے" ...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ حالانکہ جوانا رپورٹ دے کر چلا گیا تھا۔ لیکن عمران ایسے معاملات میں ہمیشہ محتاط رہنے کا عادی تھا۔

" نوٹ کراؤ" ...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اسی طرح سرد

لہجے میں کہا تو عمران نے رسید کھول کر سامنے رکھی اور پھر اس پر درج
پتہ لکھوانا شروع کر دیا۔

"رسید نمبر بھی نوٹ کر لیجئے۔ ناٹران کو کہہ دیجئے کہ صرف اس نمبر
والا پیکٹ ہی حاصل کرے کیونکہ میں نے ایک اور پیکٹ اس پتے پر
روانہ کرا دیا ہے تاکہ یہ پیکٹ چھپا رہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ دوسرا پیکٹ
حاصل کر لے اور اصل متعلقہ پارٹی کے پاس پہنچ جائے"...... عمران
نے کہا۔

"نوٹ کراؤ"...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اسے رسید نمبر
نوٹ کرا دیا۔

"یہاں ایئرپورٹ سے یہ پیکٹ حاصل کیا جا سکتا ہے"۔ بلیک زیرو
نے کہا۔

"نہیں جناب سپیشل سروس ہر آدھے گھنٹے بعد روانہ کر دی جاتی
ہے اس لئے یہ پیکٹ یہاں سے نکل گیا ہوگا"...... عمران نے جواب
دیا۔

"ٹھیک ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی
رابطہ ختم ہو گیا اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ
دیا۔

شاگل اپنے دفتر میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا
کہ دروازہ کھلا اور اس کی خوبصورت لیڈی سیکرٹری ہاتھ میں ایک
پیکٹ اٹھائے اندر داخل ہوئی۔ شاگل نے چونک کر سر اٹھایا۔

"سر یہ پیکٹ چینل نمبر تھری سے آیا ہے"...... لیڈی سیکرٹری نے
بڑے مؤدبانہ انداز میں پیکٹ شاگل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے جاؤ"...... شاگل نے پیکٹ لیتے ہوئے کہا
اور لیڈی سیکرٹری خاموشی سے واپس چلی گئی۔ شاگل نے پیکٹ کو غور
سے دیکھا اور پھر میز سے پیپر کٹر اٹھا کر اس نے اسے کھولنا شروع کر دیا۔
پیکٹ کھول کر اس نے اس میں سے کاغذ میں لپٹا ہوا ایک مجسمہ باہر
نکالا اور پھر کاغذ ہٹا کر وہ غور سے مجسمے کو دیکھنے لگا۔ اس کے بعد اس نے
اسے گردن سے پکڑ کر گھمایا تو مجسمہ درمیان سے کھلتا چلا گیا لیکن
دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر اچھل پڑا کہ دیوی کے پیٹ والی جگہ جو اندر

کی طرف سے باقاعدہ ایک خلا کی صورت میں خالی تھی۔

"کیا مطلب یہ خالی ہے۔ پھر۔ پھر یہ چینل تھری پر کیوں آیا ہے۔ کیا مطلب"...... شاگل نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مجسمے کے دونوں حصوں کو میز پر پٹخا اور فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"چینل تھری"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"شاگل بول رہا ہوں۔ ابھی یہ پیکٹ تم نے بھجوایا ہے ناں میرے پاس"...... شاگل نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"یس سر یہ ابھی موصول ہوا ہے۔ میں نے فوراً بھجوا دیا ہے"۔ دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"لیکن یہ تو خالی ہے اس میں کچھ بھی نہیں ہے"...... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"خالی ہے۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے سر۔ یہ تو آخری قسط تھی۔ اس سے پہلے چار قسطیں موصول ہو چکی ہیں۔ کرائس ون کی طرف سے۔ اس کی کال آئی تھی کہ وہ پانچویں اور آخری قسط بھجوا رہا ہے"...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"اس کرائس مرائس سے بات کرو۔ یہ اس نے ہمارے ساتھ کیا مذاق کیا ہے۔ لاکھوں روپے وصول کر لئے اور مجسمہ خالی بھجوا دیا۔ اب میں پرائم منسٹر کو کیا یہ خالی مجسمہ پیش کروں گا۔ نانسنس فوراً بات کر

کے مجھے رپورٹ دو"...... شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"نانسنس رقم مانگتے وقت تو منہ پھاڑ کر مانگ لیتے ہیں اور کام ان سے ہوتا نہیں۔ نانسنس"...... شاگل نے انتہائی غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر میز پر پڑا ہوا پیکٹ اور مجسمہ اٹھا کر اس نے میز کے ساتھ پڑی ہوئی ردی کی ٹوکری میں پٹخ دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"اب کیا ہے۔ مجھے کام بھی کرنے دو گے یا یونہی ٹرٹر لگائے رکھو گے"...... شاگل نے رسیور اٹھاتے ہی پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"سر پرائم منسٹر کے سپیشل سیکرٹری صاحب سے بات کیجئے"۔ دوسری طرف سے اس کے پی اے کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہیلو امر ناتھ بول رہا ہوں"...... دوسرے لمحے ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

"یس سر میں شاگل بول رہا ہوں"...... شاگل نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اس نے بڑی مشکل سے فوراً اپنے غصے کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی ہے۔

"وائلٹ پائن کی لاسٹ قسط آج پہنچی تھی۔ اس کا کیا ہوا۔ شام کو پرائم منسٹر صاحب اس سلسلے میں میٹنگ لے رہے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پیکٹ ابھی ملا ہے لیکن وہ خالی ہے۔ میں نے معلوم کرایا

ہے کہ کیوں خالی ہے"...... شاگل نے کہا۔

"خالی ہے۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا

"جس ذریعے سے یہ چیز منگوائی جا رہی تھی۔ انہوں نے اس کی پانچ قسطیں روانہ کرنی تھیں۔ وہ ہر قسط کو ایک پیکٹ میں بند کر کے خفیہ نام سے یہاں بھجوا دیا کرتے تھے۔ چار پیکٹ مل گئے جو ناگ پور بھجوا دیئے گئے۔ پانچواں پیکٹ آنا تھا ابھی چند منٹ پہلے وہ پیکٹ مل گیا ہے لیکن اس میں قسط موجود نہیں ہے۔ میں نے اپنے آدمیوں کو کہہ دیا ہے کہ وہ معلوم کریں کہ ایسا کیوں ہوا ہے"...... شاگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کیوں خالی آیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ پیکٹ آئے اور خالی ہو"...... دوسری طرف سے سپیشل سیکرٹری نے کہا۔

"تو آپ کا مطلب ہے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ بکواس کر رہا ہوں۔ میں جو سیکرٹ سروس کا چیف ہوں جھوٹا ہوں"...... شاگل آخر کار پھٹ پڑا۔

"آپ تو خواہ مخواہ غصے میں آ گئے میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ بہرحال میں پرائم منسٹر صاحب کو رپورٹ دے دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"جسے دیکھو وہ مجھ پر چڑھا آ رہا ہے۔ جیسے میں چیف نہ ہوا گھسیارہ ہو گیا۔ ایک تو ان کے خفیہ کام کرو اوپر سے مجھے جھوٹا بھی کہتے ہیں"۔

شاگل نے اسی طرح غصے کی شدت میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔

"مجھے جوس کا بڑا پیکٹ لا دو۔ میرا دماغ کھول رہا ہے"...... شاگل نے کہا اور لڑکی تیزی سے دائیں ہاتھ پر کمرے کے کونے میں رکھے ہوئے جہازی سائز کے فریج کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے فریج کھولا۔ اندر سے جوس کا ایک بڑا ڈبہ نکالا اور پھر نچلے خانے میں رکھے ہوئے ملٹی کلر ٹشو پیپرز کے ڈبہ میں سے اس نے ایک ٹشو کھینچ کر اسے ڈبے کے گرد لپیٹا اور ساتھ ہی اس نے ایک سائیڈ میں موجود سٹرا بیگ میں سے ایک سٹرا نکال کر فریج بند کیا۔ پھر اس نے بڑی مہارت سے جوس کے ڈبے میں موجود سوراخ پر چڑھا ہوا کور ہٹایا۔ اور سٹرا اس میں ڈال کر اس نے جوس کا پیکٹ بڑے مؤدبانہ انداز میں شاگل کے سامنے رکھ دیا۔

"بس جاؤ"...... شاگل نے کہا اور ساتھ ہی ڈبہ اٹھا کر اس نے جوس سپ کرنا شروع کر دیا۔ لڑکی خاموشی سے واپس چلی گئی۔ ابھی اس نے جوس ختم ہی کیا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔ اب اس کا غصے کی شدت سے بگڑا ہوا چہرہ جوس پینے کی وجہ سے خاصی حد تک نارمل ہو چکا تھا۔

"یس"...... شاگل نے رسیور اٹھا کر کہا۔

"چینل تھری سے رام لعل بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"باس بڑا لمبا مسئلہ بن گیا ہے۔ کراٹس نے معلومات کرائی ہیں کراٹس کا وہ مخبر جو یہ سب کچھ بھجوا رہا تھا۔ اچانک دفتر سے غائب ہو گیا ہے۔ اسے نیول پولیس کے دو اعلیٰ افسران اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ کراٹس نے نیول پولیس ہیڈ کوارٹر میں اپنے آدمیوں سے معلومات حاصل کی ہیں تو معلوم ہوا ہے کہ نیول پولیس نے اسے پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے حوالے کر دیا ہے اور تب سے وہ غائب ہے"۔ رام لعل نے کہا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

"پاکیشیائی سیکرٹ سروس۔ کیا مطلب۔ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس سڑکوں پر جوتیاں چٹخاتی پھر رہی ہے یا نیول پولیس والوں کو اپنا تعارف کراتی پھر رہی ہے کہ انہیں معلوم ہو گیا اور پھر اس چکر میں سیکرٹ سروس کا کیا تعلق یہ تو صرف وہاں کی ملٹری انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے تیار کردہ اسلحے کے گوداموں کی تفصیل ہے۔ اس کا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق۔ زیادہ سے زیادہ اس کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہو سکتا ہے اور کراٹس نے کہا تھا کہ ملٹری انٹیلی جنس اس کے قبضے میں ہے۔ پھر"...... شاگل نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"باس آپ خود کراٹس سے بات کر لیں میں اسے کہہ دیتا ہوں وہ آپ کو فون کر لے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں بات کراؤ اس سے۔ جب وہ کام لے رہا تھا تو کتنے دعوے کر

رہا تھا"۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ ابھی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"کیا مصیبت ہے یہ فون کرنے والوں کو آج میرا ہی نمبر یاد آ رہا ہے"...... شاگل نے انتہائی جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس ابھی پرائم منسٹر ہاؤس سے کال آئی ہے۔ ان کے پی اے نے کہا ہے کہ پرائم منسٹر صاحب آپ سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں"۔ دوسری طرف سے اس کے پی اے نے کہا۔

"تو کراؤ بات دیر کیوں کر رہے ہو۔ کراؤ بات"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر ہولڈ کیجئے سر فار ون منٹ سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور شاگل نے بجائے کچھ جواب دینے کے ہونٹ بھینچ لئے۔

"پرائم منسٹر صاحب سے بات کیجئے جناب"...... چند لمحوں بعد اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو سر میں شاگل بول رہا ہوں سر"...... شاگل نے اس بار بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ نو منتخب پرائم منسٹر اس کے بے حد مداح تھے اور تمام میٹنگز میں وہ اس کی بے شمار تعریفیں کر چکے تھے اور اس کے مشورے کو ہمیشہ اہمیت دیتے تھے اس لئے شاگل بھی دل سے ان کا ادب کرتا تھا۔

"مسٹر شاگل وائلٹ پائن کی آخری اور انتہائی اہم قسط کے سلسلے میں کیا گڑبڑ ہوئی ہے"۔ پرائم منسٹر نے انتہائی بارعب لہجے میں کہا۔

"جناب آپ کو تو معلوم ہے کہ سیکرٹ سروس اس میں براہ راست ملوث نہیں ہے بلکہ اصل ٹاسک ملٹری انٹیلی جنس کا ہے لیکن اس کا سیٹ اپ سیکرٹ سروس کے ساتھ کیا گیا۔ چنانچہ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سریش کمار صاحب نے خود ہی سیٹ اپ بنایا اور اس کی منظوری دی۔ اس کے مطابق میرے ایک ماتحت کو علیحدہ ایک تنظیم چینل تھری کا انچارج بنایا گیا۔ میرے ماتحت نے چینل تھری کے انچارج کے طور پر سریش کمار کے منتخب کردہ مخبر گروپ کرائٹس سے رابطہ کیا اور کرائٹس سے معلومات خریدنے کا معاہدہ ہوا جس کی منظوری بھی سریش کمار صاحب نے دی۔ اس کے بعد چینل تھری پر ایک پیکٹ سپیشل سروس کے تحت آیا اور سیٹ اپ کے مطابق یہ پیکٹ میرے پاس بھجوا دیا گیا۔ میں نے اسے کھولا اس میں ایک مجسمہ تھا۔ اس مجسمے کے اندر ایک چھوٹا سا مائیکرو فلم رول موجود تھا۔ میں نے سیٹ اپ کے مطابق وہ رول سریش کمار صاحب کو بھجوا دیا۔ اسی طرح چار پیکٹ موصول ہوئے جن میں موجود مائیکرو رول سریش کمار صاحب کو بھجوا دیئے گئے۔ آج پانچواں پیکٹ آیا۔ اسے میں نے کھولا تو وہ خالی تھا۔ میں نے اپنے ماتحت چینل تھری کے انچارج کو فون کیا۔ اس نے کرائٹس سے رابطہ کیا۔ کرائٹس نے فوری طور پر پاکیشیا میں اپنے گروپ سے رابطہ کیا۔ وہاں سے پتہ چلا کہ مائیکرو رول بھیجنے

والے آفیسر کو اس کے آفس سے نیول پولیس اپنے ساتھ لے گئی۔ کرائٹس نے نیول پولیس ہیڈ کوارٹر سے معلومات حاصل کیں تو یہ حیرت انگیز اطلاع ملی کہ نیول پولیس نے اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے حوالے کر دیا ہے۔ مجھے اس بات پر یقین نہ آیا کیونکہ سیکرٹ سروس ایسے معاملات میں دخل اندازی نہیں کیا کرتی زیادہ سے زیادہ پاکیشیا ملٹری انٹیلی جنس مداخلت کرتی جبکہ کرائٹس کے مطابق ملٹری انٹیلی جنس کے خاص لوگ اس کے قبضے میں ہیں اس لئے میں نے اپنے ماتحت کو کہا کہ وہ کرائٹس سے میری براہ راست بات کرائے تاکہ درست حالات معلوم ہو سکیں۔ اس دوران جناب کی طرف سے کال آ گئی"...... شاگل نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس اس معاملے میں کیسے کود پڑی۔ اگر واقعی ایسا ہے تو یہ تو بہت خطرناک مسئلہ ہے"...... پرائم منسٹر صاحب نے کہا۔

"جناب کرائٹس کی معلومات غلط ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس ایسے عام سے معاملات میں ہاتھ نہیں ڈالا کرتی۔ یہ تفصیلات تو اسلحہ گوداموں کی تھیں۔ ایسی اطلاعات تو عام طور پر سمگل ہوتی رہتی ہیں"...... شاگل نے کہا۔

"آپ سے یہی کہا گیا ہے کہ یہ تفصیلات اسلحہ گوداموں کے بارے میں ہیں"...... پرائم منسٹر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یس سر سریش کمار صاحب نے مجھے خود بتایا تھا کہ پاکیشیائی فوج نے نئے اسلحہ ڈپو بنائے ہیں۔ ان کی تفصیلات حاصل کی جا رہی ہیں"...... شاگل نے جواب دیا۔

"حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ سریش کمار صاحب کو اس طرح آپ جیسے اہم عہدے دار سے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی اور میرا خیال ہے اس لئے آپ نے اس میں پوری طرح دلچسپی نہیں لی اور یہ معاملہ پیش آگیا۔ میں اس کا نوٹس لوں گا"...... پرائم منسٹر نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ سر تو کیا کوئی اور مسئلہ تھا"...... شاگل نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں یہ مائیکرو رول اسلحہ گوداموں کے نہیں تھے۔ بلکہ پاکیشیا انٹی میزائلوں کے ایک انتہائی اہم پراجیکٹ پر کام کر رہا ہے۔ کافرستان نے حال ہی میں جو جدید ترین اور دور مار میزائل تیار کئے ہیں اور جن سے پاکیشیا کا دفاع یقینی خطرے میں آگیا ہے۔ اس کے توڑ کے لئے پاکیشیائی دفاعی سائنسدانوں نے ایک ایسا انٹی میزائل سسٹم تیار کرنا شروع کر دیا ہے جو مکمل ہو جانے کے بعد کافرستانی میزائلوں کو فضا میں ہی تباہ کر دے گا۔ اس طرح کافرستانی میزائل ناکارہ ہو جائیں گے۔ یہ اطلاع ملنے پر ہماری حکومت نے کوشش کی کہ اس انٹی چیک نظام جسے پاکیشیا والوں نے وائلٹ پائن کا کوڈ نام دیا تھا کی ایسی تفصیلات حاصل کی جا سکیں جن کی مدد سے کافرستانی میزائلوں میں ایسی تبدیلیاں کر دی جائیں کہ وائلٹ پائن ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے اور

پاکیشیا کو بھی یہ معلوم نہ ہو سکے کہ کافرستانی میزائلوں میں تبدیلیاں کی گئی ہیں اور وہ اپنے نظام پر مطمئن رہیں۔ اس طرح کافرستان لامحالہ جب بھی جنگ ہوئی پاکیشیا کو عبرت ناک شکست دے گا۔ پاکیشیا نے وائلٹ پائن کے اس نظام کا اصل فارمولا کارمن کے ایک سائنس دان سے خرید کیا تھا جو ایک پرائیویٹ سائنس دان تھا لیکن کافرستان کے ایجنٹوں کو اس کا علم ہو گیا۔ چنانچہ کافرستانی ایجنٹوں نے اس سائنس دان سے رابطہ کیا کہ وہ اس فارمولے کو کافرستان کے ہاتھ بھی فروخت کر دے۔ اس سائنس دان سے ہی یہ معلوم ہوا تھا کہ پاکیشیا اس انداز میں کام کر رہا ہے اور اس منصوبے کا نام اس سائنس دان نے ہی وائلٹ پائن رکھا تھا۔ اس سائنس دان کا اپنا نام پائن تھا اور اس کی مرحومہ بیوی جو کہ سائنس دان تھی اس کا نام وائلٹ تھا۔ چونکہ اس فارمولے پر اس کی بیوی نے بھی کام کیا تھا اس لئے اس کی موت کے بعد اس سائنس دان نے اس کا نام وائلٹ پائن رکھ دیا تھا۔ بہرحال اس سے پہلے کہ سائنسدان پائن سے بات چیت مکمل ہوتی وہ پراسرار انداز میں ہلاک کر دیا گیا اور اس کی خفیہ لیبارٹری وغیرہ سب تباہ کر دی گئی۔ اندازہ یہی تھا کہ یہ کام وائلٹ کو خفیہ رکھنے کے لئے پاکیشیائی ایجنٹوں نے کیا ہے تاکہ اس نظام کے بارے میں اور کسی کو معلوم نہ ہو سکے لیکن انہیں اس بات کا علم نہ تھا کہ کافرستان اس بارے میں پہلے سے ہی آگاہ ہو چکا ہے۔ سائنس دان کی موت کے بعد کافرستان نے فیصلہ کیا کہ اس فارمولے کو پاکیشیا سے خفیہ طور پر

حاصل کیا جائے۔ چنانچہ معلومات حاصل کی گئیں تو معلوم ہوا کہ اس منصوبے کو خفیہ رکھنے کے لئے ملٹری انجینئرنگ کے تحت مکمل کرایا جا رہا ہے۔ تاکہ کسی کو اس کی اہمیت کا احساس نہ ہو۔ چنانچہ کافرستانی ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کے ذمے یہ ٹاسک لگایا گیا۔ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سریش کمار نے تمام سیٹ اپ طے کر لیا تو انہوں نے مجھ سے ڈسکس کیا کہ اسے کافرستان سیکرٹ سروس کے ساتھ لنک کر دیا جائے تاکہ پاکیشیائی ملٹری انٹیلی جنس کے ایجنٹوں کو اس پر شک نہ پڑسکے۔ چنانچہ میں نے انہیں تم سے رابطہ کرنے اور سیٹ اپ کرنے کی اجازت دے دی۔ اس کے بعد اس اصل فارمولے کی کاپیاں آنی شروع ہو گئیں۔ چونکہ اس فارمولے کو حفاظت کے نقطہ نظر سے پانچ حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا اس لئے یہ اکٹھا نہ آسکتا تھا۔ چنانچہ قسطوں میں کام شروع ہو گیا۔ چار قسطیں پہنچ گئیں جنہیں کافرستان میزائل فیکٹری کے سائنس دانوں تک پہنچا دیا گیا۔ اب آخری قسط آنی تھی۔ اس کے بعد یہ نظام مکمل طور پر ہمارے پاس پہنچ جاتا اور ہمارے سائنس دان اس کی مدد سے کافرستانی میزائلوں میں مطلوبہ ردو بدل کر دیتے۔ اس لئے آج میں نے میٹنگ کال کی تھی تاکہ اس کامیابی کو مزید آگے بڑھایا جاسکے لیکن پھر معلوم ہوا کہ آخری قسط نہیں پہنچی تو مجھے فکر ہوئی اور اب آپ نے بتایا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی اس میں ملوث ہے تو یہ انتہائی اہم بات ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں مجھے جو کچھ بتایا گیا ہے۔ اگر یہ

قسط اس کے ہاتھ چڑھ گئی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ پہلے والی چار قسطیں بھی واپس حاصل کرنے کی کوشش کرے گی اور چونکہ اس میں آپ کی سروس ملوث ہے۔ اس لئے لامحالہ وہ آپ کے خلاف کام کرے گی۔ پرائم منسٹر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا جبکہ شاگل کا چہرہ تفصیل سننے کے دوران مسرت سے گلنار ہو رہا تھا کہ پرائم منسٹر اسے اس قدر اہم سمجھتے ہیں کہ اسے اس قدر اہم راز خود اپنی زبان سے اس قدر تفصیل سے بتا رہے ہیں۔

"سر یہ تو واقعی انتہائی اہم پراجیکٹ ہے۔ اگر مجھے سریش کمار صاحب پہلے بریف کر دیتے تو میں اس کے لئے کوئی فول پروف انتظامات کرتا مجھے تو علم ہی نہ تھا۔ اس کے باوجود اگر آپ اجازت دیں تو میں اس پانچویں قسط کے لئے خود کام کروں۔ باقی جہاں تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کا میرے خلاف کام کرنا ہے تو اس کی فکر مت کریں وہ میرے خلاف انگلی بھی نہیں ہلا سکتے"...... شاگل نے انتہائی فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"میں لیبارٹری سے بات کرتا ہوں کہ کیا اس پانچویں قسط کے بغیر ان چار قسطوں سے وہ کام کر لیں گے یا اس پانچویں قسط کے بغیر کام نہیں چل سکتا اس کے بعد آپ سے بات ہو گی۔ آپ نصف گھنٹے بعد مجھے فون کر لیجئے گا"...... پرائم منسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اس احمق سریش کمار کا کورٹ مارشل ہونا چاہئے۔ نجانے اس

طرح کے احمق اس قدر اہم پوسٹوں پر کیسے پہنچ جاتے ہیں ۔ نانسنس
اس قدر اہم اور خفیہ پراجیکٹ اور مجھے اس نے بتایا ہی نہیں ۔
نانسنس ۔ اب بھگتے گا تو پھر پتہ چلے گا"...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے
کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا ۔ رسیور رکھتے ہی فون
کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا ۔

" یس "...... شاگل نے کہا ۔

" کراٹس صاحب آپ سے بات کرنے کے منتظر ہیں سر" ۔ دوسری
طرف سے پی اے نے کہا ۔

" ہاں بات کراؤ اس سے "...... شاگل نے کہا ۔

" ہیلو کراٹس بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے ایک
غیر ملکی کی آواز سنائی دی ۔

" مسٹر کراٹس یہ آپ کے آدمی کیا کر رہے ہیں ۔ یہ خالی پیکٹ
کیوں آیا ہے"...... شاگل نے تیز اور بارعب لہجے میں کہا ۔

" جناب سارا سیٹ اپ ٹھیک چل رہا تھا لیکن نجانے کس طرح
پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آ گئی اور سارا کام غلط ہو گیا" ۔
کراٹس نے جواب دیا ۔

" آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ کے آدمی کو پاکیشیا سیکرٹ سروس
کے حوالے کیا گیا ہے"...... شاگل نے کہا ۔

" میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق نیول پولیس
اسے دفتر سے نیول ہیڈ کوارٹر لے آئی ۔ وہاں سے اسے مرکزی

سیکرٹریٹ میں سیکرٹری وزارت خارجہ کی تحویل میں دیا گیا جہاں سے
سے کسی خفیہ مقام پر لے جایا گیا اور اب تک اس کی کوئی خبر نہیں
ہے اور یہ بات تو سب جانتے ہیں کہ سیکرٹری وزارت خارجہ کے تحت
پاکیشیا سیکرٹ سروس کام کرتی ہے"...... کراٹس نے جواب دیا ۔

" لیکن ایسی صورت میں خالی پیکٹ کس طرح آیا ۔ سرے سے
پیکٹ ہی نہ آتا"...... شاگل نے کہا ۔

" یس سر میں نے اس پوائنٹ پر غور کیا ہے ۔ میرا خیال ہے کہ
پاکیشیا سیکرٹ سروس کو پہلے اس پیکٹ کے بارے میں علم ہوا ۔
انہوں نے اس میں سے آخری رول نکال لیا اور پیکٹ اس لئے بھجوا دیا
تاکہ وہ یہاں اس کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں ۔ اس کے
بعد انہوں نے پیکٹ بھیجنے والے کو ٹریس کر کے پکڑ لیا"...... کراٹس
نے جواب دیا ۔

" تو اب کیا ہو گا ۔ یہ رول کیسے آئے گا"...... شاگل نے ہونٹ
چباتے ہوئے کہا کیونکہ سیکرٹری وزارت خارجہ کا سن کر وہ سمجھ گیا تھا
کہ یہ ساری کارروائی عمران کی ہو گی اور جس طرح کراٹس نے کہا ہے
عمران نے واقعی ایسا ہی کیا ہو گا ۔

" سر اب فوری طور پر تو مشکل ہے ۔ البتہ کچھ عرصے بعد دوبارہ
کوشش کی جا سکتی ہے ۔ اب تو وہ پوری طرح ہوشیار ہوں گے" ۔
کراٹس نے کہا ۔

" میری ابھی پرائم منسٹر صاحب سے اس بارے میں تفصیلی بات

ہوئی ہے۔ابھی مزید بات ہونی ہے اس لئے آپ نصف گھنٹے بعد مجھے
دوبارہ فون کریں پھر میں آپ کو حتمی فیصلہ سے آگاہ کروں گا"۔شاگل
نے بڑے بارعب لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر جب پرائم منسٹر
صاحب سے بات ہوئے نصف گھنٹہ گزر گیا تو اس نے رسیور اٹھایا۔
اور پی اے کو پرائم منسٹر سے کال ملانے کا کہا۔چند لمحوں بعد کال ملا دی
گئی۔

"ہیلو سر میں شاگل بول رہا ہوں"...... شاگل نے انتہائی مؤدبانہ
لہجے میں کہا۔

"مسٹر شاگل میری سائنس دانوں سے بات ہو گئی ہے۔پانچویں
قسط کی اس قدر ضرورت نہیں جتنی ہم سمجھ رہے تھے۔ڈاکٹر سروج نے
مجھے بتایا ہے کہ فارمولا تو چار قسطوں میں ہی مکمل ہو گیا تھا۔پانچویں
قسط کوڈ کی تھی۔کیونکہ فارمولا کسی خاص کوڈ میں تھا۔اگر پانچویں
قسط مل جاتی تو مسئلہ فوری حل ہو جاتا لیکن اب وہ اسے کوڈ کے
ماہرین کی مدد سے خود ہی حل کر لیں گے اور میری سریش کمار صاحب
سے بھی بات ہوئی ہے انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے منصوبے کو ہر
لحاظ سے خفیہ رکھنے کے لئے آپ کو تفصیل نہ بتائی تھی اور سریش کمار
صاحب نے کہا ہے کہ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس لامحالہ اس فارمولے
کو واپس حاصل کرنے کے لئے یہاں کافرستان میں آئے گی اس لئے آپ
فوری طور پر چینل تھری آف کر دیں۔مکمل آف آپ سمجھتے ہیں ناں
اس بات کو"...... پرائم منسٹر نے زور دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... شاگل نے جواب دیا۔

"یہ قربانی اسے خفیہ رکھنے کے لئے انتہائی ضروری ہے مسٹر شاگل
جبکہ سریش کمار صاحب کراٹس کو مکمل آف کر دیں گے۔اس کے بعد
یہ فارمولا مکمل طور پر محفوظ ہو جائے گا پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس لاکھ
سر پٹکے وہ یہ فارمولا واپس حاصل نہ کر سکیں گے"...... پرائم منسٹر نے
کہا۔

"لیکن سر ہو سکتا ہے کہ اب وہ یہ وائلٹ پائن پراجیکٹ ہی چھوڑ
دیں"...... شاگل نے کہا۔

"ایسا ممکن نہیں ہے ہمیں جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق اس
سلسلے میں تین چوتھائی کام مکمل بھی ہو چکا ہے۔اب وہ یہ پراجیکٹ
کسی صورت بھی ختم نہیں کر سکتے"...... پرائم منسٹر نے جواب دیا۔

"جناب فارمولے کی ہر قسط میں تو سریش کمار صاحب کو بھجوا دیتا
تھا۔سریش کمار صاحب اسے خود لیبارٹری پہنچا دیتے ہوں گے"۔شاگل
نے کہا۔

"ہاں کیوں۔آپ نے یہ بات کیوں پوچھی ہے"...... پرائم منسٹر
نے چونک کر پوچھا۔

"جناب اس لیبارٹری کے بارے میں ملٹری انٹیلی جنس کے اور
کس کس آدمی کو علم ہے"...... شاگل نے ان کی بات کا جواب دینے
کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"جو میں نے پوچھا ہے پہلے اس کا جواب دیں"...... پرائم منسٹر

صاحب نے شاگل کی اس گفتگو کا برا مانتے ہوئے کہا۔

" سر میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے اور یہ خیال میں اس وقت واضح کر سکوں گا جب مجھے اس بارے میں پوری طرح علم ہو گا "۔ شاگل نے کہا۔

" صرف سریش کمار صاحب کو ہی علم ہے۔ کیونکہ اس لیبارٹری کو مکمل طور پر خفیہ رکھا گیا ہے اس لئے تو آج تک پاکیشیائی ہمارے میزائلوں کے بارے میں نہیں جان سکے "...... پرائم منسٹر نے جواب دیا۔

" تو پھر سر اگر آپ محسوس نہ کریں تو اس فارمولے کو بچانے کے لئے سریش کمار صاحب کو بھی مکمل آف کرنا پڑے گا "...... شاگل نے کہا۔

" کیا کیا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں "...... پرائم منسٹر نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

" ان حالات میں یہ قربانی انتہائی ضروری ہے جناب ورنہ وہ عفریت عمران کسی نہ کسی طرح بہرحال سریش کمار صاحب کا پتہ چلا لے گا اور اس کے بعد اس لیبارٹری تک اس کا پہنچ جانا ناممکن نہیں ہے پھر آپ جانتے ہیں کہ کیا ہو سکتا ہے۔ میں تو اس لیبارٹری کے بارے میں جانتا تک نہیں اور نہ میرے محکمے کا کوئی آدمی جانتا ہے۔ اس لئے یہی ایک ایسا راستہ ہے جو اس کے لئے کھلا ہوا ہو گا۔ اسے بند کرنا لیبارٹری اور کافرستان کے مفاد کے لئے انتہائی ضروری ہے "۔ شاگل

نے کہا۔

" ہونہہ میں آپ کا مطلب سمجھ گیا ہوں۔ آپ واقعی انتہائی دور اندیش اور عقلمند انسان ہیں اس لئے میں آپ کی دل سے قدر کرتا ہوں او کے ٹھیک ہے۔ آپ کو جو حکم دیا گیا ہے وہ کریں۔ باقی جو ہو گا سو ہو جائے گا "...... پرائم منسٹر صاحب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" اور مجھے نہ بتاؤ۔ اب بھگتو سریش کمار۔ تم نے سمجھ لیا تھا کہ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف بن کر تم شاگل سے بھی بڑے عہدے دار ہو گئے ہو "...... شاگل نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ پرائم منسٹر کا اشارہ سمجھ گیا تھا کہ وہ سریش کمار کے خاتمے کا بندوبست کر لیں گے۔ پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

" یس راٹھور بول رہا ہوں "...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" میرے آفس میں آؤ ابھی اسی وقت "...... شاگل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور ٹھوس جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے شاگل کو سلام کیا۔

" بیٹھو "...... شاگل نے کہا تو آنے والا جو راٹھور تھا میز کی دوسری طرف بیٹھ گیا۔

" یس سر "...... راٹھور نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" رام لعل کو جانتے ہو "...... شاگل نے کہا۔

"یس سر"...... راٹھور نے جواب دیا۔

"آج رات اسے اس طرح آف کرنا ہے کہ کوئی حادثہ معلوم ہو"...... شاگل نے سرد لہجے میں کہا

"فل آف"...... راٹھور نے چونک کر کہا۔

"ہاں فل آف۔ ملکی سلامتی کے لئے ایسا ضروری ہو گیا ہے"۔ شاگل نے کہا۔

"یس سر ہو جائے گا۔ وہ روزانہ رات کو آفیسرز کلب میں آتا ہے۔ واپسی میں شراب زیادہ پی جانے کی وجہ سے اس کی کار کا ایکسیڈنٹ ہو جائے گا"...... راٹھور نے جواب دیا۔

"گڈ۔ لیکن یہ کام رات کو ہونا ہے۔ ابھی میں نے اس کے ذمے کام لگانا ہے لیکن رات کو بہرحال ایسا ہو جانا چاہئے۔ اٹ از فائنل"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر"...... راٹھور نے جواب دیا۔

"او کے جاؤ"...... شاگل نے کہا اور راٹھور خاموشی سے اٹھا اور سلام کر کے کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے فوری بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے کہا۔

"کرانس آپ سے بات کرنا چاہتا ہے سر"...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"بات کراؤ"...... شاگل نے کہا۔

"ہیلو سر میں کرانس بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کرانس کی آواز سنائی دی۔

"میری پرائم منسٹر صاحب سے بات ہو گئی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ فی الحال اس آپریشن کو روک دیا جائے اور آپ سریش کمار سے رابطہ کریں۔ مزید ہدایات وہ دیں گے"...... شاگل نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور شاگل نے ہاتھ مار کر کریڈل کو دو تین بار پریس کیا۔

"یس سر"۔ دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"چینل تھری سے بات کراؤ"...... شاگل نے کہا اور رسیور رکھ دیا چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے کہا۔

"چینل تھری سے رام لعل صاحب لائن پر ہیں سر"...... دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"بات کراؤ"...... شاگل نے کہا۔

"ہیلو سر رام لعل بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے رام لعل کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"رام لعل چینل تھری کا سیٹ اپ فوری طور پر ختم کر دو۔ سب کچھ آف کر دو اور سنو اس چینل پر تمہارے ساتھ کتنے آدمی کام کر رہے تھے"۔ شاگل نے کہا۔

"دو آدمی سر۔ اسے خفیہ رکھنے کے لئے یہ بندوبست کیا گیا تھا"۔

رام لعل نے جواب دیا۔

" ان دونوں کو فوری طور پر مکمل آف کر دو اور پھر تمام سیٹ اپ ختم کر دو اور اپنا چینل تھری والا میک اپ بھی ختم کر دو۔ سمجھ گئے ہو"....... شاگل نے کہا۔

" یس سر حکم کی فوری تعمیل ہو گی"....... رام لعل نے کہا اور شاگل نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ رام لعل کل صبح کا سورج اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ سکے گا۔

عمران کا چہرہ غصے سے سرخ پڑا ہوا تھا۔ وہ اس وقت سر سلطان کے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔

" اس قدر اہم پراجیکٹ اور سیکرٹ سروس کو اس کے بارے میں بریف ہی نہیں کیا گیا"....... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" میں کیا کہہ سکتا ہوں عمران بیٹے مجھے خود اس بارے میں علم نہ تھا چونکہ یہ سارا مسئلہ ملٹری کا تھا اس لئے ملٹری انٹیلی جنس ہی اسے ڈیل کرتی رہی اور اگر تم اس فلم رول کو نہ پکڑ لیتے تو ہمیں شاید اب بھی پتہ نہ چلتا۔ وہ ملٹری انٹیلی جنس والے تو اب بھی اس ساری کارروائی سے بے خبر تھے"....... سر سلطان نے جواب دیا۔

" مجھے بھی بس اتفاقاً ہی اطلاع ملی کہ ملٹری انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے چیف انجینئر مرزا افضل بیگ کو ایک کلب میں ایک مشکوک آدمی سے رقم لیتے ہوئے چیک کیا گیا ہے۔ جس پر میں چونکا"۔ عمران

نے کہا۔

"لیکن تمہیں اطلاع کس نے دی تمہارا تو ملٹری سے کوئی براہ راست رابطہ بھی نہیں ہے"...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس احمق مرزا افضل بیگ نے یہ ساری کارروائی ایک عام سے کلب میں کی اور ٹائیگر اس آدمی کو جانتا تھا کہ اس کا تعلق کافرستانی سمگلر گروپ سے ہے۔ اس نے جب بھاری رقم کا لین دین دیکھا تو وہ چونک پڑا۔ اس نے اس آدمی کو گھیر لیا اور پھر اس آدمی نے زبان کھول دی۔ اس نے بتایا کہ جسے اس نے رقم دی ہے وہ ملٹری انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کا چیف انجینئر ہے اور پہلے بھی وہ اس کے ذریعے بار بار رقم لے چکا ہے۔ یہ پانچویں بار ہے جس پر ٹائیگر اسے لے کر رانا ہاؤس پہنچ گیا اور اس نے مجھے اطلاع دی۔ میں نے رانا ہاؤس جا کر اس سے جب پوچھ گچھ کی تو اس نے بتایا کہ اس کا تعلق کافرستان کے ایک مخبر گروپ کراٹس سے ہے اور وہ کراٹس کے حکم پر مرزا افضل بیگ کو پہلے بھی بھاری رقومات دیتا رہا ہے اور آج بھی اس نے رقم دی ہے۔ میں اگر چاہتا تو مرزا افضل بیگ سے براہ راست پوچھ گچھ کر سکتا تھا لیکن چونکہ اس کا تعلق ملٹری انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ سے تھا اور بظاہر اس سیکشن کی وجہ سے کوئی ایسی بات سامنے نظر نہ آتی تھی جس پر اسے کافرستان سے اس قدر بھاری رقومات دی جائیں۔ اس لئے اصل بات کو سامنے لانے کے لئے میں نے اس کی نگرانی شروع کرا دی۔ ٹائیگر

نے اس کی رہائش گاہ کے اندر ڈکٹافون پہنچا دیا۔ اس نے اپنے دفتر کے ایک ماتحت کو فون کیا اور اس سے پوچھا کہ کیا وہ کل شام کو اس سے کسی ریستوران میں مل سکتا ہے تو اس کے ماتحت نے کہا کہ اس نے کل شام کو اپنی بیگم کے ساتھ مین بازار کی سپر مارکیٹ شاپنگ کے لئے جانا ہے۔ کیونکہ اس کی بیگم نے رات کو کسی گھریلو فنکشن میں جانا ہے۔ اس پر مرزا افضل بیگ نے کہا کہ ٹھیک ہے پھر پرسوں ملاقات ہو جائے گی۔ بظاہر یہ ایک عام سی کال تھی لیکن مرزا افضل بیگ کیوں اپنے ماتحت سے ملنا چاہتا تھا۔ میں نے اس ماتحت کا نمبر ٹریس کر کے اس کے بارے میں جوزف کی مدد سے معلومات حاصل کیں۔ جوزف نے بتایا کہ یہ ماتحت اپنی بیوی اور ایک چھوٹے سے معصوم بچے کے ساتھ رہتا ہے اس کا حلیہ بھی جوزف نے مجھے بتا دیا۔ دوسرے روز ٹائیگر نے بتایا کہ مرزا افضل بیگ نے ایک بار پھر اپنے اس ماتحت کو فون کیا ہے لیکن وہ گھر پر نہیں مل سکا جس پر مرزا افضل بیگ نے اپنے ملازم سے کہا کہ وہ مین بازار جا رہا ہے۔ اس اطلاع پر میں ایک بار پھر چونک پڑا۔ چونکہ مجھے معلوم تھا کہ مرزا افضل بیگ کی خفیہ نگرانی ہو رہی ہو گی اور اگر میں سامنے آ گیا تو ہو سکتا ہے کہ مرزا افضل بیگ کو ہی ختم کر دیا جائے اس طرح ہم مکمل اندھیرے میں رہ جاتے اس لئے میں نے جوانا کو مرزا افضل بیگ کا حلیہ بتا کر اسے مین بازار بھیج دیا اور خود میں ایک لکھنوی بانکے کا میک اپ کر کے وہاں پہنچ گیا۔ ٹرانسمیٹر پر مجھے جوانا نے بتایا کہ مرزا افضل بیگ

نے اپنی کار وہاں ایک ریستوران کے سامنے روکی ہے اور اب وہ ریستوران میں بیٹھا چائے پی رہا ہے لیکن اس کی نظریں ریستوران کے دروازے پر نظر آنے والی اپنی کار پر جمی ہوئی ہیں۔ پھر جوانا نے رپورٹ دی کہ مرزا افضل بیگ اب پیدل بازار کی اس سائیڈ پر جا رہا ہے جدھر مشہور سپر مارکیٹ ہے۔ میں نے جوانا کو وہیں کار کی نگرانی کا حکم دے دیا۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ کار میں کوئی ایسی چیز ہے جسے مرزا افضل بیگ استعمال کرنا چاہتا ہے اور خود میں سپر مارکیٹ کے سامنے پہنچ گیا پھر مرزا افضل بیگ پیدل چلتا ہوا وہاں پہنچا اور وہاں سے وہ سپر مارکیٹ میں داخل ہو گیا۔ میں اس کے پیچھے گیا تو وہ واپس سپر مارکیٹ سے باہر نکل رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سپر مارکیٹ کے لیبل کا ایک پیکٹ تھا اس کا مطلب تھا کہ اس نے سپر مارکیٹ سے خریداری کی ہے میں مارکیٹ کے اندر گیا تو میں نے وہاں اس کے ماتحت کو موجود دیکھا اس کا حلیہ مجھے جوزف پہلے ہی بتا چکا تھا اس لئے میں پہچان گیا۔ پھر اس سے مجھے پتہ چلا کہ مرزا افضل بیگ نوادرات کے کاؤنٹر پر گیا ہے۔ میں سمجھ گیا کہ اس نے وہاں سے کوئی چیز خریدی ہے اور واپس چلا گیا ہے۔ میں کاؤنٹر پر گیا تو وہاں سے معلوم ہوا کہ اس نے ایک افریقی مجسمہ خریدا ہے میں نے بھی ایسا ہی مجسمہ خرید لیا اور اس کا پیکٹ بنوا کر میں باہر آ گیا۔ پھر جوانا سے رپورٹ ملی کہ مرزا افضل بیگ واپس آ کر کار میں بیٹھ گیا ہے۔ اس کی کار کے ساتھ ہی ایک اور کار موجود تھی اور یہ اس کے ماتحت کی تھی جب اس کا ماتحت اپنی بیگم کے ساتھ واپس پہنچا

مرزا افضل بیگ نے کار سے باہر نکل کر اس سے باتیں کیں اور پھر اپنی کار میں بیٹھ کر چلا گیا۔ جوانا اس کے پیچھے تھا میں سمجھ گیا کہ وہ کوئی لمبا ہی کھیل کھیل رہا ہے چونکہ اس کے ماتحت کی رہائش گاہ کا علم مجھے تھا۔ اس لئے میں وہاں پہنچ گیا لیکن اس کا ماتحت ابھی واپس نہ آیا تھا۔ میں اس کا انتظار کرتا رہا جب وہ واپس آیا تب پتہ چلا کہ مرزا افضل بیگ نے اسے وہی سپر مارکیٹ سے خریدا ہوا پیکٹ دیا ہے کہ وہ اسے سپیشل سروس سے بک کرا دے وہ اس کی رسید صبح دفتر میں اس سے لے لے گا۔ میں نے اس سے رسید لے کر پتہ دیکھا تو پتہ کافرستان کا تھا میں نے اسے اپنے والا پیکٹ دے دیا کہ وہ اس پر وہی پتہ لکھ کر اسے بک کرا دے اور رسید مرزا افضل بیگ کو دے دے سپیشل سروس چونکہ فوری نکل جاتی ہے اس لئے میں نے طاہر کو فون کر کے کہہ دیا کہ وہ کافرستان میں ایجنٹ ناٹران کو کہہ دے کہ وہ اس رسید نمبر والا پیکٹ وہاں سے خود وصول کرے اور جس پتے پر یہ پیکٹ بھیجا گیا ہے اس کی چیکنگ کرے۔ چنانچہ ناٹران نے وہ پیکٹ وصول کیا اور واپس طاہر کو سپیشل سروس سے بھجوا دیا۔ جو پتہ اس پر درج تھا وہ جعلی نکلا۔ شاید ان لوگوں نے پوسٹ آفس کے سپیشل سروسز کاؤنٹر میں اس کی وصولی کے انتظامات کئے ہوں گے۔ بہرحال پیکٹ واپس پہنچنے پر جب میں نے اسے کھولا تو اس کے اندر افریقی دیوی کا مجسمہ تھا جو مرزا افضل بیگ نے سپر مارکیٹ سے خریدا تھا اس مجسمہ کے اندر ایک مائیکرو رول موجود تھا۔ جب میں نے اسے لیبارٹری میں

چیک کیا تو معلوم ہوا کہ یہ کسی کوڈ فارمولے کی کی (KEY) پر مشتمل ہے۔ فارمولے کا نام صرف "ڈی پی" لکھا ہوا تھا۔ چنانچہ میں نے مرزا افضل بیگ کی فوری گرفتاری کا پلان بنایا لیکن مجھے یہ خیال رکھنا تھا کہ کسی کو معلوم نہ ہوسکے کہ مرزا افضل بیگ کو کہاں لے جایا گیا ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے جب کافرستان والوں کو میرا بھجوایا ہوا خالی پیکٹ ملے گا تو وہ فوری حرکت میں آجائیں گے۔ چنانچہ پلاننگ کے تحت نیول پولیس نے مرزا افضل بیگ کو اس کے دفتر سے ساتھ لیا اور وہاں سے اسے آپ تک پہنچایا گیا جہاں سے میں اسے رانا ہاؤس لے گیا۔ پھر مرزا افضل بیگ نے زبان کھولی۔ تب پتہ چلا کہ ملٹری انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے تحت کسی پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے اور مرزا افضل بیگ نے انتہائی بھاری معاوضے پر اس فارمولے کے پانچ حصوں کی فلم بنائی اور باری باری ایک ایک حصہ کافرستان ارسال کر دیا۔ مائیکرو فلم بھجوانے کے لئے اس نے انتہائی محتاط طریقہ کار اپنایا تھا کہ وہ بازار سے کوئی چیز خرید کر اس میں مائیکرو فلم ڈالتا اور پھر اس پیکٹ کو کراٹس کے پتے پر سپیشل سروس کے ذریعے بھجوا دیتا لیکن اپنے تحفظ کے لئے وہ اسے خود بک نہ کرتا تھا بلکہ اپنے کسی بھی جاننے والے کو بغیر کچھ بتائے اس کے ذریعے بک کروا دیتا اور بعد میں اس سے رسید لے لیتا۔ اس طرح مجھے اس پراجیکٹ کا علم ہوا اور میں نے آپ سے بات کی"...... عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ سب کچھ میرے لئے تو واقعی حیرت انگیز ہے۔ بہرحال اب اس

فارمولے کو واپس حاصل کرنا ہے"...... سر سلطان نے جواب دیا۔

"کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ حکومت یہ پراجیکٹ ہی ختم کر دے"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں حکومت اس پراجیکٹ پر اس قدر کام کر چکی ہے کہ اب اس کو ختم کرنا ممکن نہیں ہے دوسری بات یہ ہے کہ اس پراجیکٹ کے بغیر ہماری ملکی سلامتی کافرستان کے ہاتھوں شدید خطرے میں رہے گی کافرستانی میزائل ہمارے لئے انتہائی خطرہ ہیں ان کا سدباب ضروری ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"اصل فارمولا تو موجود ہے۔ آپ اپنا کام کرتے رہیں"۔ عمران نے جواب دیا۔

"میری اس پوائنٹ پر ماہرین سے تفصیلی بات ہوئی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اصل فارمولے کی کاپی کافرستان کے پاس پہنچ چکی ہے اور وہ اس فارمولے کی مدد سے اپنے میزائلوں میں ایسی سائنسی تبدیلیاں کر لیں گے کہ یہ سارا پراجیکٹ ہی بیکار ہو کر رہ جائے گا اس لئے اس کاپی کو فوری طور پر واپس حاصل کرنا ضروری ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"میں نے اس کوڈ والی فلم کو چیک کیا ہے۔ یہ انتہائی قدیم کوڈ ہے اب جب کہ اس کوڈ میں فارمولا ان کے پاس ہے اور جب تک کوڈ کی (KEY) ان تک نہیں پہنچ سکتی وہ اس کو حل نہیں کر سکتے اور جب تک یہ کوڈ حل نہ ہو اس وقت تک وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے اس لئے

ہمیں کیا ضرورت ہے ان کے پیچھے بھاگتے ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم یہ سب کچھ کیوں کہہ رہے ہو تمہیں اس بات پر غصہ ہے کہ سیکرٹ سروس کو اس پراجیکٹ سے بے خبر کیوں رکھا گیا ہے۔ لیکن عمران بیٹے حکام کی کسی غلطی کی سزا تم پاکیشیا کے چودہ کروڑ عوام کو دینا چاہتے ہو۔ اعلیٰ حکام نے وعدہ کیا ہے کہ آئندہ اس غلطی کا اعادہ نہ ہوگا"...... سر سلطان نے کہا تو عمران جو اب تک ہونٹ بھینچے ہوئے بیٹھا تھا بے اختیار مسکرا دیا۔

"آپ کی بات واقعی درست ہے۔ حکام کی غلطی کی سزا عوام کو نہیں دی جا سکتی اور نہ ہی پاکیشیا کی سلامتی کو کسی بھی صورت میں داؤ پر لگایا جا سکتا ہے۔ اوکے اب میں اس پر کام کروں گا۔ یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ "کوڈ کی" چونکہ پکڑی گئی ہے اس لئے وہ اس فارمولے سے فوری طور پر استفادہ نہ کر سکیں گے اور جب تک وہ کوڈ حل کریں گے تب تک ہم ان کی گردنیں پکڑ لیں گے"...... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران کی بات سن کر سر سلطان کے چہرے پر ایسے اطمینان بھرے تاثرات ابھر آئے جیسے عمران نے خالی بات نہ کی ہو بلکہ کسی منتر کے ذریعے فارمولا منگوا کر ان کے سامنے رکھ دیا ہو۔

"تم واقعی عظیم ہو بیٹے اور اس ملک کی خوش نصیبی ہے کہ تم جیسا بیٹا اللہ نے اسے دے دیا ہے"...... سر سلطان نے انتہائی محبت بھرے

لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح اٹھ کھڑے ہوئے جیسے وہ عمران کے احترام میں اٹھے ہوں۔

"میرا نام عمران ہے جناب عظیم نہیں ہے اور فی الحال میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ میں اخبار میں تبدیلی نام کا اعلان شائع کرا سکوں اس لئے اجازت"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سلام کر کے تیزی سے مڑ گیا۔ سر سلطان بے اختیار مسکرا دیئے۔

شاگل پرائم منسٹر ہاؤس کے ایک خاص کمرے میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کہ دروازہ کھلا اور نو منتخب پرائم منسٹر جو ادھیڑ عمر اور باوقار آدمی تھے اندر داخل ہوئے تو شاگل نے کھڑے ہو کر انہیں انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

" بیٹھ جائیے"...... پرائم منسٹر نے کہا اور خود وہ اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے

"سر میں ایک گذارش کرنا چاہتا ہوں"...... شاگل نے کہا۔

" کیا۔ فرمائیے کیا کہنا چاہتے ہیں آپ"...... پرائم منسٹر نے چونک کر پوچھا۔

"جناب یہ تو آپ کی اعلیٰ ظرفی ہے کہ آپ مجھ سے اس طرح عزت سے بات کرتے ہیں ۔ لیکن جناب اس طرح میں ذاتی طور پر بے حد شرمندہ ہوتا ہوں ۔ بہرحال میں آپ کا ایک ادنیٰ سا ماتحت ہوں اس

لئے پلیز آپ مجھ سے اسی لحاظ سے ہی بات کیا کیجئے"...... شاگل نے کہا تو پرائم منسٹر بے اختیار مسکرا دیئے۔

" آپ کا مطلب ہے کہ میں آپ کو تم کہہ کر مخاطب کیا کروں"۔ پرائم منسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس سر اس سے مجھے خوشی ہو گی"...... شاگل نے کہا۔

" او کے ٹھیک ہے ...... تمہیں شاید معلوم نہیں ہے اور میں تمہیں فی الحال بتانا بھی نہیں چاہتا تھا کہ تمہارے والد اور میرے والد کلاس فیلو رہے ہیں ۔ میرے والد میرے بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے اس لئے میں اپنی والدہ کے ہمراہ اپنے ننھیال چلا گیا تھا لیکن تمہارے والد دوستی نبھانے کے لئے ہماری خبر گیری کے لئے آتے رہتے تھے ۔ پھر وہ بھی فوت ہو گئے اور اس کے بعد ہمارے درمیان تعلقات نہ رہے ۔ پرائم منسٹر بننے کے بعد جب میں نے تمہاری پرسنل فائل دیکھی تب مجھے یہ سب معلوم ہوا اور میں تمہارے والد کی وجہ سے تمہاری دل سے عزت کرتا ہوں اسی لئے تم مجھے عزیز ہو ...... پرائم منسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

" اوہ اوہ ۔ تھینک یو سر۔ اوہ اب مجھے بھی یاد آگیا ہے سر۔ میرے والد آپ کے خاندان کے بارے میں اکثر ذکر کرتے تھے ۔ میں آپ کا بے حد مشکور ہوں اور آپ یقین کریں کہ آپ کی اس بات نے آپ کی عزت میرے دل میں اور بڑھا دی ہے"...... شاگل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن ایک بات کا ہمیشہ خیال رکھنا کہ مجھے سب سے زیادہ عزیز کافرستان کا مفاد ہے"...... پرائم منسٹر نے جواب دیا۔

"جناب کافرستان کے لئے تو ہم سب زندہ ہیں"...... شاگل نے جواب دیا۔

"ہاں اب اصل موضوع پر بات ہو جائے"...... پرائم منسٹر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... شاگل نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے اطلاع دی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا علی عمران اپنے ساتھیوں سمیت کافرستان پہنچ گیا ہے۔ اس اطلاع کا کیا مطلب ہے"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"جناب جیسے کہ پہلے اطلاع ملی تھی کہ ہمیں فارمولا بھیجنے والے آدمی کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے حوالے کیا گیا ہے۔ میرا ماتھا اسی وقت ٹھنکا تھا۔ چنانچہ میں نے پاکیشیا میں اپنے خاص آدمیوں کو الرٹ کر دیا پھر آج صبح مجھے اطلاع ملی کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت کافرستان آ رہا ہے۔ میں نے اپنے آدمیوں کو الرٹ کر دیا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی یہاں نگرانی شروع کرا دی۔ وہ اس وقت سوراج ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ میں نے آپ کو اطلاع اس لئے دی ہے کہ آپ نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ اب ہمارا لائحہ عمل کیا ہونا چاہئے"...... شاگل نے کہا۔

"کس قسم کا لائحہ عمل۔ کھل کر بات کرو"...... پرائم منسٹر نے تیز

لہجے میں کہا۔

"سر عمران اپنے ساتھیوں سمیت لامحالہ وائلٹ پائن کے فارمولے کو واپس حاصل کرنے آیا ہے"...... شاگل نے کہا تو پرائم منسٹر بے اختیار چونک پڑے۔

"اوہ تو یہ بات ہے لیکن وہ کیسے اس فارمولے کا سراغ لگائے گا۔ جب کہ ہم نے یہ راستہ پہلے ہی بند کر رکھا ہے حتیٰ کہ سریش کمار بھی بیچارے ایک ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو چکے ہیں"...... پرائم منسٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہ ان معاملات میں بے حد تیز ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ انتہائی حیرت انگیز اور پراسرار انداز میں فارمولے تک پہنچ جائے گا"۔ شاگل نے کہا۔

"نہیں ایسا ہونا ناممکن ہے۔ اسے غیب کا علم تو ہو نہیں سکتا اور اس کے علاوہ اور اس کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا"...... پرائم منسٹر نے حتمی لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جیسا آپ کا حکم"...... شاگل نے کہا۔

"تم کیا چاہتے ہو"...... پرائم منسٹر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سر مجھے خود معلوم نہیں کہ وہ لیبارٹری کہاں ہے جہاں اس فارمولے پر ریسرچ ہوئی ہے۔ اس لئے میرے سامنے تو صرف ایک ہی راستہ ہے کہ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دوں لیکن ہو

سکتا ہے کہ یہ لوگ شہر سے نکل جائیں کیونکہ یہ عام لوگ نہیں ہیں یہ
اچانک غائب ہو جائیں گے اور اس کے بعد ہمیں باوجود کوشش کے
کچھ معلوم نہ ہو سکے گا۔ ایسی صورت میں آپ مجھے اس لیبارٹری کے
بارے میں تفصیل بتا دیں۔ میں اپنی فورس کے ساتھ لازماً اگر عمران
وہاں پہنچ گیا تو میں اسے وہاں ختم کر سکتا ہوں"...... شاگل نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تمام فائلیں میں نے بغور
پڑھی ہیں اور میں نے وہ سارے کیس بھی پڑھے ہیں جن میں تمہاری
سروس اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ ہوا۔ اس کے علاوہ
کافرستان کی دیگر تمام ایجنسیوں کے ان کے ساتھ ٹکراؤ کی فائلیں بھی
میں نے پڑھی ہیں۔ ان سب فائلوں کو پڑھنے کے بعد میں جس نتیجے پر
پہنچا ہوں اس کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر علی
عمران ہماری تمام ایجنسیوں سے بہت زیادہ ہوشیار اور تیز ہے۔ اس
لئے تم ایسا کرو کہ اچانک اور پوری فورس سے ان پر ٹوٹ پڑو۔ کسی
منصوبہ بندی کی ضرورت نہیں۔ لیبارٹری کے بارے میں کچھ نہیں
بتایا جا سکتا"...... پرائم منسٹر نے جواب دیا۔

"ایسا ہی ہوگا۔ میں انہیں کسی صورت بھی زندہ دارالحکومت سے
باہر نہ جانے دوں گا"...... شاگل نے کہا تو پرائم منسٹر اٹھ کھڑے
ہوئے ان کے اٹھتے ہی شاگل بھی کھڑا ہو گیا۔

"میں چاہتا ہوں کہ یہ کارنامہ تم ہی انجام دو۔ میں تمہاری اس
کامیابی کا منتظر رہوں گا"...... پرائم منسٹر نے کہا اور دوسرے لمحے وہ

تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"ایسا ہی ہوگا سر"...... شاگل نے ان کے پیچھے چلتے ہوئے مؤدبانہ
لہجے میں کہا اور پرائم منسٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سوراج ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں عمران اپنے ساتھیوں کے
ساتھ ایک میز پر بیٹھا کھانا کھانے میں مصروف تھا۔ یہ کافرستان کے
دارالحکومت کا ایک بڑا ہوٹل تھا اور عمران کو یہاں پہنچے ہوئے ابھی
صرف چند گھنٹے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر
اور جولیا کے ساتھ ساتھ صالحہ بھی تھی۔ عمران سمیت سب ہی میک
اپ میں تھے اور کاغذات کے لحاظ سے وہ سیاح تھے۔

"عمران صاحب آپ نے بتایا نہیں کہ ہمارا مشن کیا ہے"۔
اچانک صالحہ نے کہا۔

"آپ اور مس جولیا کے مشن کا تو مجھے علم نہیں البتہ میں اپنے اور
اپنے مرد ساتھیوں کا مشن تو بتا سکتا ہوں۔ کیونکہ مردوں کا مشن ایک
ہی ہوتا ہے۔ پہلے شادی کے لئے بھاگتے رہنا اور شادی کے بعد بیوی
سے بھاگتے رہنا"....... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس

دیئے۔

"صالحہ پبلک مقامات پر ایسی باتیں نہیں کیا کرتے"....... جولیا
نے ساتھ بیٹھی ہوئی صالحہ سے کہا تو صالحہ چونک پڑی۔

"اوہ سوری"....... صالحہ نے قدرے پشیمان سے لہجے میں کہا۔

"مس صالحہ آپ اگر اس چکر میں نہ ہی پڑیں تو بہتر ہے"۔ صفدر
نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کس چکر میں صفدر صاحب"....... صالحہ نے چونک کر پوچھا۔

"اس پوچھ گچھ کے چکر میں۔ ورنہ آپ بھی ہماری طرح پریشان ہی
ہوں گی۔ عمران صاحب کی عادت ہے کہ وہ جو کچھ بتانا چاہیں خود ہی بتا
دیتے ہیں اور جو کچھ نہ بتانا چاہیں وہ نہیں بتاتے"....... صفدر نے
جواب دیا۔

"لیکن کیوں ہم تو ان کے ساتھی ہیں۔ اگر ہمیں نہ بتائیں گے تو
اور کسے بتائیں گے"....... صالحہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"صرف ساتھی کو کیسے کچھ بتایا جا سکتا ہے۔ زندگی کا ساتھی ہو تو
پھر بات دوسری ہے"....... عمران نے آہستہ سے کہا تو محفل ایک بار
پھر ہلکے ہلکے قہقہوں سے گونج اٹھی۔ صالحہ بھی عمران کی اس بات پر بے
اختیار ہنس پڑی۔

"چلیئے آپ جولیا کو بتا دیں۔ میں اس سے پوچھ لوں گی"....... صالحہ
نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں اور کوئی بات کرنی نہیں آتی تو خاموشی سے کھانا

کھاؤ"....... جولیا نے مصنوعی غصے بھرے لہجے میں کہا لیکن اس کے چہرے پر بے اختیار دھنک رنگ سے بکھرے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔

"جولیا کو ایک شرط پر بتایا جا سکتا ہے کہ وہ وعدہ کرے کہ میرے زندگی کے ساتھی کو نہ بتائے گی"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالحہ نے چونک کر حیرت بھری نظروں سے عمران کی طرف دیکھا جب کہ جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"مس صالحہ یہ عمران آپ کو کچھ نہیں بتائے گا لیکن میں آپ کو بتا سکتا ہوں۔ آپ کمرے میں پہنچ کر مجھ سے پوچھ سکتی ہیں"....... اچانک تنویر نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"خدایا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ تو بڑا رحیم و کریم ہے۔ تو ہی ہم جیسے بے بسوں کے راستے کی رکاوٹیں دور کر دیتا ہے"....... اچانک عمران نے دونوں ہاتھ اٹھا کر بڑے پرخلوص لہجے میں کہا تو سب چونک پڑے۔

"کیا کیا مطلب یہ تم کیا کہہ رہے ہو"....... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"میرے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ اللہ تعالیٰ نے دور کر دی ہے اس لئے مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کا شکر ادا کروں"....... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"رکاوٹ کیسی رکاوٹ عمران صاحب"....... اس بار صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فیصلہ یہ ہوا تھا کہ جو کوئی کچھ بتائے گا۔ اپنی زندگی کے ساتھی کو ہی بتائے گا اور تنویر اب صالحہ سے کہہ رہا ہے کہ وہ اسے کمرے میں پہنچ کر سب کچھ بتا دے گا"....... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ جولیا کے ستے ہوئے چہرے پر بھی یکلخت مسکراہٹ آگئی جب کہ صالحہ بے اختیار جھینپ گئی۔

"تم بدمعاش ہو سمجھے۔ تمہارا ذہن ہی گندہ ہے جو تم ایسی باتیں سوچتے ہو"....... تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے یہ تو بڑی مبارک بات ہوتی ہے۔ اس بات پر تو خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ تم اسے گندہ کیسے کہہ سکتے ہو۔ کیوں جولیا"....... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"عمران صاحب میں نے پہلے بھی آپ سے کہا تھا اور ایک بار پھر کہہ رہی ہوں کہ پلیز آئندہ آپ کم از کم میری ذات کے بارے میں ایسے ریمارکس پاس نہ کیا کریں"....... اس بار صالحہ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے تو کچھ نہیں کہا یہ تو تنویر تم سے کہہ رہا تھا"....... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"مس صالحہ کو تو میں اپنی چھوٹی بہن سمجھتا ہوں"....... تنویر نے یکلخت کہا۔

"اچھا یک نہ شد دو شد۔ چلو ٹھیک ہے"....... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب" ۔جولیا نے عمران کے اس فقرے پر چونک کر کہا۔

"پہلے تم تنویر کی بہن تھیں اب صالحہ بھی ہو گئی"...... عمران نے کہا تو اس بار سب بے اختیار ہنس پڑے جب کہ تنویر یکلخت جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں ۔میں اس فضول آدمی کے پاس بیٹھ کر وقت ضائع نہیں کر سکتا"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"عمران صاحب ہماری نگرانی ہو رہی ہے"...... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں مجھے معلوم ہے ۔ایئر پورٹ سے ہی ہو رہی ہے ۔پہلے تو میں سمجھا تھا کہ شاید جولیا اور صالحہ دونوں کو دیکھ کر حسن کے قدر دان پیچھے لگ گئے ہیں لیکن اب تنویر کے جانے پر مجھے اپنی نظر پر اعتبار آگیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں بھی اب تک شک میں تھا لیکن اب تنویر کے جانے پر جس طرح ایک آدمی اٹھ کر اس کے پیچھے گیا ہے اس پر مجھے یقین ہو گیا ہے" ۔کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے ۔تم دونوں کی نظریں بے حد تیز ہیں ۔جب کہ مجھے تو اس کا احساس تک نہیں ہوا"...... صالحہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو حسن کو بے پرواہ کہا جاتا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو صفدر اور جولیا ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"عمران صاحب پلیز"...... صالحہ نے ایک بار پھر احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"عمران تو ہر حال میں پلیز رہتا ہے ۔اگر تمہیں یقین نہ آئے تو بے شک جولیا سے پوچھ لو ۔ویسے میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کی ۔یہ تو ایک اٹل حقیقت ہے کہ حسن ہمیشہ بے پرواہ ہوتا ہے ۔کیوں جولیا میں نے غلط کہا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔پھر اس سے پہلے کہ عمران کی بات کا کوئی جواب دیتا ۔ویٹر نے آکر کھانے کے برتن سمیٹنے شروع کر دیئے اور وہ سب خاموش ہو گئے۔

"کافی لے آؤ"...... عمران نے ویٹر سے کہا۔

"یس سر"...... ویٹر نے جواب دیا اور پھر برتن سمیٹ کر اس نے اپنے ساتھ موجود ٹرالی میں رکھے اور میز کو صاف کر کے وہ ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس چلا گیا۔

"یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں عمران"...... جولیا نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مفت کے گواہ ہیں اور کون ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو جولیا چونک پڑی۔

"گواہ کیا مطلب"...... جولیا نے کہا۔

"گواہوں کی ضرورت ایک ہی موقع پر تو پڑتی ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے جب کہ اس بار صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"اب میں سمجھ گئی ہوں۔ عمران صاحب ایسی باتیں صرف لطف لینے کے لئے کرتے ہیں"...... صالحہ نے کہا۔

"ہاں تم صحیح سمجھی ہو۔ یہ شخص دنیا کا سب سے بڑا کٹھور دل واقع ہوا ہے۔ اسے صرف باتیں ہی کرنا آتی ہیں۔ صرف باتیں"...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے یہ باتیں کرنا تو بین الاقوامی طور پر عورتوں کا خاصہ سمجھا جاتا ہے۔ تم خواہ مخواہ مجھے اپنی صنف میں لے آنا چاہتی ہو"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب کیا یہ لوگ کافرستان سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تم نے یہ اندازہ کیسے لگالیا"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"ان کا انداز خاصا تربیت یافتہ لوگوں جیسا ہے۔ اگر میری اچانک نظریں ان پر نہ پڑتیں تو شاید میں بھی انہیں چیک نہ کر سکتا اور ایسے تربیت یافتہ افراد سیکرٹ سروس کے ہی ہو سکتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا اندازہ درست ہے۔ یہ واقعی شاگل کے آدمی ہیں۔ ان میں سے ایک کو تو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں"...... عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے ویٹر نے میز پر کافی سرو کرنی شروع کر دی اس لئے سب خاموش ہو گئے۔

"میں بناتی ہوں"...... جولیا نے برتن اپنی طرف کرتے ہوئے

کہا۔

"نہیں یہ کام میں کروں گی"...... صالحہ نے کہا اور برتن اپنی طرف کھسکا لئے۔

"عمران صاحب شاگل کے آدمی اگر ہماری نگرانی کر رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارا مشن خفیہ نہیں رہا"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں اب تو واقعی خفیہ نہیں رہا لیکن اس سے ہمیں ایک فائدہ ہو گیا ہے کہ اب تک ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ اس کیس میں براہ راست کون ملوث ہے۔ لیکن اب یہ بات سامنے آگئی ہے کہ یہ شاگل کا کام تھا۔ اس لئے اب شاگل سے ملنا ضروری ہو گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہ شاگل کون ہے۔ عجیب سا نام ہے"...... کافی بناتے ہوئے اچانک صالحہ نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے اور پھر ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑنے لگی۔ کیونکہ وہ تو شاگل کے بارے میں اچھی طرح جانتے تھے جب کہ صالحہ ان کے ساتھ پہلی بار کافرستان آئی تھی۔

"یہ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف ہیں"...... صفدر نے کہا تو اس بار صالحہ بے اختیار چونک پڑی۔

"تو کیا یہاں کی سیکرٹ سروس کے چیف کو سب جانتے ہیں"۔ صالحہ نے حیران ہو کر کہا۔

"سب چیف اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کی طرح

بدصورت تو نہیں ہو سکتے کہ اپنے آپ کو چھپائے رکھیں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خبردار۔ اب اگر تم نے دوبارہ ایسی بات کی"....... جولیا نے یکلخت بھڑکدار لہجے میں کہا۔

"چلو تم بتا دو کہ وہ کیسے ہیں۔ میں اپنی درستگی کر لوں گا"۔ عمران نے کافی کی پیالی اپنے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"چیف تمہاری طرح بہرحال احمق نہیں ہے۔ میں اتنا جانتی ہوں"....... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"چلو پھر تمہاری طرح ہوگا۔ اسی لئے چھپا رہتا ہے"....... عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیا تو میز پر ایک بار پھر قہقہے گونجنے لگے۔

"عمران صاحب کیا یہ ستم ظریفی نہیں ہے کہ ہمیں تو کیس کے بارے میں کچھ علم نہ ہو اور یہاں کی سیکرٹ سروس اس بارے میں جانتی ہو"....... صفدر نے کہا۔

"اگر ستم گر ہی ظریف واقع ہوا ہو تو پھر ستم ظریفی ہی سامنے آئے گی۔ اب ستم سنجیدگی تو آنے سے رہی"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔ چونکہ وہ کافی پی چکے تھے اس لئے عمران کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ ہی باقی ساتھی بھی کھڑے ہوگئے۔

"اب کیا پروگرام ہے"....... صفدر نے کہا۔

"فی الحال آپ سب میرے ساتھ میرے کمرے میں چلیں کیونکہ

میں پاکیشیا سے اپنے ساتھ خاص شاہی چورن بھی لے آیا ہوں۔ اس شاہی چورن کے بغیر کافرستانی کھانا ہمیں ہضم نہیں ہو سکتا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے چلتا ہوا لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کمرے میں پہنچ کر عمران سیدھا وارڈروب کی طرف بڑھا۔ اس نے اس کا پٹ کھولا اور پھر اندر ہاتھ ڈال کر اس نے جب ہاتھ باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا لیکن انتہائی طاقتور ڈکٹا فون موجود تھا۔ اس نے بڑے ماہرانہ انداز میں اسے آف کیا اور ایک بار پھر اس کا ہاتھ الماری میں واپس چلا گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے ہاتھ باہر نکالا اور الماری کے پٹ بند کر کے وہ مڑا۔

"اب کھل کر بات ہو سکتی ہے۔ تنویر کو بھی بلا لو"....... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو صفدر نے ایک طرف پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور آپریٹر کو اس نے تنویر کے کمرے کا نمبر دے کر بات کرانے کے لئے کہا۔

"یس"....... رابطہ قائم ہوتے ہی تنویر کی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب کے کمرے میں آجاؤ فوراً"....... صفدر نے خشک لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس دوران باقی ساتھی کرسیوں پر بیٹھ چکے تھے۔

"کیا آپ کو پہلے سے اس ڈکٹا فون کا علم تھا"....... صفدر نے بھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں لیکن میں نے اس لئے اسے نہ چھیڑا تھا کہ اس وقت میرا

پروگرام دوسرا تھا لیکن اب کھانا کھانے کے دوران میں نے پروگرام تبدیل کر لیا ہے"...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور تنویر اندر داخل ہوا۔

"کیا ہوا خیریت"...... تنویر نے عمران سمیت سب کے چہروں پر سنجیدگی دیکھتے ہوئے کہا۔

"خیریت ہوتی تو میں تمہیں سنجیدہ نظر آ رہا ہوتا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے لیکن ہوا کیا ہے"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مس صالحہ نے فیصلہ کر لیا ہے"...... عمران نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب کے ساتھ ساتھ صالحہ بھی چونک پڑی۔

"میں نے فیصلہ کر لیا ہے کیا مطلب"...... صالحہ نے حیران ہو کر کہا۔

"اگر اب تک نہیں کیا تو اب کر لو"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا مطلب میں سمجھی نہیں یہ آپ نے اچانک کیا باتیں شروع کر دی ہیں"...... صالحہ نے اس بار قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"میرے تو جملہ حقوق محفوظ ہیں بلکہ سات خانوں کے اندر بند ہیں اس لئے تم میرے علاوہ باقی ساتھیوں میں سے کسی ایک کو اپنا شوہر منتخب کر لو۔ تم کس کو منتخب کرتی ہو۔ اس کا فیصلہ تم نے خود کرنا

ہے لیکن فوری۔ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو صالحہ بری طرح اچھل پڑی۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے ٹماٹر کی طرح سرخ پڑ گیا تھا۔

"یہ کیا بیہودگی ہے"...... صالحہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ بیہودگی نہیں ہے مجبوری ہے۔ اگر میرے حقوق محفوظ نہ ہوتے تو میں تمہیں سوئمبر کی اجازت ہی نہ دیتا لیکن اب مجبوری ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"یہ تم نے کیا بکواس شروع کر دی ہے۔ کھل کر بات کرو۔ کیا کہنا چاہتے ہو۔ کیوں ایسی بکواس کر رہے ہو۔ اس کا کیا مقصد ہے"۔ اس بار جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوکے اگر کھل کر بات سننا چاہتی ہو تو سن لو۔ چیف نے تمہیں اتنا تو بتا دیا ہو گا کہ کافرستان کے ایجنٹوں نے پاکیشیا کا انتہائی اہم سائنسی فارمولا اڑا لیا ہے جسے ہم نے واپس حاصل کرنا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہمیں تو چیف نے کچھ نہیں بتایا صرف اتنا کہا کہ ہم نے فوری طور پر کافرستان جانا ہے اور تم ہمیں لیڈ کرو گے اور بس"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو چیف تمہیں اس قابل بھی نہیں سمجھتا کہ اتنی سی بات بھی بتا دے"...... عمران نے بڑے افسوس بھرے لہجے میں کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ جب کہ تنویر اور جولیا کے چہرے بگڑ سے گئے۔

جب کہ کیپٹن شکیل اسی طرح پتھرائے ہوئے چہرے کے ساتھ بیٹھا
ہوا تھا۔ البتہ اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی اور صالحہ کے
چہرے پر حیرت اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات موجود تھے جیسے یہ
ساری باتیں اس کی سمجھ سے بالاتر ہوں۔

" عمران صاحب آپ بتا رہے تھے مشن کے بارے میں"۔ صفدر
نے کہا۔

" چلو میں ہی بتا دیتا ہوں۔ کیونکہ میں تو بہر حال آپ سب کو اس
قابل سمجھتا ہوں کہ آپ کو تفصیل بتا دی جائے"...... عمران نے کہا
اور اس کے ساتھ اس نے مرزا افضل بیگ کے متعلق اطلاع ملنے سے
لے کر فارمولے کے حصول اور پھر اس کے بارے میں تفصیلات بتا
دیں اور سب کے چہروں پر تفصیلات سن کر حیرت کے تاثرات ابھر
آئے۔

" اوہ وہاں کافرستانی ایجنٹ اتنا بڑا مشن مکمل کرتے رہے اور ہمیں
علم بھی نہ ہو سکا۔ اگر ٹائیگر اس لین دین پر مشکوک نہ ہوتا تو کسی کو
اطلاع تک نہ ہو سکتی"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب اس پتے کے بارے میں مزید کوئی تفصیلات مل
سکی ہیں جہاں یہ پیکٹ بھیجا گیا ہے۔ کیونکہ پہلا پیکٹ تو آپ نے
واپس منگوا لیا لیکن دوسرا تو یقیناً وہاں ڈیلیور ہوا ہو گا"...... صفدر نے
انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ہاں ناٹران نے اس سلسلے میں جو رپورٹ دی ہے وہ انتہائی

حیرت انگیز ہے۔ یہ پیکٹ ڈاکخانے میں ایک آدمی نے خود پہنچ کر وصول
کیا اور پھر وہ آدمی ایک کالونی کی کوٹھی میں داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد
وہی آدمی واپس نکلا اور پھر وہ کافرستان سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر چلا
گیا۔ اس کے بعد اس کی واپسی ہوئی اور وہ واپس اسی کوٹھی میں گیا۔
پھر کافی دیر بعد اس کوٹھی سے ایک اور آدمی باہر نکلا تو ناٹران کا آدمی
اس کے تعاقب میں گیا۔ جب کہ ناٹران اس کوٹھی کے اندر داخل ہو
گیا کیونکہ اس بار باہر آنے والے آدمی نے کوٹھی کا پھاٹک بند کرنے کی
ضرورت ہی محسوس نہ کی تھی۔ یہ بات ناٹران کے لئے مشکوک تھی۔
چنانچہ وہ اندر گیا تو اندر وہ پیکٹ لے آنے والا آدمی اور اس کے ساتھ
ایک اور آدمی لاشوں کی صورت میں پڑے ہوئے تھے۔ ناٹران سمجھ گیا
کہ انہوں نے نگرانی چیک کر لی ہے اس لئے یہ کارروائی کی گئی ہے۔
اس کے آدمی نے اطلاع دی کہ کوٹھی سے باہر نکلنے والا آدمی وہاں سے
ایک اور کالونی کی کوٹھی میں گیا جہاں سے رات کو وہ کلب گیا۔ پھر
کلب سے واپسی کے وقت وہ نشے میں بے حد آؤٹ ہو رہا تھا اور پھر اس
کی کار کا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور وہ موقع پر ہی مر گیا۔ اس آدمی کی ذات کے
بارے میں جو معلومات ملیں ان کے مطابق وہ کسی ہوٹل کا مینیجر تھا۔
اس کا نام رام لعل تھا اور بس"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ یہ سارا کھیل سیکرٹ سروس نے کھیلا
ہے"...... صفدر نے کہا۔

" بظاہر تو یہی لگتا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ

وہاں پاکیشیا میں ساری کارروائی کراٹس گروپ نے کی ہے اور ناٹران نے کراٹس گروپ کے بارے میں تمہارے چیف کو جو رپورٹ دی ہے اس کے مطابق یہ کافرستان کا ایک انتہائی طاقتور مخبر گروپ ہے اور کراٹس اس کا سربراہ ہے اور دوسری حیرت انگیز رپورٹیں یہ بھی ہیں کہ کراٹس کو بھی اچانک گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا اور اس کے ساتھ اسی روز کافرستان میں ایک اور اہم آدمی کی بھی ایکسیڈنٹ میں موت واقع ہوئی اور وہ کافرستان ملٹری انٹیلی جنس کا نیا چیف سریش کمار تھا اور اب ہماری نگرانی سیکرٹ سروس کر رہی ہے۔ جب کہ ہم میک اپ میں ہیں۔ ان سارے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے جو نتائج اخذ کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ کافرستان سیکرٹ سروس کو اس سارے سیٹ اپ میں بطور ذریعہ استعمال کیا گیا ہے۔ اصل سیٹ اپ ملٹری انٹیلی جنس اور اس کراٹس کا تھا۔ اگر یہ پیکٹ خالی نہ ہوتا تو پھر یقیناً مزید معلومات مل جاتیں کہ یہ پیکٹ سیکرٹ سروس کے آفس سے کہاں بھیجا جاتا ہے لیکن پیکٹ کے خالی ملتے ہی یہ لوگ سمجھ گئے کہ پاکیشیا میں گڑبڑ ہوئی ہے۔ اس لئے انہوں نے یہاں سب کچھ آف کر دیا"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب کافرستان سیکرٹ سروس تو اس میں پوری طرح ملوث نظر آتی ہے اور آپ کہتے ہیں کہ اسے صرف ذریعے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے جب کہ اب ہماری نگرانی بھی سیکرٹ سروس کر رہی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"سریش کمار کی اس موت کی وجہ سے میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگر شاگل اس میں براہ راست ملوث ہوتا تو شاگل کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ سریش کمار کی موت واقعی اتفاقیہ ہو"...... صفدر نے جواب دیا۔

"نہیں ناٹران کی رپورٹ کے مطابق اسے چلتی گاڑی میں پہلے گولی ماری گئی ہے۔ اس طرح ایکسیڈنٹ ہوا اور پھر اس گولی کو ہر رپورٹ سے نکال دیا گیا"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن عمران صاحب اگر کافرستان سیکرٹ سروس اس میں ملوث نہیں ہے تو پھر وہ ہماری نگرانی کیوں کر رہی ہے اور اسے ہماری آمد کے بارے میں علم کیسے ہو گیا"...... اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میرا اندازہ ہے کہ شاگل کو اس وقت اعتماد میں لیا گیا ہے جب پیکٹ انہیں خالی ملا ہے اور اس کے بعد سارا سیٹ اپ ختم کر کے معاملہ شاگل کو دے دیا گیا۔ شاگل کی سروس کے ایجنٹ بہرحال پاکیشیا میں کام کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح اسے ہماری وہاں سے روانگی اور ہمارے حلیوں کے بارے میں اطلاعات مل گئی ہوں گی"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن شاگل جس انداز کا آدمی ہے عمران صاحب وہ تو ہمیں ایئر پورٹ پر ہی گولیوں سے اڑا دیتا۔ وہ اس طرح نگرانی کے چکر میں پڑنے والا نہیں ہے"...... صفدر نے کہا۔

" تمہاری بات درست ہے اور جب سے میں نے اس نگرانی کو چیک کیا ہے میں خود اس پوائنٹ پر سوچتا رہا ہوں ۔ میرے ذہن کے مطابق شاگل یا تو خود کسی واضح نتیجے پر نہیں پہنچ سکا یا پھر اسے اعلیٰ حکام نے اس بارے میں کوئی خاص ہدایت کر رکھی ہے ۔ بہرحال اب ہم نے یہاں سے غائب ہونا ہے ۔ کیونکہ کسی بھی لمحے ہم پر فائرنگ کی جا سکتی ہے اور فائرنگ تو ایک طرف شاگل اس بڑے ہوٹل کو ہی میزائلوں سے اڑا سکتا ہے وہ ایسا ہی آدمی ہے اور اس کے لئے میں نے جو پلان بنایا ہے اس کے تحت میں نے سوئمبر رچانے کی کوشش کی تھی ۔ صالحہ یہاں پہلی بار آئی ہے اس لئے میں صالحہ کے ذمے ایک اہم کام لگانا چاہتا ہوں لیکن صالحہ کا ساتھ ایک اور آدمی بھی دے گا اور اس آدمی کا انتخاب میں نے صالحہ پر چھوڑ دیا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالحہ بے اختیار مسکرا دی ۔

" تو آپ سیدھی طرح یہ بات نہیں کر سکتے تھے "...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" سیدھی طرح کے لئے تو باقاعدہ بینڈ باجے کا انتظام کرنا پڑتا اور فی الحال اس کا موقع نہیں ہے "...... عمران نے جواب دیا اور سب بے اختیار ہنس پڑے ۔

" اگر جولیا میرا ساتھ دے تو کیسا ہے "...... صالحہ نے کہا ۔

" نہیں جولیا کے ذمے ایک اور کام لگانا ہے اور اس کا ساتھ میں خود دوں گا "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" کیوں تم کیوں ساتھ دو گے ۔ کیا میں نہیں دے سکتا "...... تنویر نے یکلخت تیز لہجے میں کہا ۔

" تنویر میرا اچھا ساتھی رہے گا "...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر کا چہرہ بے اختیار گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا ۔

" او کے ایسی صورت میں پھر سوئمبر کی ضرورت نہیں رہی ۔ مس صالحہ کا ساتھ میں دوں گا "...... عمران نے جواب دیا ۔

" نہیں تم نہیں بلکہ صالحہ کا ساتھ صفدر دے گا اور بس ۔ اٹ از مائی آرڈر "...... جولیا نے یکلخت غصیلے لہجے میں کہا ۔

" عمران صاحب پلیز یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے ۔ کسی بھی وقت صورت حال بدل سکتی ہے "...... صفدر نے کہا ۔

" او کے ٹھیک ہے ۔ تو پھر پروگرام سن لو ۔ صالحہ اور صفدر یعنی ڈبل ایس یہاں سے جانے کے بعد ملٹری انٹیلی جنس کے کسی آدمی کو ٹریس کر کے اس سے معلومات حاصل کریں گے کہ وہ فارمولا کہاں بھجوایا گیا ہے ۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ یہ سیٹ اپ چونکہ ملٹری انٹیلی جنس کا تھا اس لئے شاگل کی بجائے انہیں ہی معلوم ہو گا کہ یہ فارمولا کافرستان کی کس لیبارٹری کو بھیجا گیا ہے "...... عمران نے کہا تو صالحہ اور صفدر دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔

" جولیا اور تنویر یہاں سے جانے کے بعد شاگل کے علاوہ سیکرٹ سروس کے کسی آدمی کو ٹریس کر کے اس سے یہ معلومات حاصل کریں گے "...... عمران نے کہا تو جولیا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔

"اور کیپٹن شکیل میرے ساتھ رہے گا اور ہم ان دونوں ذرائع سے ہٹ کر دوسرے ذرائع سے اس لیبارٹری کا کھوج نکالیں گے جہاں یہ فارمولا بھیجا گیا ہے۔ تینوں گروپس آپس میں زیرو فائیو ٹرانسمیٹر پر رابطہ رکھیں گے۔ زیرو فائیو ٹرانسمیٹر دارالحکومت کی سپیشل مارکیٹ سے آسانی سے دستیاب ہو جائیں گے۔ تنویر اور صفدر دونوں اس بارے میں جانتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن ہمیں اس ہوٹل کو چھوڑ کر رہائش وغیرہ بھی تو حاصل کرنی ہو گی"...... صالحہ نے کہا۔

"ظاہر ہے اور چونکہ کافرستان کے دارالحکومت میں ہم ہزاروں نہیں تو سینکڑوں بار آ چکے ہیں اس لئے تمہارے ساتھ موجود صفدر کے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر میرا خیال ہے کہ ہمیں کام شروع کر دینا چاہئے"...... صفدر نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی صالحہ بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"باہر بھرپور نگرانی ہو رہی ہے اور نگرانی کرنے والے سیکرٹ سروس کے افراد ہیں اس لئے ان سے چھٹکارا حاصل کرنا تمہارا اپنا کام ہو گا۔ خدا حافظ وش یو گڈ لک"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آیئے مس صالحہ"...... صفدر نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اب دوبارہ ملاقات پر مجھے مس صالحہ سے پوچھنا پڑے گا کہ انہیں کیا کہہ کر پکارا جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب میں سمجھی نہیں"...... صالحہ نے مڑتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب تم سے پہلی ملاقات ہوئی تھی اس وقت تو تم مطلب سمجھنے میں میرے بھی کان کاٹتی تھیں۔ اب نجانے کیوں تم نے ہر بات کا مطلب پوچھنا شروع کر دیا ہے۔ بہرحال مطلب یہ ہے کہ اس وقت پوچھنا پڑے گا کہ تمہیں مس صالحہ کہہ کر ہی مخاطب کیا جائے یا مسز صالحہ صفدر"...... عمران نے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"اس کی نوبت نہیں آئے گی"...... صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پلیز عمران صاحب مجھے تو آپ اس چکر میں نہ گھسیٹا کریں"۔ صفدر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے نہیں تمہیں تمہاری ڈپٹی چیف نے منتخب کیا ہے اس چکر میں گھسیٹنے کیلئے"...... عمران نے جواب دیا اور صفدر ایک بار پھر مسکراتا ہوا مڑا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ اس کے پیچھے صالحہ بھی باہر چلی گئی تو جولیا کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آؤ تنویر"...... جولیا نے کن انکھیوں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے میٹھے لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو تنویر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر بے اختیار مسرت کا آبشار بہنے لگ گیا تھا۔

"واہ بہن بھائی کے درمیان واقعی گفتگو اس لہجے میں ہی ہونی چاہئے یہ رشتہ واقعی بے حد شیریں ہوتا ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی جب کہ تنویر نے ہونٹ بھینچ لیئے لیکن اس نے زبان سے کچھ نہ کہا تھا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب اس لیبارٹری کا علم نہ ہی شاگل کو ہوگا اور نہ ہی ملٹری انٹیلی جنس والوں کو"...... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا۔ باقی ساتھیوں کے جانے کے بعد وہ اب اکیلا عمران کے ساتھ کمرے میں رہ گیا تھا۔

"یہ خیال تمہیں کیسے آیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اس لئے کہ جن میزائلوں کے خلاف پراجیکٹ پاکیشیا تیار کر رہا ہے۔ ان میزائلوں کو جس لیبارٹری میں تیار کیا گیا ہے یا کیا جا رہا ہے اس کے متعلق نہ ہی یہاں کی ملٹری سیکرٹ سروس کو کچھ علم ہے اور نہ ہی ملٹری انٹیلی جنس کو اور یہ فارمولا بھی یقیناً اس لیبارٹری میں ہی بھجوایا گیا ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس کے نئے سربراہ سریش کمار کو اس کا علم ہو اور اس لئے اسے ہلاک کرایا گیا ہو"۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"تمہیں ان باتوں کا کیسے علم ہوا ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا ملٹری انٹیلی جنس میں کام کرنے والا ایک اہم ایجنٹ جس کا نام راشد ہے وہ میرا دوست ہے۔ اس سے کبھی کبھار ملاقات ہو جایا کرتی ہے۔ اسے البتہ میرے متعلق یہ معلوم ہے کہ میں پاکیشیا کی کسی سرکاری خفیہ ایجنسی کے لئے کام کرتا ہوں۔ ایک بار باتوں ہی باتوں میں کافرستانی میزائلوں کا ذکر آگیا تو راشد نے مجھے بتایا کہ ان میزائلوں کی لیبارٹری تلاش کرنے کے لئے پاکیشیائی ملٹری انٹیلی جنس نے بے حد کوششیں کیں لیکن اس کا پتہ معلوم نہ ہو سکا۔ پھر ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے ایکریمیا کی ڈینجرس آرمز چیکنگ سروس جسے ایکریمیا میں ایچ اے سی کہا جاتا ہے۔ وہاں کے چند اہم افراد سے معلومات حاصل کیں۔ ایچ اے سی نے فضا میں انتہائی جدید خفیہ سٹیلائٹ چھوڑے ہوئے ہیں جن کی مدد سے وہ ایسی تنصیبات کا نہ صرف سراغ آسانی سے لگا لیتے ہیں بلکہ ان کے نقشے ماڈل اور ان میں نصب مشینری کے بارے میں بھی سائنسی معلومات حاصل کر لیتے ہیں وہاں سے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کو صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ یہ لیبارٹری ہمالیہ کی گہرائیوں میں واقع ایک پہاڑی جس کا کوڈ نام مولی ایچ بتایا گیا ہے بنائی گئی ہے اور اسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا ہے۔ یہ پہاڑی ناپال کی سرحد کے قریب کہیں واقع ہے۔ ملٹری انٹیلی جنس اس سلسلے میں مزید معلومات حاصل کرنے کی کوششیں کرتی رہی لیکن اس سے زیادہ کچھ معلوم نہ ہو سکا اور اس کے ساتھ ہی حکومت کافرستان نے ان میزائلوں کو پاکیشیا کی سرحد پر نصب کرنا

شروع کر دیا اس لئے اس لیبارٹری کو مزید ٹریس کرنے کا کام ختم کر دیا گیا اور تمام تر توجہ ان میزائلوں کی سائنسی ماہیت معلوم کرنے پر مرکوز کر دی گئی"...... کیپٹن شکیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" تمہاری بات درست ہے کیپٹن شکیل اگر تم یہ بات مجھے پہلے بتا دیتے تو میں ساتھیوں کو نہ بھیجتا وہ خواہ مخواہ ٹکریں مارتے پھریں گے۔ ہمیں اب اس پہاڑی کو تلاش کرنے پر توجہ مرکوز کرنی چاہئے"۔ عمران نے کہا۔

" میں تو اس لئے خاموش رہا کہ ہو سکتا ہے کہ فارمولا وہاں نہ بھیجا گیا ہو۔ یہ صرف میرا اندازہ ہی تھا۔ کوئی حتمی بات تو نہیں ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" نہیں اب یہ حتمی بات ہے۔ بہرحال اٹھو اور اپنے کمرے سے سامان لے آؤ ہم نے اب فوری طور پر اس ہوٹل کو چھوڑنا ہے اور میک اپ وغیرہ بھی تبدیل کرنا ہے اور لباس بھی"...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل اٹھا اور کمرے کے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ دروازے تک پہنچتا اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اور کیپٹن شکیل کچھ سمجھتے۔ ایک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر کسی نے یکلخت سیاہ چادر سی تان دی ہو۔ پھر جب اس کے ذہن سے سیاہ چادر ہٹی اور اس کا شعور بیدار ہوا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ایک کمرے میں فرش میں نصب لوہے کی کرسی پر بیٹھا ہوا

ے اور اس کے جسم کو راڈز نے جکڑ رکھا ہے۔ اس نے گردن گھمائی تو ...تھ موجود اسی طرز کی کرسی پر کیپٹن شکیل راڈز میں جکڑا ہوا موجود تھا ...ن اس کی گردن ایک سائیڈ پر ڈھلکی ہوئی تھی لیکن دوسرے لمحے ...مران بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ کیپٹن شکیل اس وقت میک اپ ...ی بجائے اپنے اصل چہرے میں تھا یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ ان دو ...رسیوں کے علاوہ بھی راڈز والی کرسیاں موجود تھیں لیکن وہ خالی تھیں ...متہ سامنے دو سادہ کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ کمرے کی چھت کے ...یک حصے سے روشنی نکل رہی تھی لیکن پورے کمرے میں نہ کوئی ...دروازہ تھا اور نہ کوئی روشن دان۔ اس کرسی کے بازوؤں پر عمران کے ...دونوں ہاتھ کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے اور اسی طرح اس کے دونوں پیر بھی کرسی کے دونوں پایوں کے ساتھ کڑوں میں جکڑ دیئے گئے تھے ...اور باقی تمام جسم کے گرد سخت فولادی راڈز تھے۔ اس لئے صرف وہ ...اپنے سر کو حرکت دے سکتا تھا۔ اس کا باقی جسم ہر طرح سے جکڑا ہوا تھا۔

" کیپٹن شکیل کا میک اپ صاف کر دیا گیا ہے تو لامحالہ اب میں بھی اصل شکل میں ہوں گا۔ لیکن پھر شاگل نے اب تک مجھے زندہ کیوں رکھا ہوا ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے ہلکی سی سرسراہٹ کی آواز سنائی دی اور سامنے والی دیوار کا ایک حصہ درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں غائب ہو گیا۔ اب وہاں ایک خلا موجود تھا جس میں سے ایک مقامی آدمی اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس کے

ہاتھ میں ایک بوتل تھی۔ عمران اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔ کیونکہ وہ اسے جانتا تھا۔ وہ شاگل کا نائب راٹھور تھا۔

"مجھے آپ کو ہوش میں دیکھ کر کوئی حیرت نہیں ہوئی عمران صاحب"...... راٹھور نے اندر داخل ہو کر عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہونی بھی نہیں چاہئے مسٹر راٹھور یہ حیرت وغیرہ تو اسے ہوتی ہے جو ایک دوسرے سے اجنبی ہوں"...... عمران نے کہا اور راٹھور مسکراتا ہوا کیپٹن شکیل کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل کیپٹن شکیل کی ناک سے لگا دی۔

"تمہارے باس ہز ہائی نس شاگل تو خیریت سے ہیں ناں"۔ عمران نے کہا تو راٹھور بے اختیار ہنس پڑا۔

"بالکل خیریت سے ہیں لیکن آپ کی خیریت نیک مطلوب نہیں ہے۔ وہ تو شاید آپ کو اتنی مہلت بھی نہ دیتے لیکن آپ کے اس ساتھی کے علاوہ باقی ساتھی اچانک غائب ہو گئے ہیں اور باس آپ کے ساتھ ساتھ انہیں بھی گرفتار کرنا چاہتا ہے"...... راٹھور نے بوتل کیپٹن شکیل کی ناک سے ہٹا کر اس کا ڈھکنا بند کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا حیرت ہے۔ میرا تو خیال تھا کہ کافرستان سیکرٹ سروس اور کچھ کر سکے یا نہ کر سکے کم از کم نگرانی تو کر ہی سکتی ہو گی"...... عمران نے کہا تو راٹھور نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ عمران کا گہرا طنز یقیناً اسے ناگوار گزرا تھا۔

"ہم انہیں جلد ہی تلاش کر لیں گے"...... راٹھور نے اس بار خوشگوار سے لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر واپس اسی خلا کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی سرسراہٹ کی آواز کے ساتھ ہی خلا دوبارہ برابر ہو گیا۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل نے کراہتے ہوئے گردن سیدھی کر لی۔ اس کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔

"عمران صاحب آپ اصل شکل میں ہیں۔ اوہ یہ ہم اس انداز میں"...... کیپٹن شکیل نے گردن موڑ کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم شاگل کی قید میں ہیں اور شاگل کا بس نہ چلا ہو گا کہ وہ ہمارے جسم کے اندر راڈز داخل کر کے ہمارے جسم کی ایک ایک ہڈی کو جکڑ دیتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس بار کیپٹن شکیل بھی ہنس پڑا۔

"ہمارے ساتھی یہاں نظر نہیں آ رہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ انہیں ڈاج دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں اور شاید اسی لئے شاگل نے ہمیں زندہ بھی رکھا ہے تاکہ وہ ہم سے ان کے متعلق معلومات حاصل کر سکے"...... عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید بات چیت ہوتی۔ ایک بار پھر سامنے والی دیوار میں ہلکی سی سرسراہٹ کے ساتھ خلا پیدا ہوا اور اس بار اس خلا میں سے شاگل اندر داخل ہوا اس کے پیچھے راٹھور تھا جس کے کاندھے پر اس بار مشین گن لٹک رہی تھی۔ شاگل کے

چہرے پر ایسے فاتحانہ تاثرات تھے جیسے وہ کوئی پہلوان ہو اور کسی رستم زماں کو پچھاڑ کر آ رہا ہو۔

" مجھے تمہیں اس حالت میں دیکھ کر بے حد مسرت ہو رہی ہے عمران "....... شاگل نے فاخرانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اکڑے ہوئے انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔

" چلو شکر ہے تمہیں مسرت کا احساس تو ہوا ورنہ تو تم ہر وقت غصے میں ہی رہتے تھے "....... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" تمہارے ساتھی نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن ہم جلد ہی انہیں تلاش کر لیں گے اور پھر میں تم سب کو پرائم منسٹر صاحب کے سامنے پیش کر کے اپنے ہاتھوں سے تمہیں گولیاں ماروں گا "۔ شاگل نے کہا۔

" میں سمجھ گیا کہ تم کافرستان کے نئے پرائم منسٹر صاحب پر اپنی کارکردگی کا رعب ڈالنا چاہتے ہو تاکہ وہ تمہیں دوسری ایجنسیوں پر ترجیح دیں "....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ پرائم منسٹر صاحب نئے ہیں "۔ شاگل نے چونک کر کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" تمہارا کیا خیال ہے میں اخبار نہیں پڑھتا یا پاکیشیائی اخبارات کافرستان میں ہونے والے الیکشن اور نئے منتخب ہونے والے وزیراعظم کے بارے میں خبریں نہیں چھاپتے "....... عمران نے کہا تو شاگل کے چہرے پر قدرے شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے شاید اسے خود ہی اپنے

سوال کے احمقانہ پن کا احساس ہو گیا تھا۔

" نئے پرائم منسٹر صاحب مجھے ویسے بھی دوسری ایجنسیوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ ایک تو میری کارکردگی کی وجہ سے اور دوسرا اس لئے کہ ان کے ہمارے خاندان کے ساتھ گھریلو تعلقات ہیں "....... شاگل نے جواب دیا۔

" میں تمہاری بات کیسے مان لوں۔ اگر ایسی بات ہوتی تو کم از کم وہ تمہیں اس فارمولے کے حصول میں صرف مڈل مین کی حیثیت کیوں دیتے۔ جب کہ سارا کام ملٹری انٹیلی جنس اور مخبر گروپ کے چیف کرائٹس نے کیا ہے "....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی اس بات پر پہلی بار کیپٹن شکیل کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرتی نظر آنے لگی کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران اب شاگل کو اپنے ڈھب پر لے آ رہا ہے تاکہ اس سے معلومات حاصل ہو سکیں۔

" میں مڈل مین نہیں تھا مین آدمی تھا۔ یہ سارا سیٹ اپ میرا تھا اور کام بھی میرے آدمی کر رہے تھے "....... شاگل نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

" اگر تم مین آدمی ہوتے شاگل تو پھر تم خود اس فارمولے کی قسطوں کو اس لیبارٹری تک پہنچاتے۔ کیوں میں درست کہہ رہا ہوں ناں "....... عمران نے جواب دیا۔

" نانسنس کیا میں تمہاری طرح فضول آدمی ہوں میں کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف ہوں۔ یہ کام میرے آدمی کرتے ہیں میں خود

نہیں کیا کرتا"...... شاگل نے جواب دیا۔

"لیکن تمہارے آدمی کو ہم نے لیبارٹری والی پہاڑی کے گرد نہیں دیکھا۔ حالانکہ ہمیں اس فارمولے کی چوری کا اس وقت علم ہو گیا تھا جب اس کی تیسری قسط چوری ہوئی تھی اور ہم نے اس لیبارٹری کا سراغ لگا کر اس کی نگرانی شروع کر دی تھی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو شاگل بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب کیا تم اس لیبارٹری کا محل وقوع جانتے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اس کا علم تو سوائے پرائم منسٹر صاحب کے اور کسی کو بھی نہیں"...... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے حیرت کی وجہ سے عمران کی بات میں موجود جھول کا بھی خیال نہ آیا تھا کہ اگر عمران وغیرہ کو تیسری قسط چوری ہوتے ہی علم ہو جاتا تو پھر چوتھی قسط کیسے چوری ہوتی اور عمران اور اس کے ساتھی اب کیوں اس کی تلاش میں آتے۔

"نجانے کیا بات ہے تم بار بار احمقانہ باتیں کر رہے ہو تمہاری اس لیبارٹری کا علم ساری دنیا کو ہے۔ ایکریمیا کی ڈینجرس آرمز چیکنگ سروس نے اپنے خصوصی خفیہ سٹیلائٹس کے ذریعے نہ صرف اس کا محل وقوع معلوم کر لیا تھا بلکہ اس کا ماڈل اس کا نقشہ اور اس کے اندر موجود مشینری تک کی تفصیلات ان کے پاس موجود ہیں اور اتنا تو تم جانتے ہو کہ ہمارے لئے وہاں سے ان سب تفصیلات کو حاصل کر لینا کوئی مشکل کام نہیں ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں ایسا نہیں ہے۔ تم بکواس کر رہے ہو۔ جھوٹ بول رہے ہو"...... شاگل نے شدید غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر میری بات پر یقین نہ آ رہا ہو تو اپنے تعلق دار پرائم منسٹر سے پوچھ لو کہ کیا یہ لیبارٹری ناپال کی سرحد کے قریب اس پہاڑی کے اندر نہیں ہے جس کا کوڈ نام مولی ایچ ہے"...... عمران نے اسے چیلنج بھرے لہجے میں کہا۔

"مولی ایچ یہ کیا نام ہے"...... شاگل نے کہا۔

"بتایا تو ہے کہ یہ اس کا کوڈ نام ہے۔ اگر تم کہو گے تو وہ نام بھی بتا دوں گا جو نقشے میں درج ہے۔ ویسے تمہارے پرائم منسٹر صاحب اس کوڈ نام سے ہی واقف ہوں گے۔ اصل نام شاید وہ بھی نہ جانتے ہوں"...... عمران نے جواب دیا تو شاگل یکلخت ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھا اور تیزی سے مڑ کر خلا کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے پیچھے راٹھور بھی چلا گیا اور ان دونوں کے باہر نکلتے ہی خلا برابر ہو گیا۔

"آپ نے واقعی تصدیق کے لئے بہترین طریقہ استعمال کیا ہے عمران صاحب"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب اس کی واپسی سے پہلے ہمیں اس قید سے بھی چھٹکارا حاصل کرنا پڑے گا ورنہ تصدیق کے ساتھ ہی وہ ہم پر فائر بھی کھول سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں نے اس پوائنٹ پر بھی غور کیا ہے۔ بظاہر تو ہمیں اس طرح جکڑا گیا ہے کہ چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں ہے لیکن ایک پوائنٹ

پر اگر کوشش کی جائے تو شاید بات بن جائے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کس پوائنٹ پر"...... عمران نے چونک کر پوچھا کیونکہ اس نے بھی اس کرسی سے چھٹکارے کے لئے تراکیب سوچنے کی کوشش کی تھی لیکن کوئی پوائنٹ اس کی سمجھ میں تو اب تک نہ آیا تھا۔

"کلائیوں کے گرد کڑے بٹنوں والے ہیں۔ ان کا تعلق دوسرے راڈز کے میکنزم سے نہیں ہے۔ اس لئے اگر کوشش کی جائے اور انگلیاں اگر مڑ کر بٹن تک پہنچ جائیں تو ہاتھ آزاد ہو سکتے ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے اب غور سے ان کڑوں کو دیکھا تو اسے بھی بٹنوں کا معمولی سا ابھار نظر آ گیا۔ حالانکہ پہلے سرسری نظروں سے دیکھنے پر اس نے یہی سمجھا تھا کہ یہ بھی میکنزم کے ساتھ منسلک ہیں۔

"ویری گڈ کیپٹن یہ واقعی اہم پوائنٹ ہے۔ کوشش کی جا سکتی ہے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوشش شروع کر دی۔ ادھر کیپٹن شکیل بھی مسلسل کوشش میں لگا ہوا تھا اور پھر عمران کی ایک انگلی مڑ کر سائیڈ میں موجود بٹن تک پہنچ ہی گئی اور اس کے ساتھ ہی کٹاک کی آواز کے ساتھ کلائی کے گرد کڑا کھل گیا۔ عمران نے ایک ہاتھ آزاد ہوتے ہی اس ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کی کلائی والا کڑا بھی کھول لیا اور اب اس کے دونوں ہاتھ آزاد ہو چکے تھے۔

"آپ کی انگلی مڑ کر بٹن تک پہنچ گئی حیرت ہے۔ حالانکہ میں نے تو

بڑی کوشش کی لیکن انگلیاں اس قدر مڑ ہی نہ رہی تھیں"...... کیپٹن شکیل مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس کے لئے خصوصی ورزشیں بھی کی ہیں اور دوسری بات یہ کہ ایسا ان کی حماقت سے ہوا ہے۔ ایسے بٹن کڑے کے بالکل اوپر والے حصے پر لگائے جاتے ہیں تاکہ انگلیاں کسی صورت بھی مڑ کر وہاں نہ پہنچ سکیں جب کہ انہوں نے بٹن سائیڈوں پر لگائے ہیں۔ وہاں تک بہرحال انگلی کے پہنچنے کا سکوپ بن جاتا ہے"...... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا دایاں ہاتھ کرسی کے عقب میں کیا اور پھر ذرا سا جھکتے ہی کھٹاک کھٹاک کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی عمران کے جسم کے گرد موجود راڈز کرسی میں غائب ہو گئے۔ اب صرف اس کے پیروں کے گرد کڑے موجود تھے۔ جو بٹنوں سے کھلتے اور بند ہوتے تھے۔ لیکن اب عمران جھک کر انہیں آسانی سے کھول سکتا تھا۔ اس نے جھک کر انہیں کھولا اور دوسرے لمحے وہ کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے اپنے جسم کو سیدھا کیا اور پھر مڑ کر کیپٹن شکیل کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد کیپٹن شکیل کے بازو آزاد ہو چکے تھے اور اس کے جسم کے گرد موجود راڈز بھی غائب ہو چکے تھے۔ پیروں میں موجود کڑے کیپٹن شکیل نے جھک کر خود ہی کھول لئے اور اب وہ بھی کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"اب یہاں سے باہر کیسے جائیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ دونوں واپس آئیں گے اور ہم نے انہیں فی الحال زندہ پکڑنا

ہے"...... عمران نے کہا اور تیزی سے اس دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ جس میں خلا کھلتا تھا۔ چونکہ انہوں نے خلا کو دیکھا تھا اس لئے وہ اس کی دونوں سائیڈوں میں دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ کافی دیر بعد سرسراہٹ کی آواز سنائی دی اور خلا نمودار ہوا۔ دوسرے لمحے خلا میں سے راٹھور اندر داخل ہوا اور کیپٹن شکیل اس پر جھپٹ پڑا۔ جب کہ عمران تیزی سے مڑ کر خلا کی دوسری طرف چلا گیا کیونکہ راٹھور کے پیچھے کوئی نہ آیا تھا۔ باہر ایک راہداری تھی جس میں ایک اور دروازہ بھی تھا۔ عمران اس دروازے سے دوسری طرف گیا۔ باہر ایک اور کمرہ تھا۔ پھر عمران اس چھوٹی سی عمارت میں گھومتا رہا لیکن نہ ہی وہاں شاگل تھا اور نہ کوئی اور آدمی۔ عمران واپس مڑا اور پھر اسی کمرے میں آگیا جہاں کیپٹن شکیل اور راٹھور کو وہ چھوڑ کر گیا تھا۔ راٹھور فرش پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

"شاگل یہاں موجود نہیں ہے اس لئے اسے اٹھا کر دوسرے کمرے میں لے آؤ۔ ہو سکتا ہے وہ واپس آجائے"...... عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے جھک کر فرش پر پڑے ہوئے راٹھور کو اٹھایا اور کاندھے پر لاد کر اس خلا سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور کمرے میں موجود تھے۔

"اسے فرش پر لٹا دو اور تم باہر کا خیال رکھو۔ میں اس سے پوچھ گچھ کر لوں گا"...... عمران نے کیپٹن شکیل سے کہا اور کیپٹن شکیل نے کاندھے پر لدے ہوئے راٹھور کو فرش پر لٹایا اور پھر خود تیزی سے قدم

بڑھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ عمران نے جھک کر راٹھور کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور سیدھا کھڑا ہو گیا لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے دایاں پاؤں اٹھا کر اس کی گردن پر اس طرح رکھ دیا کہ ایڑی زمین پر تھی جب کہ پیر اس کی گردن پر موجود تھا۔ چند لمحوں بعد راٹھور کی آنکھیں کھلیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے پیر کو مخصوص انداز میں موڑا تو راٹھور کا اٹھنے کے لئے سمٹتا ہوا جسم پھر سیدھا ہو گیا اور اس کا چہرہ بگڑنے لگ گیا۔

"اگر تم نے اٹھنے کی کوشش کی راٹھور تو ایک لمحے میں شہ رگ کچل دوں گا"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم میں تم۔ تم کیسے رہا ہو گئے۔ یہ۔ یہ۔ پلیز پیر ہٹا لو۔ تم جیسے کہو گے ویسے ہی کروں گا۔ مم مم میں جانتا ہوں کہ میں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا"...... راٹھور نے رک رک کر کہا تو عمران نے پیر کو واپس موڑ کر پنجے کو ذرا سا اوپر کو اٹھا لیا لیکن پیر اس کی گردن سے ہٹایا نہیں۔ راٹھور کا چہرہ تیزی سے نارمل ہوتا چلا گیا۔

"تم اکیلے ہمارے پاس کیوں آرہے تھے"...... عمران نے پوچھا۔

"باس شاگل نے کہا تھا کہ آپ دونوں کو دوبارہ بے ہوش کر دیا جائے کیونکہ وہ خود ہیڈ کوارٹر واپس چلے گئے تھے"...... راٹھور نے جواب دیا۔

"کیوں یہاں بھی تو فون موجود ہے وہ یہاں سے بھی تو پرائم منسٹر کو فون کر سکتے تھے"....... عمران نے پوچھا۔

"انہوں نے فون کیا تھا لیکن پرائم منسٹر صاحب ایک انتہائی اہم میٹنگ میں مصروف ہیں وہ دو گھنٹوں سے پہلے نہیں مل سکتے اس لئے باس نے کہا کہ وہ تمہارے ساتھیوں کے بارے میں رپورٹیں بھی حاصل کر لیں اور وہیں سے وہ پرائم منسٹر صاحب سے بھی بات کر لیں گے"....... راٹھور نے کہا۔

"پرائم منسٹر سے وہ کس نمبر پر بات کرتا ہے"....... عمران نے پوچھا تو راٹھور نے نمبر بتا دیا۔

"کیا یہ ان کا کوئی خصوصی نمبر ہے"....... عمران نے پوچھا۔

"ہاں یہ ان کا سپیشل نمبر ہے لیکن رابطہ ان کے ملٹری سیکرٹری کے ذریعے ہوتا ہے"....... راٹھور نے جواب دیا

"کیا نام ہے ان کے ملٹری سیکرٹری کا"....... عمران نے پوچھا۔

"کرنل کرشن"....... راٹھور نے جواب دیا تو عمران نے پیر ہٹا لیا اور پھر اس سے پہلے کہ راٹھور اٹھنے کی کوشش کرتا عمران کی لات حرکت میں آئی اور اس کے بوٹ کی ٹو خاصی قوت سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے راٹھور کی کنپٹی پر پڑی اور راٹھور چیخ مار کر نیچے گرا ہی تھا کہ عمران کی لات ایک بار پھر حرکت میں آئی اور دوسری ضرب کھا کر راٹھور کا جسم بے حس و حرکت ہو گیا۔ عمران نے جھک کر راٹھور کی نبض چیک کی۔ نبض کی رفتار بتا رہی تھی کہ راٹھور کم از کم

تین گھنٹوں سے پہلے خود ہوش میں نہیں آ سکتا تو وہ سیدھا ہو کر یک طرف تپائی پر رکھے ہوئے فون کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن پھر اس سے پہلے کہ وہ ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھاتا۔ فون کی گھنٹی بج اٹھی عمران نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔ جب دو بار گھنٹی بجی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور ٹھا لیا۔

"یس"....... عمران نے راٹھور کے لہجے میں کہا۔

"کون بول رہا ہے"....... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی ی لیکن بولنے والے کے مخصوص انداز سے ہی عمران سمجھ گیا کہ وسری طرف سے بولنے والا پی اے یا پرسنل سیکرٹری ٹائپ کا آدمی ہے کیونکہ ایسے لوگوں کا فون پر بولنے کا ایک خاص انداز ہوتا ہے۔

"راٹھور بول رہا ہوں"....... عمران نے راٹھور کے لہجے میں جواب یتے ہوئے کہا۔

"چیف صاحب سے بات کرو"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور س کے ساتھ ہی شاگل کی تیز آواز سنائی دی۔

"کیا پوزیشن ہے عمران اور اس کے ساتھی کی راٹھور"....... شاگل نے تیز آواز میں کہا۔

"وہ بے ہوش ہیں سر"....... عمران نے جواب دیا۔

"اچھی طرح چیک کر لیا ہے ناں۔ یہ انتہائی خطرناک آدمی ہے پورا شیطان ہے"....... دوسری طرف سے شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ اچھی طرح چیک کر لیا ہے"....... عمران نے جواب دیا

لیکن اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تیر رہی تھی۔

"ان کا ہر لحاظ سے خیال رکھنا۔ ابھی ان کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں مل رہی اور پرائم منسٹر صاحب بھی میٹنگ میں مصروف ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور عمران نے مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھایا اور کریڈل دبا دیا۔ چند لمحوں تک کریڈل کو دبانے کے بعد اس نے ہاتھ ہٹایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے پرائم منسٹر ہاؤس کے وہ خصوصی نمبر جو راٹھور نے بتائے تھے ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ملٹری سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک کرخت مردانہ آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں۔ پرائم منسٹر صاحب میٹنگ سے فارغ ہوئے ہیں یا نہیں"...... عمران نے اس بار شاگل کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے تو آپ نے فون کیا تھا اور میں نے آپ کو بتایا ہے کہ میٹنگ کم از کم ایک ڈیڑھ گھنٹہ اور چلے گی۔ پھر آپ دوبارہ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... کرنل کرشن کا لہجہ تلخ تھا۔

"کرنل کرشن اپنی اوقات میں رہ کر بات کیا کرو سمجھے۔ میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں تمہارا ماتحت نہیں ہوں اور یہ بھی سن لو کہ اگر میں چاہوں تو دوسرے لمحے تم سڑکوں پر جوتیاں چٹخاتے نظر آؤ گے نانسنس۔ سوچ سمجھ کر بات کیا کرو مجھ سے"...... عمران نے حلق

کے بل چیختے ہوئے جواب دیا۔ وہ چونکہ شاگل کی فطرت اور عادات سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس لئے اسے معلوم تھا کہ شاگل کس موقع پر کس قسم کا ردعمل ظاہر کرتا ہے اور کس طرز کی بات کرتا ہے۔

"آئی ایم سوری"...... دوسری طرف سے کرنل کرشن نے اس بار معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"آئندہ خیال رکھنا اور سنو میں جو بات پرائم منسٹر صاحب سے کرنا چاہتا ہوں اس کے لئے مزید تاخیر نہیں ہو سکتی ورنہ کافرستان کو اتنا بڑا نقصان بھی پہنچ سکتا ہے کہ جس کا تصور بھی تم نہیں کر سکتے اس لئے جیسے بھی ہو ابھی اور اسی وقت میری بات کراؤ۔ پرائم منسٹر صاحب کو بتا دینا ہے کہ میں نے ان سے ٹاپ ایمرجنسی بات کرنی ہے"۔ عمران نے لہجے کو قدرے نارمل بناتے ہوئے کہا۔

"بہتر میں پوچھ لیتا ہوں"...... دوسری طرف سے کرنل کرشن نے جواب دیا۔

"ہیلو چیف آف سیکرٹ سروس صاحب کیا آپ لائن پر ہیں"۔ چند لمحوں بعد کرنل کرشن کی آواز سنائی دی۔

"ہاں"...... عمران نے کہا۔

"پرائم منسٹر صاحب سے بات کریں"...... کرنل کرشن نے کہا۔

"ہیلو چیف شاگل کیا بات ہے۔ کیا ٹاپ ایمرجنسی ہے۔ میں انتہائی اہم ترین میٹنگ میں مصروف ہوں۔ مجھے وہاں سے اٹھ کر آنا پڑا ہے"...... پرائم منسٹر صاحب کے لہجے میں شدید ناگواری کی لہر موجود

تھی۔

" سر بات ہی ایسی ہے ۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت اچانک غائب ہو گیا ہے ۔ میرے آدمیوں نے بے پناہ کوشش کے باوجود ان کے ایک آدمی کا سراغ لگا لیا ۔ اس سے جب میں نے پوچھ گچھ کی ہے تو اس کے مطابق عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے میں پوری طرح علم ہے جس میں فارمولا موجود ہے اور عمران اور اس کے ساتھی وہیں گئے ہیں "...... عمران نے شاگل کے لہجے میں مگر مؤدبانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا ۔

" ایسا کیسے ممکن ہے ۔ نہیں یہ آدمی صرف تمہیں ڈاج دے رہا ہے "...... پرائم منسٹر نے انتہائی حتمی لہجے میں کہا ۔

" سر اس نے ناپال کی سرحد کے قریب ایک پہاڑی کا حوالہ دیا ہے جسے اس کے مطابق کوڈ میں مولی ایچ کہا جاتا ہے ۔ اس نے بتایا ہے کہ ایکریمیا کی ایک خفیہ ایجنسی ڈینجرز آرمز چیکنگ سروس نے اپنے جاسوسی سیاروں کے ذریعے نہ صرف اس لیبارٹری کا سراغ لگا لیا تھا بلکہ اس کا نقشہ ، ماڈل اور اس کے اندر موجود مشینری کی تفصیلات بھی ان کے پاس موجود ہیں اور عمران نے ان سے یہ ساری تفصیلات حاصل کر لی ہیں ۔ گو مجھے خود بھی اس کی بات کا یقین نہیں آیا لیکن میں نے سوچا کہ آپ سے کنفرم کر لوں کیونکہ اس شاطر عمران کا کچھ پتہ نہیں "۔ عمران نے کہا ۔

" کیا ۔ کیا اس نے واقعی مولی ایچ پہاڑی کا ہی کہا تھا "...... پرائم

منسٹر کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی ۔

" یس سر اس کے بتانے پر تو مجھے معلوم ہوا ہے ورنہ مجھے اس کوڈ نام کا کیسے پتہ چلتا "...... عمران نے کہا ۔

" اوہ ۔ اوہ ویری بیڈ ۔ رئیلی ویری بیڈ ۔ اس کا مطلب ہے میٹنگ کے دوران تم نے جو خدشہ ظاہر کیا تھا وہ درست تھا ۔ یہ کوڈ ریفرنس تو واقعی درست ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ جسے ہم ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری سمجھے ہوئے ہیں وہ بھی ٹاپ سیکرٹ نہ رہی "...... پرائم منسٹر نے جواب دیا اور عمران کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی ۔ کیونکہ پرائم منسٹر نے دراصل محل وقوع کنفرم کر دیا تھا ۔ اور یہی کنفرمیشن عمران چاہتا تھا ۔

" پھر تو سر یہ لیبارٹری شدید خطرے میں ہے "...... عمران نے کہا ۔

" اوہ نہیں اب ایسی بھی بات نہیں ہے ۔ یہ لیبارٹری جس انداز میں بنائی گئی ہے وہ ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر ہے ۔ نہ باہر سے کوئی اندر جا سکتا ہے اور نہ اندر سے کوئی باہر آ سکتا ہے ۔ اس پہاڑی پر حکومت نے ایک خصوصی وحشی قبیلہ آباد کر رکھا ہے ۔ یہ لوگ انتہائی وحشی ہیں اور فضا سے بھی وہاں ریڈ نہیں کیا جا سکتا ۔ تم اس بارے میں فکر مت کرو ۔ مجھے تو حیرت صرف اس بات کی ہو رہی تھی کہ یہ بہرحال ٹاپ سیکرٹ نہیں رہی "...... پرائم منسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" ٹھیک ہے سر "...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوا تو عمران نے بھی رسیور رکھا اور تیزی سے

بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب"....... کیپٹن شکیل نے جو باہر موجود تھا عمران کے باہر آنے پر پوچھا۔

"تمہاری اطلاع کنفرم ہو گئی۔ لیبارٹری واقعی اسی جگہ ہے جہاں تمہارے دوست نے بتائی تھی۔ اب ہمیں یہاں سے نکل کر فوری طور پر میک اپ بھی کرنا ہے اور زیرو فائیو ٹرانسمیٹر پر اپنے ساتھیوں کو بھی واپس کال کرنا ہے اور پھر فوری طور پر وہاں جانے کے بھی انتظامات کرنے ہیں۔ آؤ"....... عمران نے بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"وہ راٹھور اس کا کیا ہوا۔ کیا آپ نے اسے ختم کر دیا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے عمران کے پیچھے بڑھتے ہوئے کہا۔

"نہیں صرف بے ہوش ہے۔ میں خواہ مخواہ کی قتل وغارت کا عادی نہیں ہوں ویسے بھی وہ سیکرٹ سروس کا آدمی ہے چاہے کافرستانی ہی سہی بہر حال ہے تو ہماری قبیل کا آدمی"....... عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

شاگل اپنے آفس میں بڑی بے چینی اور اضطراب کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ اسے ابھی ابھی اطلاع ملی تھی کہ عمران اور اس کا ساتھی سپیشل پوائنٹ سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اطلاع دینے والا اس کا نائب راٹھور خود تھا جس کی حفاظت میں وہ انہیں وہاں چھوڑ آیا تھا۔ شاگل کو راٹھور پر اس قدر غصہ آیا تھا کہ اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ فون کے اندر سے اسے گولی مار دے اور اس غصے کے عالم میں اس نے راٹھور کو فوری دفتر آنے کا حکم دے دیا تھا اور جب سے اسے یہ اطلاع ملی تھی وہ اس طرح بے چینی اور اضطراب کے عالم میں مسلسل ٹہل رہا تھا۔ اسے اب اپنے آپ پر بھی غصہ آ رہا تھا کہ جب پرائم منسٹر نے اسے کہہ دیا تھا کہ وہ منصوبہ بندی کے چکر میں پڑنے کی بجائے براہ راست ایکشن کرے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دے۔ تو اگر عمران کے دوسرے ساتھی نہ مل سکے تھے اور جن کے بارے میں

ابھی تک کوئی اطلاع نہ آئی تھی ۔ عمران اور اس کے ساتھی کو تو گولی ماری جا سکتی تھی ۔ پرائم منسٹر صاحب کی میٹنگ بھی ختم ہونے میں نہ آ رہی تھی اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑا ہوا تھا اور وہ بار بار کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھتا اور ایک بار پھر اسی بے چینی اور اضطراب کے عالم میں ٹہلنا شروع کر دیتا ۔ ابھی وہ اسی طرح ٹہل رہا تھا کہ دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی ۔

" یس کم ان "....... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا ۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور راٹھور اندر داخل ہوا ۔

" تم ۔ تم ۔ احمق ۔ نانسنس ۔ ڈیم فول ۔ تم سے ان بندھے ہوئے افراد کی حفاظت بھی نہ ہو سکی ۔ نانسنس میں تمہیں گولی مار دوں گا "....... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا لیکن راٹھور نے کوئی جواب نہ دیا ۔ وہ سر جھکائے خاموش کھڑا رہا ۔

" یہ سب کیسے ہوا ۔ اب منہ سے کچھ بکو گے بھی یا نہیں "۔ شاگل نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا ۔

" باس آپ کے جانے کے بعد میں آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے جب اس کمرے میں گیا تو اندر داخل ہوتے ہی مجھ پر حملہ ہو گیا ۔ میں چونکہ بے خبر تھا اس لئے مار کھا گیا ۔ اگر مجھے ذرا بھی خیال ہوتا کہ یہ لوگ کسی پراسرار طور پر آزاد ہو چکے ہیں تو میں ان کی گردنیں توڑ دیتا "....... راٹھور نے رک رک کر کہا ۔

" ہونہہ گردنیں توڑ دیتے ۔ نانسنس ۔ نجانے کس احمق نے تم

جیسے لوگوں کو سیکرٹ سروس میں بھرتی کر دیا ہے نانسنس "۔ شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے میز کے پیچھے موجود اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا اب اس کا غصے کی شدت سے بگڑا ہوا چہرہ پہلے کی نسبت کافی حد تک نارمل ہو چکا تھا ۔

" ادھر بیٹھ جاؤ اور تفصیل سے بتاؤ "....... شاگل نے کہا اور راٹھور میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا ۔ اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے کیونکہ وہ شاگل کا نائب تھا اس لئے اسے شاگل کی بدلتی ہوئی کیفیات سے اس کی ذہنی رو کا اندازہ آسانی سے ہو جاتا تھا ۔

" پھر جب باس مجھے ہوش آیا تو میں فون والے کمرے کے فرش پر پڑا تھا اور عمران کا پیر میری گردن پر تھا ۔ میں نے اٹھنے کی کوشش کی تو عمران نے اپنے پیر کو گھمایا اور باس مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے جسم کی ایک ایک رگ میں جہنم کی آگ دوڑنے لگ گئی ہو ۔ اس قدر خوفناک اور ناقابل برداشت تکلیف تھی کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتا "....... راٹھور نے کہا ۔

" یہ فلمی ڈائیلاگ بند کرو اور آگے بتاؤ "....... شاگل نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے ایک بار پھر غصیلے لہجے میں کہا تو راٹھور نے اسے عمران کے سوالوں اور اپنے جوابات پوری تفصیل سے بتا دیئے ۔

" ہونہہ تو اس عمران نے تمہاری آواز میں مجھ سے یہاں بات کی تھی ۔ ویری بیڈ ۔ یہ شخص تو واقعی جادوگر ہے جادوگر ۔ مجھے معمولی سا

بھی شک نہیں پڑ سکا"...... شاگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا لیکن راٹھور نے کوئی جواب نہ دیا۔وہ خاموش بیٹھا رہا۔

"اوہ۔اوہ۔تم نے اسے پرائم منسٹر کا خصوصی نمبر بتا دیا تھا اوہ کہیں اس شیطان نے وہاں فون نہ کر دیا ہو"...... اچانک شاگل نے اس طرح کرسی سے اچھلتے ہوئے کہا جیسے کرسی میں اچانک طاقتور الیکٹرک کرنٹ دوڑنے لگ گیا ہو۔اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا کر اس نے فون سیٹ کے نیچے لگا ہوا بٹن دبا کر اسے ڈائریکٹ کیا۔اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ملٹری سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے پرائم منسٹر کے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"میں شاگل بول رہا ہوں۔کیا میں نے گذشتہ ایک گھنٹے کے دوران پرائم منسٹر صاحب سے فون پر بات تو نہیں کی"...... شاگل نے انتہائی تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"جی۔کیا کہہ رہے ہیں آپ۔آپ خود پوچھ رہے ہیں کہ آپ نے بات تو نہیں کی۔کیا مطلب"...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ۔اوہ تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔جلدی بتاؤ۔نانسنس۔وقت مت ضائع کرو"...... شاگل نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"جی ہاں آپ نے بات کی ہے"...... دوسری طرف سے اس بار لہجہ خاصا تلخ تھا۔

"اوہ۔اوہ۔ویری بیڈ۔پرائم منسٹر صاحب سے بات کراؤ فوراً۔اوہ اوہ یہ بہت برا ہوا۔بہت برا ہوا جلدی بات کراؤ۔جلدی فوراً"۔شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔اس کا چہرہ اور بولنے کا انداز اگر کوئی اجنبی آدمی دیکھ لیتا تو وہ یقیناً یہی سمجھتا کہ شاگل کا ذہنی توازن درست نہیں ہے۔

"ہیلو اب کیا بات ہے مسٹر شاگل"...... چند لمحوں بعد پرائم منسٹر کی غصے میں بھری ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔اوہ جناب آپ کی ایک گھنٹے پہلے میرے ساتھ کیا باتیں ہوئی تھیں جناب۔میرے ساتھ۔میرا مطلب ہے جناب کہ میرے ساتھ۔میری آواز میں"...... شاگل نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔کیا تم نشے میں آؤٹ ہو رہے ہو"۔پرائم منسٹر صاحب کے لہجے میں حیرت بھی تھی اور غصہ بھی۔

"اوہ اوہ جناب دراصل ایک گھنٹہ پہلے آپ سے میری آواز میں عمران نے بات کی تھی جناب۔اس لئے جناب میں پوچھ رہا ہوں کہ"...... شاگل نے پہلے سے بھی زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عمران نے بات کی تھی کیا مطلب کون عمران۔یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔کیا تمہارا ذہنی توازن درست نہیں رہا"...... اس بار پرائم منسٹر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔شاگل کی احمقانہ گفتگو سنتے ہوئے

شاید ان کی برداشت کی حد ختم ہو گئی تھی۔

" جناب وہ عمران اور اس کے ایک ساتھی کو میں نے پکڑ لیا تھا جناب اور میں نے اس سے اس کے دوسرے ساتھیوں کا پتہ چلانے کے لئے اسے ایک خصوصی پوائنٹ میں قید کر دیا تھا۔ پھر وہاں جا کر جب میں نے اس سے پوچھ گچھ کی تو اس نے بتایا کہ اسے لیبارٹری کے بارے میں علم ہے جناب اس نے پہاڑی کا کوڈ نام"....... شاگل نے تیز تیز لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" یہ ساری باتیں پہلی کال کے دوران تم نے مجھے بتا دی تھیں اب انہیں دوبارہ کیوں دوہرا رہے ہو"....... دوسری طرف سے پرائم منسٹر صاحب نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

" وہ سر میں نہیں تھا۔ وہ علی عمران تھا۔ وہ میری آواز اور لہجے میں آپ سے بات کر رہا تھا سر یہی تو میں بتانا چاہتا ہوں"....... شاگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" یہ کیسے ممکن ہے۔ یہی آواز اور یہی لہجہ تھا۔ کیا تم مجھے احمق سمجھتے ہو"....... پرائم منسٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" سر یہی تو مسئلہ ہے۔ وہ آواز اور لہجوں کی اس طرح کاپی کرنے کا ماہر ہے کہ دوسرے کو معمولی سا شک بھی نہیں پڑتا"....... اس بار شاگل نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

" کیا اب تم اصل شاگل بول رہے ہو"....... یکلخت پرائم منسٹر نے کہا۔

" یس سر۔ اب تو میں خود بات کر رہا ہوں۔ سر اپنے ہیڈ کوارٹر سے"....... شاگل نے کہا۔

" اب میں کیسے یقین کر لوں"....... پرائم منسٹر نے کہا۔

" اوہ اوہ جناب میں فون بند کرتا ہوں آپ مجھے ہیڈ کوارٹر فون کر لیں جناب"....... شاگل نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ بہرحال اس سے تو تفصیل سے بات ہوئی۔ اس نے لیبارٹری کے بارے میں بتایا۔ مجھے حیرت تو ہوئی کہ اسے کس طرح اس قدر ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری کا علم ہو گیا ہے۔ بہرحال میں نے اسے بتا دیا کہ لیبارٹری ناقابل تسخیر ہے۔ اس پر وہ خاموش ہو گیا"۔ پرائم منسٹر نے جواب دیا۔

" سر۔ سر اس طرح اس نے آپ سے کنفرم کر لیا۔ اب وہ وہاں پہنچے گا اور لیبارٹری اب شدید خطرے میں ہے سر"....... شاگل نے کہا۔

" نہیں ایسا ممکن نہیں۔ تم مطمئن رہو"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" اوہ۔ اوہ یہ نئے پرائم منسٹر صاحب۔ اب انہیں کیسے سمجھایا جائے اوہ اوہ"....... شاگل نے انتہائی جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھتے ہوئے وہ اس طرح سامنے بیٹھے ہوئے راٹھور کو دیکھ کر چونکا جیسے اسے اب احساس ہوا ہو کہ راٹھور بھی یہاں موجود ہے۔

" تم۔ تم یہاں کیوں بیٹھے ہو۔ کیوں بیٹھے ہو بولو۔ نانسنس یہ میرا آفس ہے یا تمہاری آرام گاہ ہے"....... شاگل نے حلق کے بل چیختے

ہوئے کہا۔

"آپ نے خود حکم دیا تھا باس"....... راٹھور نے یکدم اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ تم یہاں جم کر بیٹھ جاؤ۔ دفع ہو جاؤ نانسنس"....... شاگل نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا اور راٹھور بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور پھر اس طرح کمرے سے باہر نکل گیا جیسے اس کے پیچھے پاگل کتے لگ گئے ہوں۔

"نانسنس۔ احمق۔ بیٹھ جاتے ہیں افسروں کے دفتر میں۔ ہونہہ"....... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس پریذیڈنٹ ہاؤس"....... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں۔ پریذیڈنٹ صاحب سے ہر صورت میں میری بات کراؤ۔ اٹ از ٹاپ ایمرجنسی"۔ شاگل نے اس بار انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر کیا آپ لائن پر ہیں"....... کافی دیر بعد آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"ہاں"....... شاگل نے جواب دیا۔

"بات کریں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سر میں شاگل بول رہا ہوں سر"....... شاگل نے اس بار مؤدبانہ بلکہ خاصے مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے شاگل کیا ٹاپ ایمرجنسی ہے"....... دوسری طرف سے صدر کی انتہائی باوقار آواز سنائی دی اور شاگل نے انہیں خالی پیکٹ ملنے سے لے کر چند لمحے پہلے پرائم منسٹر سے ہونے والی بات چیت تک کی ساری روائیداد سنا دی۔

"اوہ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ لیبارٹری اس وقت شدید خطرے میں ہے۔ حالانکہ یہ کافرستان کی سب سے اہم لیبارٹری ہے۔ اس کا نقصان تو صدیوں تک پورا نہ ہو سکے گا"....... صدر نے اس بار انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ لیکن پرائم منسٹر صاحب اس معاملے میں سنجیدہ نہیں ہو رہے سر۔ وہ اسے ایزی لے رہے ہیں سر اس لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے کیونکہ آپ ان معاملات کو سب سے بہتر سمجھتے ہیں سر"۔ شاگل نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے تم نے اچھا کیا کہ مجھے فون کر دیا میں پرائم منسٹر صاحب سے بات کرتا ہوں۔ اس بارے میں ہمیں کوئی ٹھوس لائحہ عمل تیار کرنا ہوگا"....... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور شاگل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اسے یقین تھا کہ تھوڑی دیر بعد ہی پرائم منسٹر صاحب کی طرف سے کال آئے گی اور وہی ہوا تقریباً پون گھنٹے کے بعد فون کی گھنٹی بج

اٹھی اور شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"وکرم بول رہا ہوں سر"...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی اور شاگل چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"براہ راست کال کیسے کر دی ہے تم نے نانسنس۔ پی اے کے ذریعے بات کیوں نہیں کی"...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر میں نے تو وہی نمبر ڈائل کئے ہیں میرا خیال تھا کہ پی اے سے بات ہو گی لیکن جناب رابطہ آپ سے براہ راست ہو گیا ہے سر"۔ دوسری طرف سے وکرم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دوبارہ کال کرو"...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور ساتھ ہی اس نے فون سیٹ کے نیچے پریس شدہ بٹن کو دوبارہ پریس کر دیا۔ دوبارہ پریس ہوتے ہی آف شدہ بٹن آن ہو گیا اس طرح اب فون ان ڈائریکٹ ہو گیا تھا۔ شاگل کو خیال آ گیا تھا کہ اس نے پرائم منسٹر سے بات کرنے کے لے خود ہی فون کو ڈائریکٹ کر دیا تھا۔ چند لمحوں بعد گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے اسی طرح تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"وکرم آپ سے بات کرنا چاہتا ہے سر"...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"بات کراؤ"...... شاگل نے کہا۔

"ہیلو سر میں وکرم بول رہا ہوں سر"...... وکرم کی مؤدبانہ آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ہاں کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ لگا لیا ہے"...... وکرم نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ کہاں ہیں وہ۔ جلدی بولو۔ کہاں ہیں"...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

"وہ سر چارٹرڈ طیارے سے فیض آباد گئے ہیں"...... وکرم نے کہا۔

"فیض آباد۔ اوہ۔ اوہ یہ فیض آباد تو کوہ ہمالیہ کے دامن میں ہے اسی فیض آباد کی بات کر رہے ہو ناں"...... شاگل نے چونک کر کہا۔

"یس سر"...... وکرم نے جواب دیا۔

"کس طرح معلوم ہوا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ کتنے افراد ہیں"...... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سر دو عورتیں اور چار مرد ہیں۔ ویسے تو وہ سیاح ہیں اور مقامی افراد لگ رہے ہیں لیکن سر ان میں سے ایک عورت نے ایک آدمی کو عمران کہہ کر پکارا ہے۔ میں ایئر پورٹ ایک دوست سے ملنے گیا ہوا تھا میں وہاں قریب ہی ایک میز پر موجود تھا۔ عمران کا لفظ میرے کانوں میں پڑا تو میں چونک پڑا سر اور پھر سر میں نے اس آدمی کو غور سے دیکھا جسے عمران کہا گیا تھا تو اس کا قد و قامت واقعی عمران کی طرح ہی تھا۔

اسی وقت وہ اٹھ کر ایئر بیس پر چلے گئے کیونکہ ان کا طیارہ پرواز کے لئے تیار ہو گیا تھا۔ میں نے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ انہوں نے فیض آباد کے لئے طیارہ بک کرایا ہے۔ میں وہیں ایئر پورٹ سے ہی آپ کو کال کر رہا ہوں باس"...... وکرم نے کہا۔

"کتنی دیر ہوئی ہے طیارے کو پرواز کئے ہوئے"...... شاگل نے پوچھا۔

"پندرہ منٹ ہوئے ہوں گے باس"...... وکرم نے جواب دیا۔

"وہاں سے اس طیارے کا نمبر اور دوسری شناختی معلومات حاصل کرو اور یہ بھی معلوم کرو کہ طیارہ کیا راستے میں کہیں اترے گا یا براہ راست فیض آباد جائے گا اور پائلٹ کون ہے۔ پوری تفصیل معلوم کر کے مجھے فوراً کال کرو"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ اوہ اس طیارے کو اگر کہیں اتار لیا جائے تو ان لوگوں کو آسانی سے گرفتار کیا جا سکتا ہے"...... شاگل نے بے چین سے لہجے میں کہا اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو شاگل نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"پرائم منسٹر صاحب سے بات کریں باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو میں شاگل بول رہا ہوں"۔ شاگل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں پرسنل سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر بول رہا ہوں جناب اب سے دو گھنٹے بعد پرائم منسٹر صاحب نے خصوصی میٹنگ کال کی ہے۔ آپ نے اس میں شرکت کرنی ہے"...... پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"اور کون کون شرکت کر رہا ہے"...... شاگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ملٹری انٹیلی جنس کے نئے سربراہ جناب کرنل جوشی پاور ایجنسی کی مادام ریکھا اور آپ کے علاوہ نادرن سکاؤٹس کے سربراہ جناب کرنل بھنڈر شرکت کر رہے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے میں آجاؤں گا"...... شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا جیسے اس کے منہ میں کونین کی گولیوں کا پورا پیکٹ موجود ہو۔ پھر جیسے ہی اس نے رسیور رکھا گھنٹی بج اٹھی اور شاگل نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے کہا۔

"وکرم بات کرنا چاہتا ہے"...... پی اے نے کہا۔

"اوہ ہاں جلدی بات کراؤ جلدی"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہیلو باس وکرم بول رہا ہوں"...... دوسرے لمحے وکرم کی آواز سنائی دی۔

"جلدی بولو۔ کیا معلومات حاصل کی ہیں تم نے۔ اب بکو بھی سہی یہ ایک لمحہ قیمتی ہے"...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

"باس یہ طیارہ راستے میں نگینہ کے ہوائی اڈے پر تیل لینے کے لئے اترے گا اور پھر وہاں سے سیدھا فیض آباد جائے گا۔ پائلٹ کا نام کیپٹن

بھابھہ ہے"...... وکرم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے طیارے کے نمبر اور دوسرے شناختی نشانات بتا دیئے۔

"کس کمپنی کا طیارہ ہے"...... شاگل نے گھڑی دیکھتے ہوئے پوچھا

"سر بھوناج ایئر کمپنی کا"...... وکرم نے جواب دیا۔

"کتنی دیر بعد یہ نگینیہ میں اترے گا پوچھا ہے تم نے"...... شاگل نے چیخ کر کہا۔

"یس باس ایک گھنٹے کی پرواز کے بعد"...... وکرم نے جواب دیا۔

"او کے ٹھیک ہے"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر چھوڑ دیا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"نگینیہ ایئر پورٹ مینجر کا نمبر معلوم کر کے اس سے فوراً میری بات کراؤ۔ فوراً۔ بغیر کوئی وقت ضائع کئے"...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے پی اے نے کہا اور شاگل نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"اب میں دیکھوں گا عمران کہ تم کیسے بچ کر نکلتے ہو"...... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی اور شاگل نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے کہا۔

"نگینیہ ایئر پورٹ مینجر مسٹر سکسنیہ لائن پر ہیں جناب۔ بات کریں"...... پی اے کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں"...... شاگل نے پوری آن بان سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"یس سر حکم سر میں ایئر پورٹ مینجر سکسنیہ بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے باوقار لیکن مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"تمہارے ایئر پورٹ پر انتہائی اہم غیر ملکی ایجنٹوں کی گرفتاری کے لئے عملہ موجود ہے"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"غیر ملکی ایجنٹوں کی گرفتاری۔ اوہ نہیں جناب یہاں تو صرف سیکورٹی پولیس ہے جناب یہ چھوٹا سا ایئر پورٹ ہے جناب"۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"اس کے لئے وہاں فوری طور پر کیا انتظامات ہو سکتے ہیں۔ لفظ فوری میں نے کہا ہے سمجھے"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر یہاں نگینیہ چھاؤنی ہے سر وہاں سے فورس منگوائی جا سکتی ہے سر"...... ایئر پورٹ مینجر نے کہا۔

"ان کے کمانڈر کا نام اور فون نمبر بتاؤ"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"فورس کمانڈر تو کرنل راؤ ہیں"...... ایئر پورٹ مینجر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے فون نمبر بتا دیا۔

"او کے اب سنو۔ بھوناج ایئر کمپنی کا ایک چارٹرڈ طیارہ دارالحکومت سے فیض آباد کے لئے چارٹر کرایا گیا ہے اس کے پائلٹ کا نام کیپٹن بھابھہ ہے۔ اس میں مقامی افراد کے میک اپ میں چار مرد

اور دو عورتیں سوار ہیں ۔ یہ طیارہ نگنیہ ایئر پورٹ پر تیل لینے کے لئے
اترے گا ۔ یہ چاروں افراد پاکیشیائی ایجنٹ ہیں ۔ انتہائی خطرناک
ایجنٹ ۔ میں نے انہیں گرفتار کرنا ہے ۔ تم ایئر پورٹ پر ریڈ الرٹ
کرادو ۔ جب یہ طیارہ اترے تو باہر جانے کے تمام راستے بند کرا دینا ۔
میں کمانڈر راؤ سے بات کرتا ہوں وہ فورس لے کر ایئر پورٹ پہنچ جائے
گا اور پھر اس فورس کے ساتھ مل کر تم نے اور تمہاری سکیورٹی پولیس
نے ان چھ ایجنٹوں کو گرفتار کرنا ہے اور یہ سن لو کہ اگر یہ لوگ یا ان
میں سے کوئی ایک بھی فرار ہو گیا تو تم سمیت ایئر پورٹ کے سارے
عملے کو شوٹ کر دیا جائے گا"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا ۔

" یس سر حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... ایئر پورٹ مینجر نے جواب
دیتے ہوئے کہا تو شاگل نے جلدی سے کریڈل دبا کر چھوڑ دیا ۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی ۔

" نمبر نوٹ کرو"...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایئر
پورٹ مینجر کا بتایا ہوا فون نمبر دوہرا دیا ۔

" نوٹ کر لیا"...... شاگل نے کہا ۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا ۔

" یہ نگنیہ فوجی چھاؤنی کا نمبر ہے ۔ اس کا کمانڈر کرنل راؤ ہے ۔ اس
سے فوراً میری بات کراؤ"...... شاگل نے کہا ۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے پی اے نے جواب دیا اور شاگل
نے رسیور رکھ دیا ۔

" اب جب میں میٹنگ میں پرائم منسٹر کو عمران اور اس کے
ساتھیوں کی لاشیں پیش کروں گا تب پرائم منسٹر صاحب کو میری
کارکردگی کا صحیح احساس ہو گا"...... شاگل نے رسیور رکھ کر مسرت
بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی ایک
بار پھر بج اٹھی اور شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا ۔

" یس"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا ۔

" کمانڈر کرنل راؤ سے بات کریں جناب"...... پی اے کی مؤدبانہ
آواز سنائی دی ۔

" ہاں بات کراؤ"...... شاگل نے کہا ۔

" ہیلو ملٹری کمانڈر نگنیہ چھاؤنی کرنل راؤ بول رہا ہوں"...... ایک
بھاری سی آواز سنائی دی ۔

" چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں"...... شاگل نے
انتہائی رعب سے بات کرتے ہوئے کہا ۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے کرنل راؤ کا لہجہ پہلے کی نسبت
مؤدبانہ ہو گیا تو شاگل کا سینہ خود بخود کئی انچ مزید پھول گیا ۔

" کرنل راؤ چھ غیر ملکی انتہائی خطرناک ایجنٹ ایک چارٹرڈ طیارے
پر فیض آباد جاتے ہوئے راستے میں نگنیہ ایئر پورٹ پر اتریں گے میں
نے ایئر پورٹ مینجر کو تفصیلی احکامات دے دیئے ہیں ۔ آپ فوراً فورس
لے کر ایئر پورٹ پہنچ جائیں اور ایئر پورٹ مینجر سے مل کر ان غیر ملکی
ایجنٹوں کو گرفتار کر لیں ۔ لیکن یہ سن لیں کہ یہ انتہائی خطرناک

ایجنٹ ہیں ۔اگر ان میں سے کوئی نکل گیا تو آپ کے خلاف کورٹ مارشل ہو سکتا ہے"....... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

" ان کے بارے میں مزید کیا تفصیلات ہیں جناب"....... کرنل راؤ نے کہا۔

" تفصیلات ایئر پورٹ منیجر سے معلوم کر لیں میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں تفصیلات بتاتا رہوں ۔ میں ایئر فورس کے طیارے پر وہاں پہنچ رہا ہوں ۔اگر میں اس طیارے کے آنے سے قبل پہنچ گیا تو پھر میں خود اس اہم آپریشن کی نگرانی کروں گا ورنہ یہ آپریشن آپ نے کرنا ہے"....... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر چھوڑ دیا۔

" یس سر"....... دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی ۔

" وائس ایئر مارشل صاحب سے بات کراؤ"....... شاگل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔چند لمحوں بعد گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھالیا۔

" یس"....... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

" وائس ایئر مارشل جناب درشن سنگھ سے بات کریں جناب"۔ دوسری طرف سے پی اے نے کہا۔

" ہیلو شاگل بول رہا ہوں درشن سنگھ"....... شاگل نے بے تکلفانہ لہجے میں کہا کیونکہ درشن سنگھ سے اس کے خاصے گہرے تعلقات تھے۔

" یہ اچانک تم جیسے مصروف آدمی کو درشن سنگھ کی یاد کیسے آگئی"۔دوسری طرف سے ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

" چند پاکیشیائی انتہائی خطرناک ایجنٹ ایک چارٹرڈ طیارے پر نگینہ ایئر پورٹ پہنچ رہے ہیں ۔ میں نے وہاں کے ایئر پورٹ منیجر اور نگینہ چھاؤنی کے کمانڈر راؤ کو ان کی گرفتاری کے لئے الرٹ کر دیا ہے لیکن میں خود بھی جلد از جلد وہاں پہنچنا چاہتا ہوں اس لئے تم میرے لئے فوری طور پر کسی تیز رفتار جنگی طیارے کا بندوبست کرو"....... شاگل نے کہا۔

" نگینہ ایئر پورٹ اتنا بڑا نہیں ہے کہ وہاں جنگی طیارہ اتر سکے ۔اس لئے تمہیں وہاں ہیلی کاپٹر پر جانا ہوگا۔میں تیز رفتار گن شپ ہیلی کاپٹر تمہارے لئے تیار کرا دیتا ہوں ۔ تم فوراً ایئر فورس کے خصوصی ایئر پورٹ پر پہنچ جاؤ"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے میں وہاں پہنچ رہا ہوں"....... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور کرسی سے اٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"عمران صاحب آپ نے ہمیں تو کام کرنے کا موقع ہی نہیں دیا اور سب کام خود ہی کر لیا"...... صالحہ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ سب اس وقت ایک چارٹرڈ طیارے میں سوار تھے۔ انہیں پرواز کرتے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی۔ ان کی منزل کوہ ہمالیہ کے دامن میں ایک خاصا بڑا شہر فیض آباد تھا۔

"جب میں نے آپ کو کال کیا تو آپ نے تب تک کیا کام کیا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے صالحہ سے پوچھا۔

"ہم ہوٹل سے نکل کر پہلے تو کافی دیر تک نگرانی کرنے والوں کو جھٹکتے رہے پھر صفدر صاحب نے ایک مارکیٹ سے نئے لباس اور میک اپ کا سامان خریدا۔ ہم نے باتھ رومز میں جا کر میک اپ اور لباس تبدیل کئے۔ پھر صفدر صاحب ٹیکسی میں بیٹھ کر ایک پراپرٹی سنڈیکیٹ کے دفتر گئے وہاں سے ہم رہتا کالونی کی ایک کوٹھی میں پہنچے

ابھی ہم کوٹھی پہنچ کر آئندہ کے پروگرام کے سلسلے میں بات چیت ہی کر رہے تھے کہ آپ کی کال آ گئی"...... صالحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس سے اگلی سیٹ پر بیٹھا ہوا صفدر مسکرا رہا تھا۔

"اوہ پھر تو واقعی غلط وقت پر کال ہو گئی۔ آپ کا سارا پروگرام ہی ڈسٹرب ہو گیا۔ بڑی مدت کے بعد تو یہ موقع آیا تھا"...... عمران نے بڑے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب کیسا موقع"...... صالحہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"عمران صاحب پلیز آپ مجھے تو کم از کم اس موقع کے چکر سے باز ہی رکھیں تو بہتر ہے"...... عمران کے بولنے سے پہلے ہی صفدر نے منت بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ارے ارے ایسا موقع تو کنوارے مرد خوابوں میں ڈھونڈتے رہتے ہیں اور تم کہہ رہے ہو کہ اس موقع سے تمہیں باز رکھا جائے۔ عجیب بدذوق قسم کے کنوارے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالحہ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تو آپ کا یہ مطلب تھا۔ میں نے آپ کو پہلے ہی کہا تھا کہ آپ کم از کم میرے متعلق ایسا مذاق نہ کیا کریں"...... صالحہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مذاق کیا مطلب مس صالحہ۔ میں نے کب آپ سے مذاق کیا ہے"...... عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"آپ واقعی کیفیات بدلنے میں جواب نہیں رکھتے۔ دراصل مجھے اس قسم کا مذاق پسند نہیں ہے جس سے کسی قسم کی کوئی غلط فہمی پیدا ہو جائے"...... صالحہ نے کہا۔

"فکر مت کرو ڈبل ایس کا سنگل ایس بھی تمہاری طرح مذاق پسند نہیں کرتا اس لئے جو کچھ ہو گا سنجیدگی سے ہی ہو گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ اتنی آسانی سے کہاں باز آسکتا تھا۔

"صالحہ تم خاموش بیٹھی رہو گی تو اس شیطانی چرخے سے بچی رہو گی ورنہ یہ شخص تمہیں پاگل کر کے ہی چھوڑے گا"...... صالحہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی جولیا نے صالحہ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"خاموشی تو نیم رضا ہوتی ہے کیوں صفدر نیم رضا کو بھی اس معاملے میں بزرگ مکمل رضا ہی سمجھتے ہیں"...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"مس صالحہ میری بہن ہیں عمران صاحب"...... صفدر نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"بالکل ہوں گی میں مانتا ہوں لیکن وہ جو ایک موقع آتا ہے ناں۔ رنگین موقع اس کے بعد رشتے تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ورنہ پہلے تو سب ہی دینی لحاظ سے بہن بھائی ہی ہوتے ہیں"...... عمران بھلا کب باز آنے والا تھا۔

"عمران صاحب آپ نے اس کوڈ پہاڑی کا اصل نام ٹریس کر لیا ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے مداخلت کرتے ہوئے کہا اور

صفدر نے اسے بڑی ممنونانہ نظروں سے دیکھا کہ اس کی اس بات کی وجہ سے یقیناً موضوع بدل جائے گا۔

"ٹریس تو نہیں کیا لیکن میرا خیال ہے کہ اس کا نام رنگین موقع زی ہو گا۔ یا پھر ڈبل ایس"...... عمران نے جواب دیا۔ ظاہر ہے وہ بھی سمجھتا تھا کہ کیپٹن شکیل نے یہ بات کیوں کی ہے۔

"عمران صاحب میں نے اس پر غور بھی کیا ہے اور ایئرپورٹ سے میں نے کوہ ہمالیہ اور اس کے ارد گرد کے علاقوں کا تفصیلی نقشہ بھی خریدا ہے۔ میرا خیال ہے کہ جس کا کوڈ نام مولی ایچ ہے اس پہاڑی کا اصل نام ماؤنٹ ہارڈ ہے۔ اس نام کا ایک علاقہ نقشے میں موجود ہے جو نیپال کی سرحد پر ہے"...... کیپٹن شکیل نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر یہ کوڈ اتنا ہی آسان ہوتا کیپٹن شکیل تو اس جیسی انتہائی خفیہ لیبارٹری کو ایک بچہ بھی ٹریس کر لیتا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ تو کیا یہ کوئی خصوصی کوڈ ہے"...... کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔ باقی ساتھی بھی اب پوری طرح متوجہ ہو گئے تھے۔ سب کے چہروں پر سنجیدگی کی تہہ چڑھ گئی تھی۔

"ہاں تم نے تو صرف پہلے حروف سے نام ٹریس کر لیا۔ مولی کو ماؤنٹ بنا دیا اور ایچ سے ہارڈ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں میرا تو خیال یہی تھا" کیپٹن شکیل نے اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"یہ ایک خصوصی کوڈ ہے کیپٹن شکیل ۔اس کی سب سے بڑی پہچان ہی یہی ہے کہ اس میں ایک لفظ اصل اور دوسرا لفظ بدل بھی دیا جاتا ہے اور اسے انگریزی حروف تہجی سے لکھا جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ یہ کوڈ وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں دو لفظ ہوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں اگر ایک لفظ ہو تو ایک حصہ وہی اور دوسرا حصہ بدل دیا جاتا ہے ۔اس کے علاوہ بھی اس میں خاص قسم کی تبدیلی کی جاتی ہے ۔ بہر حال تفصیل تو کسی اور وقت بتاؤں گا۔اصل میں یہ لفظ چمولی ہے جسے کوڈ میں مولی ایچ بنایا گیا ہے ۔آخری حصہ مولی قائم رکھا گیا ہے لیکن چمولی میں پہلے چم آتا ہے اور چم کو انگریزی میں سی سے لکھا جاتا ہے اور سی کا متبادل کوڈ میں ایچ ہوتا ہے اس طرح اسے مولی ایچ بنا لیا گیا"۔عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن سی سے صرف چم ہی تو نہیں بنتا اور بھی الفاظ بن سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں بن سکتے ہیں لیکن مولی کا لفظ بنیادی ہے ۔اب اگر تم نقشے کو غور سے دیکھو تو اس میں مولی کے ساتھ اس کوڈ کے تحت چمولی ہی ایک علاقہ آتا ہے اور کوئی نام بھی ایسا نہیں ہے جو اس ترتیب پر پورا اترتا ہو"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہاں چمولی واقعی ایک جگہ کا نام ہے لیکن یہ تو شوگران کی سرحد پر

ہے ۔ناپال کی سرحد پر تو نہیں ہے اور میرا خیال ہے کہ کافرستانی اتنے احمق نہیں ہو سکتے کہ شوگران کی سرحد پر اس قدر اہم لیبارٹری تیار کرائیں اور وہ خفیہ بھی رہ جائے"...... کیپٹن شکیل نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی میپ بک کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ واقعی احمق نہیں ہیں ۔یہ اعزاز تو صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہی حاصل ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"خبردار اگر آئندہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی توہین کی تو ۔ ساری دنیا ہماری ذہانت کا لوہا مانتی ہے"...... جولیا نے فوراً ہی غصیلے لہجے میں کہا۔

"بالکل مانتی ہو گی لیکن اس میں تمہارا کوئی کریڈٹ نہیں ہے لوہا دھات ہی ایسی ہے کہ اپنے آپ کو خود منوا لیتی ہے"...... عمران نے جواب دیا اور اس بار سب بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"عمران صاحب آپ کی اس بات سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ چمولی بھی درست نام نہیں ہے پھر"...... کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں یہ کوڈ بنایا ہی اس لئے گیا ہے کہ اگر کوئی یہ مخصوص کوڈ جانتا بھی ہو تو وہ بھی چمولی میں ٹکریں مارتا پھرے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر اصل جگہ کہاں ہے ۔آخر آپ وہاں جا رہے ہیں تو لامحالہ آپ نے کوئی منزل تو ذہن میں رکھی ہی ہو گی"...... کیپٹن شکیل نے

بجائے زچ ہونے کے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" ظاہر ہے میں نے تو ذہن میں منزل رکھی ہوئی ہے۔ ویسے ایک بات ہے کہ میں بھی چمولی کے چکر میں پھنس جاتا لیکن جب میں نے شاگل کے لہجے میں وزیراعظم سے بات کی تو وزیراعظم نے ایک اشارہ دے دیا کہ وہاں جنگلی وحشی قبیلے آباد ہیں اور یہ مجھے معلوم ہے کہ کافرستان میں صرف ایک علاقہ ایسا ہے جہاں یہ وحشی قبیلے اب بھی آباد ہیں اور یہ سارا علاقہ کافرستان ناپال کی سرحد پر واقع کوہ ہمالیہ کی انتہائی دشوار گزار پہاڑیوں میں ہے۔ اس بڑے علاقے کا نام سرسار ہے۔ اسے عام طور پر سلسلہ سرسار کہتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک پہاڑی البتہ ایسی ہے جس کا نام ملچوئی ہے۔ یہ پہاڑی فیض آباد سے تقریباً ڈیڑھ سو کلو میٹر دور انتہائی گھنے جنگل کے اندر ہے"...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ تو یہ بات ہے۔ یعنی ملچوئی کو چمولی بنا دیا گیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" ہاں اور یہ بھی بتا دوں کہ یہ ملچوئی انتہائی دشوار گزار علاقہ ہے۔ وہاں تک جانے کے لئے ہمیں خصوصی انتظامات کرنے ہوں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوئی اچانک کاک پٹ کا دروازہ کھلا اور سیکنڈ پائلٹ دروازے سے نکل کر ان کی طرف آیا۔

" کیپٹن صاحب آپ کو کاک پٹ میں یاد کر رہے ہیں جناب ایک

اہم بات کرنی ہے"...... سیکنڈ پائلٹ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اچھا کہیں راستہ تو نہیں بھٹک گیا تمہارا کیپٹن"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سیکنڈ پائلٹ بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران کاک پٹ میں پہنچ کر پائلٹ کے ساتھ سیکنڈ پائلٹ کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

" یس کیپٹن"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا آپ غیر ملکی ایجنٹ ہیں"...... کیپٹن نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" غیر ملکی ایجنٹ کیا مطلب۔ کیا آپ کی کمپنی نے ہمارے کاغذات چیک نہیں کئے"...... عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

" آپ میں سے کسی صاحب کا نام عمران بھی ہے"...... پائلٹ نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" آپ کو یہ سب باتیں کس نے بتائی ہیں۔ آپ پلیز ذرا کھل کر بات کریں"...... عمران نے کہا۔

" مجھے ابھی ابھی اپنی کمپنی کی طرف سے کال آئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ہماری پرواز کے فوراً بعد ایک آدمی نے وہیں ایئر پورٹ پر پوچھ گچھ کی کاغذات دیکھے۔ منزل معلوم کی۔ میرا نام کمپنی کا نام وغیرہ معلوم کیا۔ اس آدمی نے بتایا کہ اس کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اور اس پرواز پر غیر ملکی ایجنٹ سفر کر رہے ہیں جن کے لیڈر کا نام عمران ہے لیکن ہماری کمپنی نے اس بات کی پرواہ نہ کی کیونکہ کافرستان میں

بے شمار پرائیویٹ ایئر کمپنیاں ہیں جو ہماری کمپنی کو نقصان پہنچانے کی غرض سے ایسی باتیں مختلف افراد سے کہلواتی رہتی ہیں ۔ لیکن پھر ایئر فورس ہیڈ کوارٹر سے کال آئی اور ہماری اس پرواز کے بارے میں پوچھا گیا کہ ہماری پرواز اس وقت کہاں ہے اور کس وقت نگینیہ کے ہوائی اڈے پر تیل لینے کے لئے اترے گی ۔ اس پر کمپنی کنفرم ہو گئی ۔ چنانچہ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ میں نگینیہ ایئر پورٹ پر لینڈ کرنے کے بعد کمپنی کے ہیڈ کوارٹر سے مزید اطلاع ملنے کے بعد ہی آگے سفر کروں میں نے سوچا کہ آپ سے پوچھ لوں کہ کیا واقعی ایسی بات ہے" ۔ کیپٹن نے کہا ۔

"اگر واقعی ایسی بات ہوتی کیپٹن تو آپ کیا کر لیتے" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں" ...... کیپٹن نے کہا ۔

"غیر ملکی ایجنٹوں کی مدد نہیں کی جاتی کیپٹن ان کا خاتمہ کیا جاتا ہے آپ بے فکر رہیں ۔ ہم نہ ہی غیر ملکی ایجنٹ ہیں اور نہ ہمارا غیر ملکی ایجنٹوں سے کوئی تعلق ہے ۔ ہم تو سیاح ہیں اور ہمارے کاغذات سو فیصد درست ہیں اور ہم انہیں درست ثابت بھی کر سکتے ہیں ۔ یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے جو جلد ہی دور ہو جائے گی ۔ آپ اطمینان سے جہاز چلائیں اور کسی قسم کی فکر مت کریں" ...... عمران نے پائلٹ کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا اس نے دیکھ لیا تھا کہ عمران کی بات سن کر پائلٹ کے چہرے پر

گہرے اطمینان کے تاثرات پھیل گئے تھے ۔

"ویسے ہمیں نگینیہ ایئر پورٹ تک پہنچنے میں کتنی دیر لگے گی" ۔ عمران نے بیرونی دروازے کی طرف مڑتے مڑتے رک کر پوچھا ۔

"ابھی نصف گھنٹے کی پرواز باقی ہے" ...... پائلٹ نے جواب دیا ۔

"اوکے" ...... عمران نے کہا اور مڑ کر کاک پٹ سے نکل کر اپنے ساتھیوں کی طرف آ گیا ۔

"کیا ہوا" ...... سب نے عمران کے چہرے پر سنجیدگی دیکھتے ہوئے کہا ۔

"ہمیں ٹریس کر لیا گیا ہے ۔ کیپٹن شکیل تم نے بتایا تھا کہ تمہارے پاس اس سارے علاقے کا نقشہ ہے ۔ ذرا دکھاؤ مجھے" ۔ عمران نے واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی میپ بک عمران کی طرف بڑھا دی ۔ عمران نے اسے لیا اور پھر کھول کر اسے دیکھنے لگا ۔ سب ساتھیوں کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی ۔ عمران کافی دیر تک بک کے مختلف صفحے پلٹتا رہا ۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے بک بند کر دی ۔

"اور کوئی صورت نہیں ہے سوائے کریش لینڈنگ کے" ۔ عمران نے کہا تو سب ساتھی چونک پڑے ۔

"ہوا کیا ہے ۔ کچھ بتاؤ گے بھی سہی" ...... جولیا نے کہا ۔

"ہمارے جہاز نے آدھے گھنٹے کی پرواز کے بعد نگینیہ میں اترنا ہے تاکہ وہاں سے تیل لے کر دوبارہ پرواز کر کے فیض آباد پہنچے لیکن

سیکرٹ سروس نے ہمیں ٹریس کر لیا ہے اور اس نے ایئر فورس سے رابطہ کیا ہے۔ ایئر فورس نے پرواز کے نگینیہ پہنچنے کے وقت کو کمپنی سے کنفرم کیا ہے اور کمپنی نے اپنے پائلٹ کو ہوشیار کیا ہے اور پائلٹ نے اپنی سادگی یا حماقت کی وجہ سے ہمیں ساری بات بتا دی ہے۔ میں اسے سادگی یا حماقت اس لئے کہہ رہا ہوں کہ جب اسے بتا دیا گیا کہ اس کے جہاز میں غیر ملکی ایجنٹ ہیں تو اس نے اپنے طور پر ہمیں بے بس کرنے کا پروگرام بنایا۔ مجھے معلوم ہے کہ پرائیویٹ کمپنیوں کے چارٹرڈ جہازوں کو ہائی جیکنگ سے بچانے کے لئے خصوصی انتظامات کئے جاتے ہیں۔ ان انتظامات میں کاک پٹ کے دروازے کا جام ہو جانا۔ بے ہوش یا بے حس کر دینے والی گیس کا مسافروں والے حصے میں اچانک فائر کرنا یا بے ہوش کر دینے والی ریز فائر کرنا۔ بہت سے طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اگر پائلٹ اچانک ایسا کر دیتا تو یقیناً ہم بے بس ہو جاتے لیکن اس نے پہلے ہم سے کنفرم کرنے کی کوشش کی اور اس نے مجھے یہ کہہ کر چکر دینے کی کوشش کی کہ اگر ہم واقعی غیر ملکی ایجنٹ ہیں تو وہ ہماری مدد کرنا چاہتا ہے لیکن میں نے اسے تسلی دے دی ہے کہ یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے ہم ایسے نہیں ہیں۔ میں چاہتا تو وہیں اس سے اور سیکنڈ پائلٹ دونوں سے نمٹ کر جہاز پر قبضہ کر لیتا لیکن میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ جہاز میں موجود تیل کی پوزیشن کے لحاظ سے جہاز کو نگینیہ ایئر پورٹ کے علاوہ اور کسی قریبی اڈے پر اتارا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اب میں نے چیک کر لیا ہے کہ نگینیہ کے

علاوہ اور کوئی قریبی اڈہ ہی نہیں ہے اس لئے اب ہمیں کریش لینڈنگ کرنی پڑے گی"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسا ہے عمران صاحب تو پھر ہمیں فوری ایکشن لے لینا چاہئے"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں ورنہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ایئر فورس کے طیارے ہمیں گھیر لیں۔ میرا خیال ہے کہ ابھی وہ لوگ ہمارے متعلق پوری طرح کنفرم نہیں ہوئے ورنہ وہ اس طیارے کو ہی میزائل مار کر اڑا دیتے۔ یہ ان کے لئے زیادہ آسان بات ہوتی"...... جولیا نے کہا۔

"لیکن طیارہ اس وقت پہاڑی علاقے میں داخل ہو چکا ہے۔ گو ابھی اس سلسلے میں پہاڑی ٹیلے ہیں پہاڑ نہیں آئے لیکن یہ ہیلی کاپٹر نہیں طیارہ ہے اس لئے اس کی کریش لینڈنگ کے لئے ہمیں خصوصی پہاڑ تلاش کرنا پڑے گا اور جہاں تک میرا خیال ہے ایئر فورس والے اب راڈار پر ہمیں باقاعدہ چیک کر رہے ہوں گے اور جیسے ہی طیارے نے روٹ تبدیل کیا وہ اسے اڑوانے کا بھی فیصلہ کر سکتے ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں ایمرجنسی پیرا شوٹ تو ہوں گے۔ کیا ہم طیارے سے کود نہیں سکتے"...... صالحہ نے کہا۔

"دن کا وقت ہے۔ وہ اس سارے علاقے کو گھیر لیں گے اور پھر ہم مارے جائیں گے"...... عمران نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اطمینان سے نگینیہ ایئر پورٹ تک چلے جانا

چاہیئے ۔ وہاں لامحالہ یہ لوگ ہمیں گرفتار کریں گے وہاں ان سے آسانی سے نمٹ لیا جائے گا"...... اس بار تنویر نے کہا۔

" ان حالات میں تنویر کی رائے درست ہے ۔ ہم وہاں سے زیادہ آسانی سے نکل جائیں گے اور فاصلہ بھی طے ہو جائے گا ۔ ٹھیک ہے اب آپ لوگ بہرحال ہوشیار رہیں گے"...... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو تنویر کے چہرے پر فاخرانہ مسکراہٹ تیرنے لگ گئی۔

" وہ لوگ ہمیں دیکھتے ہی گولی سے نہ اڑا دیں ۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ طیارے کے اندر آکر ہمیں گرفتار کریں اور پھر باہر نکال کر گولی مار دیں"...... صالحہ نے کہا۔

" موت زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے مس صالحہ ۔ اس لئے بے فکر رہو جو لمحہ ہمارے لئے لکھا گیا ہے اس سے پہلے موت خود ہماری زندگی کی حفاظت کرے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ تھوڑی دیر بعد پائلٹ کی طرف سے اعلان ہونے لگ گیا کہ جہاز دس منٹ بعد نگینیہ ایئر پورٹ پر اترنے والا ہے اس لئے سب بیلٹس باندھ لیں۔

" بیلٹس باندھنے کو محاورتاً کمریں کس لینا ہی کہتے ہیں اس لئے کمریں کس لو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

" کیا ہم فوراً جہاز سے باہر چلے جائیں گے"...... صفدر نے پوچھا۔

" نہیں جہاز نے یہاں صرف تیل لینے کے لئے اترنا ہے اس لئے ہم

جہاز کے اندر ہی رہیں گے ہاں اگر ہمیں گرفتار کر کے باہر لے جایا گیا یا کسی اور بہانے سے تو پھر ہم اسی طرح اطمینان سے باہر جائیں گے ۔ ہماری کوشش بہرحال یہی ہو گی کہ ہم آخری لمحے تک انہیں یقین دلاتے رہیں کہ ہم غیر ملکی ایجنٹ نہیں ہیں"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔ دس منٹ بعد جہاز ایک چھوٹے سے ایئر پورٹ پر اتر گیا۔

" آپ لوگ اگر باہر جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں ۔ ہمیں یہاں تیل لینے کے لئے ایک گھنٹہ رکنا ہو گا"...... پائلٹ کی طرف سے اعلان کیا گیا۔

" او کے آؤ ساتھیو ۔ ایک گھنٹہ یہاں بور ہونے سے بہتر ہے باہر کی سیر کی جائے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھی جو بیلٹیں کھول چکے تھے اٹھ کھڑے ہوئے ۔ تھوڑی دیر بعد جہاز کا دروازہ کھل گیا اور باہر سیڑھی لگا دی گئی ۔ وہ سب ایک ایک کر کے جہاز سے نیچے اتر گئے ۔ یہ ایک چھوٹا سا ایئر پورٹ تھا ۔ تقریباً چاروں سائیڈوں پر ہی چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں نظر آ رہی تھیں لیکن ان کی بلندی زیادہ نہ تھی ۔ یہ ساری پہاڑیاں خشک اور بنجر تھیں ۔ ایک طرف ایئر پورٹ ٹرمینل اور ساتھ ہی ایک چھوٹی سی عمارت تھی ۔ طیارہ اس عمارت کے قریب ہی رکا تھا اس لئے جہاز سے نیچے اتر کر وہ اطمینان سے چلتے ہوئے عمارت کی طرف بڑھ گئے ۔ عمارت کے پہلے ہال میں صرف چند افراد ہی نظر آ رہے تھے ۔ ابھی وہ ہال کے درمیان پہنچے ہی تھے کہ اچانک ہال کی دائیں دیوار میں

موجود بند دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد بھاری چہرے والا باوردی کرنل ہال میں داخل ہوا۔ اس کے پیچھے دو کیپٹن تھے لیکن یہ عام فوجی تھے ایئر فورس کے آدمی نہ تھے۔ دوسرے لمحے اردگرد سے جیسے فوجی ابل سے پڑے۔ تقریباً ڈیڑھ سو کے قریب فوجی ہاتھوں میں جدید مشین گنیں سنبھالے اندر آئے اور انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا گیا۔

" یہ سب کیا ہے "....... عمران نے حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" میرا نام کرنل راؤ ہے اور میرا تعلق نگینیہ چھاؤنی سے ہے۔ آپ سب حراست میں ہیں۔ اگر آپ نے معمولی سی بھی غلط حرکت کی تو ہمیں بہرحال اجازت ہے کہ آپ کو گولی مار دی جائے "....... اس کرنل نے بڑے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کس جرم میں کرنل راؤ آپ تو مجھے خاصے سنجیدہ اور تجربہ کار آفیسر نظر آرہے ہیں "....... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اعلیٰ افسران کا حکم ہے۔ مزید ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے۔ آیئے آپ کو ہمارے ساتھ چھاؤنی چلنا ہوگا "....... کرنل راؤ نے جواب دیا اور واپس بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" ٹھیک ہے ہم اپنے سفر نامے میں نگینیہ چھاؤنی کی سیاحت پر بھی باقاعدہ باب لکھ دیں گے آؤ "....... عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر وہ فوجیوں کے گھیرے میں بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ ایئرپورٹ سے باہر چار فوجی ٹرک ایک فوجی ویگن اور ایک جیپ

موجود تھی عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس ویگن میں بٹھایا گیا۔ ان کے ساتھ دو مسلح فوجی بیٹھ گئے۔ جب کہ دونوں کیپٹن اور کرنل جیپ میں سوار ہو گئے اور باقی فوجی ٹرکوں میں بیٹھ گئے۔ اس طرح یہ قافلہ ایئرپورٹ سے روانہ ہو گیا۔ سب سے آگے جیپ تھی۔ اس کے پیچھے ویگن اور اس کے پیچھے ملٹری کے ٹرک۔

" یہاں سے چھاؤنی کتنے فاصلے پر ہے "....... عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے فوجی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" دس بارہ میل ہے "....... فوجی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر مخصوص انداز میں سر کو جھٹکا اور ڈرائیور کے قریب بیٹھا ہوا تنویر اور زیادہ قریب کھسک گیا اور پھر جیسے ہی یہ قافلہ ایک موڑ مڑا اچانک عمران اور صفدر دونوں نے فوجی سپاہیوں کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی گنیں ان سے جھپٹ لیں اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے دونوں ہی چیختے ہوئے نیچے فرش پر جا گرے۔ ادھر تنویر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور فوجی ڈرائیور بری طرح چیختا ہوا آگے کی طرف جھکا اور تنویر نے سٹیرنگ پکڑ لیا۔ صالحہ نے بجلی کی سی تیزی سے فوجی کو گھسیٹ کر سیٹ سے نیچے ڈالا اور تنویر نے اس کی سیٹ سنبھال لی۔ ڈرائیور کی گردن ٹوٹ چکی تھی اور یہی حال عقبی طرف بیٹھے ہوئے دونوں فوجیوں کا ہوا تھا۔ عمران اور صفدر نے ان کے ہاتھوں سے گنیں چھینتے ہوئے ان کی گردنوں پر وار کیا تھا اور دونوں

چیختے ہوئے نیچے گرے تھے اور صرف چند لمحے ہی تڑپ سکے تھے۔

"صفدر تم نے سامنے جیپ کے دونوں عقبی ٹائر برسٹ کرنے ہیں اور میں عقبی ٹرک کے سامنے والے دونوں ٹائر برسٹ کروں گا اور تنویر جیسے ہی فائرنگ ہو تم نے ویگن کو بجلی کی سی تیزی سے چکر دے کر واپس لے جانا ہے۔ جب تک یہ لوگ سنبھلیں ہم ان کی گنوں کی رینج سے نکل جانا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا اور پھر تیزی سے وہ ویگن کے عقبی دروازے کے قریب آگیا۔ جب کہ صفدر اٹھ کر سامنے کے رخ کی طرف بڑھ گیا۔

"فائر"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی ویگن کے آگے اور پیچھے خوفناک دھماکے ہوئے اس کے ساتھ ہی ویگن کسی لٹو کی طرح گھومی اور دوسرے لمحے بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے عقبی ٹرک کی سائیڈ سے نکل کر واپس ایئر پورٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ٹرک اچانک ٹائر برسٹ ہونے کی وجہ سے دائیں طرف کو گھوم کر سڑک سے نیچے اتر گیا تھا اس لئے سڑک ایک لحاظ سے خالی ہو گئی تھی۔ ان کے عقب میں فائرنگ ہوئی لیکن تب تک ویگن فائرنگ رینج سے باہر پہنچ چکی تھی اور پھر دس منٹ کی تیز ڈرائیونگ کے بعد وہ ایئر پورٹ کی حدود میں داخل ہو گئے۔

"ایئر پورٹ پر میں نے ایک ہیلی کاپٹر کو دیکھا تھا ہم نے اس پر قبضہ کرنا ہے۔ جو روکنے کی کوشش کرے گولی سے اڑا دینا لیکن بلا ضرورت قتل وغارت کی ضرورت نہیں ہے"...... عمران نے کہا اور

اس کے ساتھ ہی ویگن ایئر پورٹ کی عمارت کے سامنے رکی اور وہ سب اچھل کر نیچے اترے اور پھر دوڑتے ہوئے ایئر پورٹ کی عمارت میں داخل ہو گئے۔ ان کا رخ رن وے کی طرف تھا۔ گیٹ پر موجود مسلح دربانوں نے انہیں دیکھتے ہی گنیں سیدھی کرنا چاہیں لیکن دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی انسانی چیخیں سنائی دیں اور دربان چیختے ہوئے نیچے گرے ہی تھے کہ کیپٹن شکیل جولیا اور صالحہ نے جھپٹ کر ان کے ہاتھوں سے گرتی ہوئی مشین گنیں جھپٹ لیں اور دوسرے لمحے وہ سب دوڑتے ہوئے رن وے میں داخل ہوئے۔ اسی لمحے انہیں فضا میں ایئر فورس کا ایک گن شپ ہیلی کاپٹر دور سے آتا ہوا دکھائی دیا۔

"سائیڈوں میں ہو جاؤ۔ عقب کا خیال رکھو۔ اگر یہ گن شپ ہیلی کاپٹر یہاں اترے تو ہم نے اس پر قبضہ کرنا ہے"...... عمران نے چیخ کر کہا اور وہ سب سائیڈوں پر ہوتے چلے گئے لیکن گن شپ ہیلی کاپٹر بجلی کی سی تیزی سے اڑتا ہوا ان کے سروں سے گزر کر آگے بڑھتا چلا گیا۔

"آؤ وہ ہیلی کاپٹر موجود ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اس ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ پڑے۔ ان کو لے آنے والا طیارہ بھی وہاں موجود تھا لیکن وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے ایئر پورٹ کی عمارت کی طرف سے ان پر نہ ہی کوئی فائر کیا گیا تھا اور نہ ہی کوئی آدمی ان کے عقب میں آیا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے قریب کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

"پہلے مجھے چیک کرنے دو اس میں تیل بھی ہے یا نہیں اور یہ ورکنگ آرڈر میں بھی ہے یا نہیں"....... عمران نے کہا اور اچھل کر ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گیا۔ پائلٹ سیٹ پر بیٹھ کر اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے۔

"آجاؤ۔ آجاؤ۔ یہ بالکل او کے ہے"....... عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھی تیزی سے اس پر سوار ہونے لگے عمران نے اس کا انجن آن کر دیا تھا اور جیسے ہی اس کے ساتھی ہیلی کاپٹر پر بیٹھے۔ ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں اٹھتا چلا گیا لیکن نہ ہی ٹرمینل سے کسی نے ان سے رابطہ کیا اور نہ ان کے پیچھے کوئی آیا۔ عمران ہیلی کاپٹر کو کافی بلندی پر لے آیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کا رخ جنوب کی طرف موڑا اور پھر اسے پوری رفتار سے اڑاتا چلا گیا۔

"کیا ہمارا تعاقب نہیں کیا جائے گا"....... عمران کے ساتھ بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔

"بالکل کیا جائے گا لیکن تب تک ہم ایک اور بڑے شہر مالتی کے نواح میں پہنچ چکے ہوں گے اور پھر وہاں سے نکلنا ہمارے لئے آسان ہو گا"....... عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تقریباً دس منٹ کی تیز ترین پرواز کے بعد اچانک ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو کون ہیلی کاپٹر کو پائلٹ کر رہا ہے اوور"....... ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"پائلٹ ہی کر سکتا ہے۔ اب کوچوان تو ہیلی کاپٹر چلانے سے رہا اوور"....... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"فوراً ہیلی کاپٹر کو واپس نگینیہ ایئر پورٹ پر لے آؤ۔ ورنہ ہیلی کاپٹر ہٹ کر دیا جائے گا فوراً موڑو اسے اوور"....... دوسری طرف سے چیختے ہوئے کہا گیا۔

"آپ کہاں بیٹھ کر یہ نادر شاہی احکامات جاری کر رہے ہیں جناب اوور"....... عمران نے کہا۔

"ایئر پورٹ ٹرمینل سے۔ جلدی واپس آؤ اوور"....... دوسری طرف سے اسی طرح چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ کو گھر سے سوتے ہوئے اٹھا کر لایا گیا ہے۔ کیا نام ہے آپ کا اوور"....... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں کہہ رہا ہوں ہیلی کاپٹر کو واپس لے آؤ ورنہ ایئر فورس کے گن شپ ہیلی کاپٹر تمہیں گھیر لیں گے اور پھر تم ہٹ کر دیئے جاؤ گے اوور"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آپ شاید ابھی تک نیند میں ہیں اور خواب دیکھ رہے ہیں۔ نگینیہ کے ارد گرد ایئر فورس کا اڈہ نہیں ہے اور اگر ہو بھی سہی تو ہمیں تو خود گن شپ ہیلی کاپٹر کی سخت ضرورت ہے۔ بلکہ ایسا کرو ایک گن شپ ہیلی کاپٹر بھجوا ہی دو۔ تمہاری بڑی مہربانی ہو گی اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر ہیلی کاپٹر کی

بلندی کم کرنی شروع کر دی۔

"مالتی آگیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں لیکن عمران نے اس کی طرف توجہ ہی نہ دی۔ کافی دیر تک ٹوں ٹوں کی آوازیں آتی رہیں پھر خاموشی چھا گئی۔ تھوڑی دیر بعد ایک خاصے بڑے شہر کے آثار انہیں نظر آنے لگ گئے۔ عمران نے اب بلندی کافی کم کر دی تھی اور تھوڑی دیر بعد اس نے ایک کھلے میدان کے کنارے ہیلی کاپٹر اتار دیا۔

"آؤ جلدی اسلحہ یہیں چھوڑ دو۔ جلدی کرو"...... عمران نے کہا اور اچھل کر نیچے اتر گیا۔ اس کے ساتھیوں نے اس کی پیروی کی اور پھر وہ اس میدان سے نکل کر ایک کالونی کے علاقے میں داخل ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ کر کال بیل کے بٹن کو پریس کیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک مقامی نوجوان باہر آگیا۔

"سدھا رام سے کہو ناٹران کے مہمان آئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ آیئے جناب وہ تو صبح سے آپ کے منتظر ہیں"...... نوجوان نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور عمران اپنے ساتھیوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے کوٹھی میں داخل ہو گیا۔ پورچ میں ایک سفید رنگ کی لیکن خاصے پرانے ماڈل کی کار موجود تھی۔ ابھی وہ پورچ

تک پہنچے تھے کہ برآمدے میں ایک لمبے قد کا نوجوان نکل آیا۔

"باس یہ ناٹران کے مہمان ہیں"...... دروازے پر آنے والے نوجوان نے کہا تو وہ چونک پڑا۔

"اوہ اوہ آپ آیئے۔ اندر آجایئے"...... اس نوجوان نے کہا اور تیزی سے مڑ گیا۔

"تمہارا نام سدھا رام ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں میرا نام ہے۔ مجھے ناٹران صاحب نے کل فون کر کے کہا تھا کہ اگر مہمان آئیں تو ان کے احکامات کی تعمیل کرنی ہے"۔ سدھا رام نے ایک کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ہمیں فوری طور پر ایک خفیہ اڈہ۔ میک اپ کا سامان اور نئے لباس چاہئیں۔ ہمارے پیچھے نگینیہ چھاؤنی کے فوجی، سیکرٹ سروس اور ایئر فورس لگی ہوئی ہے اور ہم نے قریبی میدان میں ایئر پورٹ سے اڑایا ہوا ہیلی کاپٹر اتارا ہے اور یہ جگہ وہاں سے بالکل قریب ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ آپ بے فکر رہیں۔ آپ اب بالکل محفوظ ہاتھوں میں ہیں۔ آیئے میرے ساتھ۔ میں آپ کو ایک ایسی جگہ پہنچا دیتا ہوں جہاں سب کچھ موجود ہے اور جگہ بھی انتہائی محفوظ ہے"...... سدھا رام نے واپس دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"کیا ہمیں کار میں جانا ہو گا یا پیدل"...... عمران نے کہا۔

"باہر میری کار موجود ہے جناب ہم نے شہر سے باہر جانا ہے"۔

سدھارام نے کہا۔

" لیکن اس ایک کار میں تو ہم سب نہیں آسکتے"۔عمران نے کہا۔

" اوہ ایک کار عقبی طرف بھی موجود ہے۔آیئے"...... سدھا رام نے کہا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔

" گوشن میں مہمانوں کے ساتھ شہر سے باہر جا رہا ہوں ۔ کوئی پوچھنے آئے تو خیال رکھنا یہاں کوئی نہیں آیا"...... سدھا رام نے برآمدے میں موجود اپنے ملازم سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس باس"...... ملازم نے جس کا نام گوشن تھا جواب دیا۔

" عقبی طرف کھڑی کار بھی لے آؤ جلدی کرو"...... سدھا رام نے کہا اور گوشن دوڑتا ہوا سائیڈ گلی کی طرف بڑھ گیا۔چند لمحوں بعد ایک اور پرانے ماڈل کی کار کھڑکھڑاتی ہوئی اس چوڑی سائیڈ گلی سے سامنے آگئی۔

" جناب ان پرانی کاروں پر کسی کی توجہ نہیں جاتی"...... سدھا رام نے کہا تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کاروں میں سوار کوٹھی سے نکلے اور دائیں طرف کو مڑ گئے۔پہلی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر سدھارام تھا۔جب کہ عمران اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی سیٹ پر جولیا اور صالحہ تھیں جب کہ دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر تھا۔سائیڈ پر تنویر بیٹھا ہوا تھا اور عقبی سیٹ پر کیپٹن شکیل موجود تھا۔دونوں کاریں تیزی سے مختلف سڑکوں سے گزرتی چلی جا رہی تھیں ۔ پھر وہ شہر سے باہر جانے والی سڑک پر آگئے۔

کچھ باہر آنے کے بعد سدھارام نے ایک سائیڈ روڈ پر کار موڑ دی اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک فارم ہاؤس میں پہنچ گئے ۔ فارم ہاؤس کا پھاٹک بند تھا۔سدھارام نے کار گیٹ کے سامنے روکی اور مخصوص انداز میں ہارن دیا۔تو چند لمحوں بعد ایک نوجوان پھاٹک کھول کر باہر آگیا۔

" پھاٹک کھولو سواڈو"...... سدھارام نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے کہا اور نوجوان تیزی سے واپس مڑ گیا۔چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور سدھارام کار اندر لے گیا۔اس کے پیچھے صفدر بھی کار اندر لے گیا۔یہ ایک پرانا زرعی فارم تھا۔

" یہ میرا ہیڈ کوارٹر ہے جناب۔یہاں آپ کے مطلب کی ہر چیز موجود ہے جناب"...... سدھارام نے کار سے اتر کر عمران کے ساتھ عمارت میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"یہاں لانگ رینج ٹرانسمیٹر ہوگا"...... عمران نے کہا۔

" یس سر بالکل ہے۔آیئے"...... سدھارام نے کہا اور عمران سرہلاتا ہوا اس کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک وسیع وعریض تہہ خانے میں پہنچ گئے۔جہاں واقعی ضرورت کی ہر چیز موجود تھی ۔

" یہاں جناب دو بالکل نئی کاریں اور دو نئی جیپیں بھی موجود ہیں"...... سدھا رام نے ایک الماری کھول کر اس میں سے ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا اور ٹرانسمیٹر سدھارام سے لے کر اس نے اس پر ناٹران کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن آن کر

دیا۔ وہ کرسی پر بیٹھ گیا تھا جب کہ اس کے سارے ساتھی تہہ خانے میں خاموش کھڑے ہوئے تھے۔

"ہیلو ہیلو اے اے کالنگ اوور"...... عمران نے کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس این ٹی اٹنڈنگ اوور"...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"ہمیں ایم پہنچا پڑا ہے این ٹی۔ تمہارے آدمی نے ہمارے ساتھ مکمل تعاون کیا ہے لیکن اب ہم نے فوری طور پر ایف پہنچنا ہے اور ہمارے بزنس پارٹنرز بھی ہمیں چیک کر رہے ہیں اوور"...... عمران نے کہا۔

"ہیلو ایس آر کیا تم میری کال سن رہے ہو اوور"...... دوسری طرف سے ناٹران نے کہا۔

"یس باس اوور"...... سدھارام نے چونک کر کہا۔

"میرے بزنس پارٹنرز کو سپیشل وے پر میرے پاس بھجوا دو۔ خیال رکھنا انہیں کوئی تکلیف نہ ہو اوور"...... ناٹران نے کہا۔

"یس باس اوور"...... سدھارام نے جواب دیا۔

"اے اے صاحب آپ ایس آر پر اعتماد رکھیں یہ میرا بااعتماد بزنس ڈیلر ہے آپ قطعی بے فکر رہیں۔ میں نے یہاں سپیشل میٹنگ کے لئے خصوصی انتظامات کر لئے ہیں اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ سپیشل وے کیا ہے"...... عمران نے سدھارام سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"آپ نے فیض آباد جانا ہے ناں"...... سدھارام نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مالتی سے روزانہ ایک ٹرین فیض آباد جاتی ہے۔ تقریباً بارہ گھنٹوں کا سفر ہے۔ اس پر آپ آسانی سے فیض آباد پہنچ جائیں گے"...... سدھارام نے کہا۔

"لیکن میں نے تمہیں بتایا ہے کہ ہمارے پیچھے کون لوگ ہیں۔ کیا وہ احمق ہیں کہ وہ ٹرین کو چیک ہی نہ کریں گے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جناب ٹرین کے ساتھ پولیس گارد ہوتی ہے۔ کیونکہ تمام سفر پہاڑی ہے اور راستے میں ڈاکوؤں کا خطرہ بھی ہوتا ہے۔ آپ کی ساتھی خواتین کو تو عام خواتین کے ڈبے میں پہنچا دیا جائے گا۔ جب کہ آپ پولیس کی یونیفارم میں پولیس کے ڈبے میں موجود رہیں گے اس طرح وہ لاکھ چیکنگ کر لیں۔ آپ کو کوئی خطرہ نہیں رہے گا"۔ سدھا رام نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا پولیس کے آدمیوں کو اغوا کرنا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"جی نہیں کچھ نہیں کرنا ہو گا۔ یہاں مالتی میں سدھارام جو چاہے ویسا ہی ہوتا ہے۔ آپ کچھ دیر آرام کر لیں میں آپ کے قدوقامت کے پولیس مینوں کو یہاں لے آتا ہوں۔ آپ ان سے ان کے نام تفصیلات

وغیرہ پوچھ لیں ۔ پھر ان کا میک اپ کر لیں اور یونیفارم پہن لیں پھر آپ کو ریلوے پولیس جیپ میں ہی یہاں سے سٹیشن پہنچا دیا جائے گا اور بس ۔ رات کو آٹھ بجے گاڑی یہاں سے چلتی ہے اور دوسرے روز دس بجے فیض آباد پہنچ جاتی ہے ۔ آپ بے فکر رہیں کسی طرح بھی آپ پر کوئی شک نہیں کرے گا"...... سدھارام نے کہا۔

" او کے ٹھیک ہے اس سے بہتر اور کوئی صورت بھی نہیں ہے"...... عمران نے کہا تو سدھارام نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہاں آپ کی ضرورت کی ہر چیز موجود ہے ۔ کار میں واپس لے جاؤں گا ۔ سواڈو دوسری کار میرے ساتھ لے جائے گا اس کے بعد میں اور سواڈو ریلوے پولیس جیپ میں آئیں گے تقریباً دو گھنٹے بعد"۔ سدھارام نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پرائم منسٹر ہاؤس کے خصوصی میٹنگ ہال میں پاور ایجنسی کی مادام ریکھا ۔ ملٹری انٹیلی جنس کے نئے سربراہ کرنل جوشی ۔ نادرن سکاؤٹس کے سربراہ کرنل بھنڈر کے ساتھ ساتھ سیکرٹری دفاع ۔ ایئر فورس کے ایئر وائس مارشل درشن سنگھ بیٹھے ہوئے تھے ۔ ابھی پرائم منسٹر تشریف نہ لائے تھے اس لئے وہ سب آپس میں اس میٹنگ کے بارے میں بات چیت میں مصروف تھے لیکن ان میں سے کسی کو بھی اس میٹنگ کے اصل مقصد کے بارے میں علم نہ تھا ۔ ان سب کو صرف میٹنگ اور اس میں شرکت کی اطلاع دی گئی تھی اور وہ دیئے گئے وقت کے مطابق یہاں پہنچ گئے تھے ۔ پھر اندرونی دروازہ کھلا اور پرائم منسٹر صاحب اندر داخل ہوئے ۔ وہ سب ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ۔ مادام ریکھا نے انہیں سلام کیا جب کہ باقی سب چونکہ فوجی تھے اس لئے انہوں نے پروٹوکول کے مطابق انہیں باری باری

سیلوٹ کیا اور پرائم منسٹر سر ہلاتے ہوئے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔

" سیکرٹ سروس کے چیف مسٹر شاگل نہیں آئے ابھی تک "۔ پرائم منسٹر نے سب کو باری باری دیکھتے ہوئے کہا۔

" وہ تو جناب ایک گن شپ ہیلی کاپٹر لے کر نگینہ چھاؤنی گئے ہیں "...... ایئر وائس مارشل درشن سنگھ نے کہا تو پرائم منسٹر کے ساتھ ساتھ میٹنگ میں موجود ہر شخص بے اختیار چونک پڑا۔

" گن شپ ہیلی کاپٹر پر نگینہ چھاؤنی گئے ہیں کیا مطلب "...... پرائم منسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جناب انہوں نے مجھے فون کیا کہ چند پاکیشیائی انتہائی خطرناک ایجنٹ ایک چارٹرڈ طیارے سے نگینہ ایئر پورٹ پر اترنے کے لئے جا رہے ہیں اور وہ خود بھی وہاں پہنچنا چاہتے ہیں اس لئے میں ان کے لئے ایک تیز رفتار جنگی طیارے کا بندوبست کر دوں لیکن میں نے انہیں بتایا کہ نگینہ ایئر پورٹ تو بہت چھوٹا سا ہے وہاں کوئی جنگی طیارہ اتر ہی نہیں سکتا۔ البتہ وہ گن شپ ہیلی کاپٹر پر جا سکتے ہیں۔ اس پر میں نے ایئر فورس کے ایئر بیس پر ایک گن شپ ہیلی کاپٹر کو پرواز کے لئے تیار رہنے کا حکم دے دیا اور ساتھ ہی اپنے عملے سے کہا کہ وہ چارٹرڈ ایئر پورٹ سے معلومات حاصل کریں کہ وہ چارٹرڈ طیارہ جو ان پاکیشیائی خطرناک ایجنٹوں کو لے جا رہا ہے اس کی کیا پوزیشن ہے۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ جناب شاگل گن شپ ہیلی کاپٹر لے کر نگینہ روانہ ہو گئے

میں اور چارٹرڈ طیارہ ابھی نگینہ ایئر پورٹ پر نہیں اترا۔ بس جناب اس کے بعد کا مجھے علم نہیں ہے "...... ایئر وائس مارشل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ پرائم منسٹر کے سامنے رکھے ہوئے خصوصی فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی اور پرائم منسٹر نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس "...... پرائم منسٹر نے تحکمانہ لہجے میں کہا پھر وہ دوسری طرف کی بات سنتے رہے۔

" ٹھیک ہے انہیں بھجوا دیں "...... پرائم منسٹر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" مسٹر شاگل آئے ہیں۔ چونکہ میٹنگ شروع ہو چکی تھی اس لئے انہوں نے میٹنگ میں آمد کی اجازت مانگی تھی "...... پرائم منسٹر نے فون کال کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" جناب کیا یہاں پاکیشیائی ایجنٹ کام کر رہے ہیں "...... مادام ریکھا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" ہاں "...... پرائم منسٹر نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کس مشن پر جناب۔ مجھے تو اس سلسلے میں کوئی اطلاع ملی نہیں ہے "...... مادام ریکھا نے کہا۔

" کیا یہ ضروری ہے کہ آپ کو ہر معاملے میں باقاعدہ اطلاع دی جائے "...... پرائم منسٹر نے تلخ لہجے میں کہا۔

" اوہ نو سوری سر۔ دراصل میں "...... مادام ریکھا نے بوکھلائے

ہوئے سے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ فقرہ مکمل کرتی میٹنگ ہال کا دروازہ کھلا اور شاگل اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔ اس نے پرائم منسٹر کو سلام کیا اور پھر خاموشی سے درشن سنگھ کے ساتھ پڑی ہوئی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

" ہمیں ایئر وائس مارشل درشن سنگھ صاحب نے بتایا ہے کہ آپ گن شپ ہیلی کاپٹر پر پاکیشیائی ایجنٹوں کے تعاقب میں گئے تھے۔ پھر کیا ہوا"...... پرائم منسٹر صاحب کا لہجہ تلخ تھا۔

" نگینہ چھاونی کے کمانڈر کرنل راؤ کی حماقت کی وجہ سے وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ میں ان کا مزید تعاقب کرتا اور انہیں تلاش کرنے کے لئے کام کرتا لیکن چونکہ اس خصوصی میٹنگ میں شمولیت کا حکم تھا اس لئے مجھے واپس آنا پڑا"۔ شاگل نے جواب دیا۔

" پوری تفصیل بتائیں۔ یہ خصوصی میٹنگ اس سلسلے میں ہی بلائی گئی ہے۔ صدر مملکت نے اس سلسلے میں مجھے خصوصی بریفنگ دی ہے"...... پرائم منسٹر نے اور زیادہ تلخ لہجے میں کہا۔

" جناب جیسا کہ آپ کو سابقہ باتوں کا علم ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی میرے اڈے سے فرار ہو گئے پھر مجھے اطلاع ملی کہ وہ بھوناج ایئر کمپنی کا طیارہ چارٹرڈ کرا کر فیض آباد جا رہے ہیں اور انہوں نے راستے میں نگینہ ایئرپورٹ پر اترنا ہے کیونکہ وہاں سے طیارے میں تیل بھرا جانا ہے۔ میں نے فوراً نگینہ ایئرپورٹ مینجر سے بات کی تھی اس نے بتایا کہ یہ چھوٹا سا ایئرپورٹ ہے۔ یہاں سکیورٹی پولیس کے صرف چند

افراد ہیں البتہ ساتھ ہی نگینہ چھاؤنی ہے وہاں سے فورس منگوائی جا سکتی ہے۔ چنانچہ میں نے وہاں فون کیا وہاں کے کمانڈر کرنل راؤ ہیں انہیں میں نے تفصیل سے ہدایات دے دیں اس کے بعد میں نے ایئر وائس مارشل صاحب سے گن شپ ہیلی کاپٹر لیا اور نگینہ ایئرپورٹ روانہ ہو گیا۔ ابھی میں نگینہ ایئرپورٹ سے کچھ دور تھا کہ میں نے کرنل راؤ سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کیا تو اس نے بتایا کہ وہ ان لوگوں کو گرفتار کر کے چھاؤنی لے جا رہا ہے اور وہ پوری طرح فوج کی تحویل میں ہیں۔ اس پر میں مطمئن ہو کر بجائے ایئرپورٹ پر اترنے کے سیدھا چھاؤنی پہنچ گیا لیکن وہاں اطلاع ملی کہ ابھی تک کرنل راؤ قیدیوں اور فورس سمیت ایئرپورٹ سے واپس ہی نہیں آئے۔ میں نے ایئرپورٹ پر فون کال کی لیکن کوئی کال اٹنڈ ہی نہ کر رہا تھا۔ میں نے پھر ٹرانسمیٹر پر بات کرنے کی کوشش کی لیکن ٹرانسمیٹر بھی کسی نے اٹنڈ نہ کیا تو میں پریشان ہو گیا اور دوبارہ ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر ایئرپورٹ گیا تو وہاں پتہ چلا کہ عمران اور اس کے ساتھی ایک ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر مالتی کی طرف گئے ہیں۔ میں نے ان کے تعاقب میں جانے کا فیصلہ کیا تو یہ معلوم کر کے حیران رہ گیا کہ گن شپ ہیلی کاپٹر پر تیل صرف نگینہ چھاؤنی تک پہنچنے کا ہی بھرا ہوا ہے حالانکہ قانوناً ٹینک فل ہونے چاہئیں تھے لیکن پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ایسا حکومت کے ایک خصوصی حکم کے تحت ہو رہا ہے تاکہ پٹرول کی بچت کی جا سکے۔ ادھر کرنل راؤ ایئرپورٹ کے عملے کی مدد سے ٹرانسمیٹر پر عمران کو دھمکیاں دے رہے تھے کہ وہ ہیلی

کاپٹر واپس لے آئے لیکن ظاہر ہے وہ ان کی دھمکیوں میں کہاں آنے والا تھا۔ البتہ مالتی میں میرا ایک گروپ کام کر رہا تھا۔ میں نے اس سے رابطہ کیا اور اسے صورت حال بتائی۔ انہوں نے پورا مالتی چھان مارا۔ ایئرپورٹ سے ہائی جیک کیا گیا ہیلی کاپٹر تو وہاں ایک کھلے میدان میں کھڑا ہوا مل گیا لیکن وہ سب غائب ہو چکے تھے۔ مجبوراً مجھے ہیلی کاپٹر میں واپسی کا تیل ڈلوا کر واپس آنا پڑا"...... شاگل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن جب کرنل راؤ نے انہیں گرفتار کر لیا تھا تو پھر وہ کیسے نکل گئے اور ہیلی کاپٹر انہیں کہاں سے مل گیا"...... پرائم منسٹر صاحب نے سرد لہجے میں کہا۔

"جناب کرنل راؤ نے انہیں گرفتار کر لیا لیکن ان سے حماقت یہ ہوئی کہ انہوں نے انہیں ایک فوجی ویگن میں بٹھا دیا۔ ان کے ساتھ دو مسلح فوجی بٹھا دیئے۔ انہیں ہتھکڑیاں ہی نہ لگائی تھیں۔ ویگن سے آگے راؤ صاحب اپنے دو کیپٹن صاحبان کے ساتھ جیپ میں سوار تھے اور ویگن کے پیچھے ملٹری کے سپاہیوں کا ٹرک تھا اس لئے کرنل صاحب مطمئن تھے لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ جنہیں وہ گرفتار کر کے لے جا رہے ہیں وہ لوگ دنیا کے سب سے خطرناک ایجنٹ ہیں۔ چنانچہ اچانک ہی فائرنگ ہوئی۔ جیپ کے عقبی دونوں ٹائر برسٹ ہو گئے جب کہ ٹرک کے سامنے کے دونوں ٹائر بھی برسٹ کر دیئے گئے اور ویگن تیزی سے گھومتی ہوئی واپس مڑی اور ایئرپورٹ کی طرف چلی گئی

جب تک یہ سنبھلتے وہ ان کی نظروں سے غائب ہو چکے تھے۔ بوکھلاہٹ میں کرنل صاحب اور ان کے ساتھی پیدل ہی ایئرپورٹ کی طرف بھاگ پڑے۔ ویسے بھی ان کی دونوں گاڑیاں ناکارہ ہو چکی تھی۔ جب وہ ایئرپورٹ پر پہنچے تو عمران اور اس کے ساتھی وہاں سیکورٹی پولیس کے دو آدمیوں کو ہلاک کر کے وہاں موجود ایک ہیلی کاپٹر ہائی جیک کر کے مالتی کی طرف جا چکے تھے۔ ایئرپورٹ پر چونکہ اب کئی گھنٹوں تک کوئی پرواز نہ آنی تھی اس لئے سارا عملہ سوائے ان سیکورٹی پولیس کے دو آدمیوں کے چھٹی کر گیا تھا۔ کرنل راؤ نے ٹرمینل انچارج کو گھر سے جا کر اٹھایا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر سے رابطہ کیا۔ اسے دھمکیاں دی گئیں لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا وہ مالتی میں اتر کر غائب ہو گئے"...... شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مالتی سے وہ لازماً فیض آباد ہی جائیں گے"...... پرائم منسٹر صاحب نے کہا۔

"یس سر اسی لئے میں نے فیض آباد میں اپنے گروپ کو الرٹ کر دیا ہے"...... شاگل نے جواب دیا۔

"صدر مملکت کو آپ نے فون کیا تھا اس سارے سلسلے میں"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"یس سر۔ ان کا حکم ہے کہ ایسے معاملات ان تک ضرور پہنچائے جائیں"...... شاگل نے جواب دیا۔

"ہونہہ ٹھیک ہے۔ میں نے اس لئے یہ میٹنگ کال کی ہے تاکہ

اس سلسلے میں مزید کارروائی کی جاسکے ۔ میں اپنے طور پر تو مزید کسی قسم کے انتظامات کی ضرورت نہیں سمجھتا لیکن صدر صاحب کا حکم ہے کہ میں اس سلسلے میں مزید انتظامات کروں تو دراصل بات یہ ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی زندگی بھر بھی ٹکریں مار لیں تو وہ میزائل لیبارٹری تک نہیں پہنچ سکتے اور نہ اسے ٹریس کر سکتے ہیں ۔ اگر بفرض محال وہ اسے ٹریس بھی کر لیں تو اس پہاڑی تک جس میں انڈر گراونڈ لیبارٹری ہے ۔ وہاں تک وہ نہیں پہنچ سکتے ۔ کیونکہ وہاں ایک تو جنگلی قبائل رہتے ہیں جو کسی اجنبی کو ایک لمحے کے لئے بھی وہاں برداشت نہیں کر سکتے ۔ اس کے ساتھ ساتھ پہاڑی کے عین اس حصے پر جہاں سے لیبارٹری کو راستہ جاتا ہے ۔ ایک وحشی قبیلہ آباد ہے ۔ اس قبیلے کا نام کوڑیا ہے ۔ یہ کافی بڑا قبیلہ ہے لیکن جب حکومت نے یہ لیبارٹری قائم کی تھی تو اس نے اس کی حفاظت کی غرض سے ایک خاص پروگرام پر عمل کیا تھا ۔ اس پورے قبیلے کو یہاں سے دور دراز علاقے میں شفٹ کر دیا گیا اور اس کی جگہ ملٹری انٹیلی جنس کے انتہائی تربیت یافتہ افراد کو وہاں رکھا گیا ہے ۔ اس طرح اب کوڑیا قبیلہ دراصل تربیت یافتہ ایجنٹوں پر مشتمل قبیلہ ہے ۔ ان کا وہاں خفیہ ہیڈ کوارٹر ہے جہاں جدید ترین مشینری نصب ہے تمام سپلائی اس قبیلے کے تحت ہوتی ہے ۔ اس قبیلے کا سردار کارو ہے کارو دنیا کا مانا ہوا لڑاکا ہے اس کی تربیت گریٹ لینڈ ، ایکریمیا اور کارمن میں کرائی گئی ہے وہ مارشل آرٹ کا بہت بڑا ماہر ہے اور یوں سمجھو کہ ہر بیلٹ اس کے پاس ہے ۔

انتہائی ذہین آدمی ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بہت زبردست نشانہ باز بھی ہے ۔ اسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر سمجھا جاتا ہے ۔ میں نے اسے الرٹ کر دیا ہے اس لئے اب اگر عمران اور اس کے ساتھی اگر وہاں پہنچ بھی جاتے ہیں تو وہ لیبارٹری کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے "...... پرائم منسٹر نے جواب دیا ۔

" جناب میں کارو کو ذاتی طور پر جانتا ہوں ۔ وہ واقعی اسی طرح ہے جس طرح آپ نے فرمایا ہے ۔ وہ ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر ہے " ۔ ناردن سکاؤٹس کے سربراہ کرنل بھنڈر نے کہا تو پرائم منسٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ شاگل اور ریکھا دونوں خاموش بیٹھے رہے ۔

" مادام ریکھا آپ کو چونکہ ان حالات کا علم نہیں ہے اس لئے یہ فائل دیکھ لیں ۔ اس کے بعد آپ کو حالات کا علم ہو جائے گا ۔ اس کے بعد آپ رائے دیں "...... وزیراعظم نے کہا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تہہ شدہ فائل نکال کر اس نے مادام ریکھا کی طرف بڑھا دی ۔ مادام ریکھا نے کھڑے ہو کر فائل لی اور پھر بیٹھ کر اسے کھول کر پڑھنے لگی ۔ فائل میں صرف چار کاغذ تھے ۔ ان سارے کاغذات کو پڑھنے کے بعد اس نے فائل بند کی ۔

" یہ فائل آپ کرنل بھنڈر کو دے دیں تاکہ وہ بھی اسے پڑھ لیں " ۔ پرائم منسٹر نے کہا اور مادام ریکھا نے فائل کرنل بھنڈر کی طرف بڑھا دی ۔ کرنل بھنڈر نے جب فائل پڑھ لی تو اس نے اٹھ کر فائل واپس وزیراعظم کو دے دی ۔

"مسٹر شاگل کا بیان بھی آپ نے سن لیا اور میں نے جو تفصیلات بتائی تھیں ان کے بعد آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے کہ کیا ہمیں وہاں مزید حفاظتی اقدامات کرنے چاہئیں یا نہیں"...... پرائم منسٹر نے مادام ریکھا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب شاگل کی طرح میرا بھی بے شمار بار عمران سے ٹکراؤ ہو چکا ہے اور جسے آپ ناقابل تسخیر سمجھ رہے ہیں اس سے بھی کہیں زیادہ ناقابل تسخیر مشن عمران نے انتہائی حیرت انگیز طور پر کامیابی سے مکمل کر لئے ہیں اس لئے میری حتمی رائے ہے کہ آپ ان انتظامات کو کافی نہ سمجھیں"...... مادام ریکھا نے کہا تو پرائم منسٹر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"آپ کا کیا خیال ہے کرنل بھنڈر"...... وزیراعظم نے کرنل بھنڈر کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں تو عمران اور اس کے ساتھی اگر جن بھوت ہوں تو دوسری بات ہے ورنہ اگر وہ انسان ہیں تو اول تو وہ وہاں پہنچ ہی نہیں سکتے اور اگر پہنچ بھی جائیں تو وہ زندہ سلامت لیبارٹری تک نہیں پہنچ سکتے اس لئے مزید انتظامات فضول ہیں"...... کرنل بھنڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ مسٹر شاگل"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"میں مادام ریکھا کی رائے سے سو فیصد متفق ہوں جناب"۔ شاگل نے جواب دیا۔

"آپ کرنل جوشی آپ کو براہ راست ان سب حالات کا علم ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے"...... وزیراعظم نے ملٹری انٹیلی جنس کے نئے سربراہ کرنل جوشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"عمران واقعی ایک عفریت ہے جناب ہمیں مطمئن ہو کر نہیں بیٹھنا چاہئے ورنہ وہ نقصان پہنچانے کی اہلیت رکھتا ہے"...... کرنل جوشی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اگر آپ تینوں کی رائے ایک ہے تو مجھے مزید انتظامات کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن آپ مختصر لفظوں میں بتائیں کہ کیا ہونا چاہئے"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"جناب میری رائے کے مطابق ہمیں اس پہاڑی کی طرف توجہ کرنے کی بجائے عمران اور اس کے ساتھیوں کا تعاقب کرنا چاہئے۔ ہمیں ان کے خلاف بھرپور کام کرنا چاہئے۔ وہ جہاں بھی مل جائیں ان کا خاتمہ کر دیا جائے"...... مادام ریکھا نے کہا۔

"آپ مسٹر شاگل"...... پرائم منسٹر نے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا خیال ہے جناب کہ ہمیں اپنی پوری توجہ لیبارٹری کی حفاظت پر مرکوز کرنی چاہئے"...... شاگل نے جواب دیا۔

"آپ کرنل جوشی"...... پرائم منسٹر نے کرنل جوشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہمیں اس پہاڑی کے گرد حصار قائم کرنا چاہئے جناب جہاں وہ

لیبارٹری ہے"...... کرنل جوشی نے کہا۔

"مجھے مسٹر شاگل کی رائے سے اتفاق ہے۔ہماری پوری توجہ اس لیبارٹری کی طرف ہونی چاہئے لیکن اس کے لئے میرے ذہن میں ایک اور اچھوتا منصوبہ موجود ہے اور وہ منصوبہ یہ ہے کہ اصل پہاڑی سے کچھ دور ایک اور پہاڑی ہے جو بالکل اس پہاڑی کی طرح ہے جس پر لیبارٹری ہے۔اس پر بھی ایک جنگلی وحشی قبیلہ آباد ہے۔اس وحشی قبیلے کا نام پرام ہے۔یہ اصلی وحشی قبیلہ ہے لیکن اس کا سردار جس کا نام گوتم ہے۔وہ سرکاری آدمی ہے کرنل جوشی ملٹری انٹیلی جنس کے تربیت یافتہ ایجنٹوں کی ٹیم اس قبیلے میں شامل کر دیں گے اور گوتم ان کی ماتحتی میں کام کرے گا جب کہ اس پہاڑی کے شمال کی طرف پاور ایجنسی اور جنوب کی طرف سیکرٹ سروس مورچے قائم کرے گی اس طرح مجھے یقین ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی ٹریپ میں آجائیں گے اور وہ یہی سمجھیں گے کہ اصل لیبارٹری اس پہاڑی میں ہے اس لئے وہ ادھر آجائیں گے اور پھر آپ لوگوں کے ہاتھوں مارے جائیں گے"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"میں انتہائی ادب کے ساتھ عرض کرتی ہوں کہ اس سیٹ اپ میں پاور ایجنسی کام نہیں کر سکتی"...... یکلخت مادام ریکھا نے کہا تو پرائم منسٹر چونکے اور انتہائی حیرت بھری نظروں سے مادام ریکھا کو دیکھنے لگے۔

"کیا مطلب کیا آپ کو میرے احکامات قبول نہیں ہیں"۔پرائم

منسٹر کے لہجے میں حیرت کی جھلکیوں کے ساتھ ساتھ تلخی کا عنصر بھی نمایاں تھا۔

"نہیں جناب آپ کے احکامات کی تعمیل تو میرا فرض ہے۔میرا مطلب یہ ہے جناب کہ اس طرح کے سیٹ اپ میں کام نہیں ہو سکتا کہ مسٹر شاگل بھی کام کر رہے ہوں میں بھی کام کر رہی ہوں اور ملٹری انٹیلی جنس بھی۔ایسے حالات کا ہمیشہ عمران نے فائدہ اٹھایا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یا تو مسٹر شاگل کو وہاں انچارج بنا دیا جائے لیکن ایسی صورت میں پاور ایجنسی ان کے تحت کام نہیں کرے گی۔یا پاور ایجنسی کو وہاں انچارج بنا دیا جائے اور سیکرٹ سروس کو نہ بھیجا جائے یا پھر ان دونوں کو رہنے دیا جائے اور ملٹری انٹیلی جنس یہ مشن مکمل کرے"...... مادام ریکھا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔آپ کی بات درست ہے۔میں ساری بات سمجھ گیا ہوں۔او کے ملٹری انٹیلی جنس اب اس مشن پر کام نہیں کرے گی اور مسٹر شاگل کی سیکرٹ سروس عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر کے ختم کرنے کا مشن مکمل کرے گی جب کہ آپ کی ایجنسی اس پہاڑی میں مورچے لگا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کرے گی اب تو ٹھیک ہے"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"جناب بہتر یہی ہے کہ آپ مجھے اس پہاڑی تک محدود نہ کریں بلکہ اس علاقے تک محدود کر دیں اور اگر عمران اور اس کے ساتھی اس علاقے میں داخل ہو جائیں تو پھر وہاں موجود سب لوگوں کو میرے

ماتحت کام کرنا ہوگا۔ چاہے وہ سیکرٹ سروس ہو یا ملٹری انٹیلی جنس کے لوگ۔ جو بھی ہوں"...... مادام ریکھا نے کہا۔

"کیوں مسٹر شاگل آپ کا کیا خیال ہے"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"جناب اصل بات تو عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ ہے۔ مادام ریکھا تو خواہ مخواہ ضد کر رہی ہیں۔ ویسے سیکرٹ سروس قانوناً پاور ایجنسی کے تحت کام کر ہی نہیں سکتی"...... شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر جناب آپ سیکرٹ سروس کو ہی ان کے مقابلے پر بھجوا دیں"...... مادام ریکھا نے کہا۔

"آپ کتنے آدمی ساتھ لے جائیں گی"...... پرائم منسٹر نے مادام ریکھا سے کہا۔

"کم از کم بیس اور زیادہ سے زیادہ پچاس"...... مادام ریکھا نے جواب دیا۔

"جناب میں کچھ عرض کر سکتا ہوں"...... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کرنل بھنڈر نے کہا۔

"جی فرمایئے"...... وزیراعظم نے چونک کر کہا۔

"جناب اگر کسی بھی ایجنسی کو اس مخصوص پوائنٹ پر بھجوا دیا گیا تو عمران اور اس کے ساتھی جو ویسے تو اس پوائنٹ کو ٹریس نہ کر سکیں گے اس ایجنسی کی وجہ سے اسے ٹریس کر لینے میں کامیاب ہو جائیں گے"...... کرنل بھنڈر نے کہا۔

"ہاں واقعی آپ نے درست کہا ہے۔ اوکے پھر ایسا ہے کہ سیکرٹ سروس اور پاور ایجنسی علیحدہ علیحدہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کریں اور ختم کریں۔ جو ایجنسی ان کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گی دوسری ایجنسی کو اس میں ضم کر دیا جائے گا اگر سیکرٹ سروس نے ایسا کر لیا تو مادام ریکھا کو مسٹر شاگل کے تحت کام کرنا ہوگا اور اگر پاور ایجنسی کامیاب رہی تو پھر مادام ریکھا سیکرٹ سروس کی انچارج بنا دی جائیں گی اور مسٹر شاگل کو ان کا ماتحت بننا ہوگا۔ دونوں ایجنسیاں اپنے اپنے طور پر کام کریں گی"...... پرائم منسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر مجھے یہ آفر قبول ہے"...... مادام ریکھا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے بھی قبول ہے جناب"...... شاگل نے جواب دیا۔

"اوکے میٹنگ برخواست آپ دونوں ابھی سے کام شروع کر دیں"...... پرائم منسٹر نے کہا اور اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے اٹھتے ہی باقی سب بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"آپ دونوں مجھے علیحدہ علیحدہ اپنی رپورٹیں دیتے رہیں گے"۔ پرائم منسٹر نے مادام ریکھا اور شاگل سے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے اپنے لئے مخصوص دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

بڑی سی جیپ خاصی تیز رفتاری سے فیض آباد کی ایک پہاڑی
سڑک پر آگے بڑھی چلی جا رہی تھی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر ناٹران
تھا جب کہ اس کے ساتھ عمران بیٹھا ہوا تھا اور عقبی سیٹوں پر باقی
ساتھی جن میں صالحہ اور جولیا ڈرائیور کی بعد والی دو نشستوں پر اکٹھی
بیٹھی ہوئی تھیں اور تنویر صفدر اور کیپٹن شکیل آخری سیٹوں پر موجود
تھے وہ سب مقامی میک اپ میں تھے ۔ انہیں فیض آباد پہنچے ہوئے آج
دوسرا روز تھا ۔ سدھا رام کی پلاننگ کے مطابق وہ پولیس یونیفارم
میں ٹرین کے ذریعے بڑے اطمینان سے فیض آباد پہنچ گئے تھے او
انہیں کسی نے بھی چیک نہ کیا تھا ۔ یہاں فیض آباد میں ناٹران پہلے
سے ہی موجود تھا اس لئے انہیں کسی قسم کی کوئی دشواری نہ ہوئی تھی
فیض آباد پہنچنے کے بعد پورا ایک دن عمران اور ناٹران باہر رہے تھے
جب کہ باقی ساتھی ایک کوٹھی میں ایک لحاظ سے مقید رہے تھے او

آج صبح وہ جیپ میں سوار ہو کر اس کوٹھی سے نکلے تھے اور اب یہ جیپ
فیض آباد شہر کی حدود سے نکل کر ایک پہاڑی سڑک پر آگے بڑھی چلی جا
رہی تھی ۔

" عمران صاحب آپ نے بتایا نہیں کہ ہم کہاں جا رہے ہیں " ۔
صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" وہاں جہاں سے ہم کو بھی کچھ ہماری خبر نہ ہو گی "...... عمران نے
باقاعدہ ترنم سے گانے کے انداز میں کہا ۔

" اگر تم گلو کاری شروع کر دو تو خاصے کامیاب گلو کار بن جاؤ گے " ۔
جولیا نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" اس قدر بے سرا گلو کار اگر کامیاب ہو جائے گا تو پھر باقی گلو کاروں
کو تو جوتیاں چھوڑ کر بھاگنا پڑے گا "...... صالحہ نے کہا اور جیپ بے
اختیار قہقہوں سے گونج اٹھی ۔

" اگر میں بے سرا ہوں تو پھر میں کلاسیک راگوں میں مغز کھپائی
شروع کر دیتا ہوں ۔ وہاں تو بس گلے میں موجود گراریوں کا ہی کام ہوتا
ہے ۔ ان کی آئلنگ کی اور سب راگ تیار "...... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا ۔

" اس میں تو بے سرا بالکل ہی نہیں چل سکتا عمران صاحب ۔ البتہ
آپ پاپ میوزک میں ٹرائی کریں تو البتہ اور بات ہے "...... صفدر
نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" پاپ میوزک کے لئے ایک خاتون کا بھی ساتھ ہونا ضروری ہے

کیونکہ نسوانی چیخوں کا ساز جب تک ساتھ نہ ہو پاپ میوزک کوئی سنتا ہی نہیں "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں اس معاملے میں آپ کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہوں عمران صاحب"...... صالحہ نے فوراً ہی آفر کر دی۔

" تو تمہیں یہ غلط فہمی ہے کہ تمہاری چیخیں سریلی ہوتی ہیں۔ چلو ایک چیخ مار کر سناؤ۔ ابھی فیصلہ ہو جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ سب بری طرح چیخ پڑے جب صالحہ نے واقعی اس قدر زور سے چیخ ماری کہ ان سب نے بے اختیار کانوں پر ہاتھ رکھ لئے۔

"کیا خیال ہے کیسی رہی چیخ"...... صالحہ نے کہا۔

" تم تو حماقت میں عمران سے بھی دو ہاتھ آگے ہو"...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

" تمہاری چیخ سن کر اب پہاڑیوں میں موجود چڑیلیں ایک دوسرے سے پوچھ رہی ہوں گی کہ اس قدر سریلی چیخ کس نے ماری ہے تاکہ اس چڑیل کو ملکہ چیخ کا خطاب دیا جا سکے"...... عمران نے کہا اور جیپ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھی لیکن دوسرے لمحے جیپ نے جیسے ہی ایک موڑ کاٹا اچانک وہ سب بری طرح چونک پڑے کیونکہ سڑک بلاک تھی سڑک پر پولیس کی دو جیپیں موجود تھیں اور آٹھ پولیس کے آدمی ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے جیپوں کی اوٹ میں کھڑے ہوئے تھے۔ ایک انسپکٹر البتہ سامنے کھڑا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور

تھا وہ جیپ کو رکنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

" یہ کہاں سے نکل کر آگئے ہیں"...... ناٹران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" چیخ سن کر آگئے ہوں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اسی لمحے ناٹران نے جیپ اس انسپکٹر کے سامنے لے جا کر روک دی۔

"آپ سب حضرات جیپ سے باہر آجائیں"...... انسپکٹر نے سائیڈ پر ہو کر دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی جیپوں کی اوٹ میں کھڑے ہوئے پولیس کے سپاہیوں نے تیزی سے جیپ کے گرد گھیرا ڈال لیا۔

" ہمارا قصور کیا ہے انسپکٹر"...... ناٹران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ کی جیپ سے ایک نسوانی چیخ سنائی دی ہے۔ آپ لوگ یقیناً کسی عورت کو جبراً اغوا کر کے لے جا رہے ہیں"...... انسپکٹر نے درشت لہجے میں جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" ارے ارے انسپکٹر آپ نے وہ چیخ کہاں سے سن لی۔ ہم تو خود یہ چیخ سن کر پریشان ہو گئے تھے جیپ کے ریڈیو میں ڈرامہ چل رہا تھا جس میں ایک خاتون نے یہ دل ہلا دینے والی چیخ ماری تھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ سب نیچے اتر آئیں پلیز اٹ از لاسٹ وارننگ"...... انسپکٹر

نے پہلے سے بھی زیادہ درشت لہجے میں کہا۔

"آؤ بھئی۔ شاید اب آفیسر چیخوں کا مقابلہ کرانا چاہتے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ایک ایک کر کے وہ سب جیپ سے نیچے اتر آئے۔ اب پولیس کے سپاہیوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا تھا۔

"ان دونوں عورتوں کو چھوڑ کر باقی سب کو ہتھکڑیاں لگا دو اور سنو اگر تم نے ذرا بھی غلط حرکت کی تو فائر کھول دوں گا"....... انسپکٹر نے تیز لہجے میں پہلے اپنے ساتھیوں سے پھر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیکن کس جرم میں انسپکٹر"....... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جرم ہیڈ کوارٹر جا کر پتہ چلے گا۔ ہمیں اعلیٰ حکام کی طرف سے حکم ملا ہے اور ہم نے اس کی تعمیل کرنی ہے اور سنو بہتر یہی ہے کہ جو میں کہہ رہا ہوں اس میں کوئی مداخلت نہ کرو ورنہ ہمیں واقعی یہی حکم دیا گیا ہے کہ تم سب کو گرفتار کرنے کی بجائے گولیوں سے اڑا دیا جائے اور تم نے میرے ایک سپاہی کے ہاتھ میں میزائل گن بھی دیکھ لی ہو گی۔ یہ اس لئے دی گئی ہے تاکہ تمہاری جیپ کو ہی میزائل سے اڑا دیا جائے لیکن میں اتنا بڑا اقدام صرف زبانی احکامات کی بنا پر نہیں کر سکتا اس لئے میں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں گرفتار کر کے اعلیٰ حکام کے سامنے پیش کر دوں۔ اس کے بعد وہ کیا کرتے ہیں اور کیا نہیں یہ میرا مسئلہ نہیں ہو"....... انسپکٹر نے کہا اور عمران نے محسوس کیا کہ وہ

جو کچھ کہہ رہا ہے درست کہہ رہا ہے۔

"او کے تمہارا شکریہ انسپکٹر تم اچھے آدمی ہو اور اچھے آدمی کو واقعی نقصان نہیں پہنچنا چاہئے"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھ عقب میں کر لئے۔ اس کی وجہ سے اس کے ساتھیوں نے بھی اپنے اپنے ہاتھ عقب میں کر لئے اور عمران سمیت سب مردوں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا دی گئیں۔ البتہ جولیا اور صالحہ کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں نہیں ڈالی گئی تھیں۔

"یہاں کا پولیس چیف کون ہے"۔ عمران نے انسپکٹر سے پوچھا۔

"سردار دلاور سنگھ"....... انسپکٹر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا۔

"ان کی ویگن کی تلاشی لو اور ان سب کو پولیس جیپ میں بٹھاؤ"....... انسپکٹر نے احکامات دیتے ہوئے کہا۔

"پہلے تلاشی لے لو۔ پھر بیٹھیں گے۔ فی الحال ہم نے تمہارے احکامات کی تعمیل کر دی ہے اور تمہیں اب مطمئن ہو جانا چاہئے کہ ہمارا غلط حرکت کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے لیکن تمہیں ہمارے چند سوالوں کا جواب بہرحال دینا ہو گا"....... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے تم نے واقعی تعاون کیا ہے ورنہ تمہارے متعلق ہمیں جو کچھ بتایا گیا تھا اس کے مطابق تو ہم سب کو بھی خطرہ لاحق تھا کہ شاید ہم زندہ واپس اپنے بال بچوں کو نہ مل سکیں گے اس لئے تم جو

چاہو پوچھ سکتے ہو"...... انسپکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہاں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں ہم کچھ دیر بیٹھ کر باتیں کر سکیں۔ میرا وعدہ کہ ہم کوئی غلط حرکت نہیں کریں گے"...... عمران نے کہا۔

"کیا باتیں کرنا چاہتے ہو تم"...... انسپکٹر نے چونک کر پوچھا۔

"فکر مت کرو اس سے تمہیں فائدہ ہی ہو گا نقصان نہیں ہو گا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوکے ادھر نیچے ایک پرانا ساہٹ ہے۔ ہم بھی تین گھنٹے سے وہیں موجود تھے اور تم لوگوں کا انتظار کر رہے تھے"...... انسپکٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سپاہیوں کو کہہ دیا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس ہٹ میں لے آئیں اور جیپیں بھی سڑک سے ہٹا لیں۔ پھر عمران اور اس کے ساتھی سپاہیوں کے گھیرے میں سڑک سے نیچے اتر کر پہاڑی جھاڑیوں کے درمیان چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ سب ساتھی بار بار عمران کی طرف اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے ان کا خیال ہو کہ عمران انہیں کوئی ہدایات دے گا۔ لیکن عمران خاموش تھا اس نے ان کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا تھا۔ ہٹ چھوٹا سا تھا۔ لیکن بہرحال اتنا ضرور تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ انسپکٹر اور ایک اور سپاہی اندر بیٹھ سکیں۔ ہٹ کا فرش صاف تھا۔ شاید پولیس والوں نے اپنے بیٹھنے کے لئے اس کی باقاعدگی سے صفائی کی تھی

"کرشوما جیپ سے بڑا کپڑا نکال لاؤ اور یہاں بچھا دو اور وہ ٹرانسمیٹر

بھی مجھے لا دو تاکہ میں سردار صاحب کو ضروری اطلاع دے سکوں"۔ انسپکٹر نے اپنے ایک سپاہی سے کہا اور سپاہی سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ چند لمحوں بعد فرش پر کپڑا بچھا دیا گیا اور پھر انسپکٹر کے کہنے پر وہ سب فرش پر بیٹھ گئے۔ انسپکٹر بھی ان کے ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا اور سپاہی نے ایک ٹرانسمیٹر اس کے سامنے رکھ دیا تھا اور خود وہ ایک طرف مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"ٹرانسمیٹر کال بعد میں کر لینا انسپکٹر"...... عمران نے انسپکٹر کو ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھاتے دیکھ کر کہا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو"...... انسپکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"انسپکٹر موہن"...... انسپکٹر نے جواب دیا۔

"یہ بتاؤ کہ تمہیں کیا احکامات دیئے گئے اور تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ہم لوگوں کو ہی پکڑنا ہے۔ اس سڑک پر تو اور بھی کئی جیپیں گزرتی ہیں"...... عمران نے کہا تو انسپکٹر بے اختیار مسکرا دیا۔

"اوہ تو تم یہ بات پوچھنا چاہتے تھے۔ اوکے میں بتا دیتا ہوں اب گرفتاری کے بعد اسے چھپانے کی ضرورت بھی نہیں رہی۔ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف نے پولیس چیف سردار دلاور سنگھ کو کہا کہ دو عورتیں اور چار مردوں پر مشتمل ایک ٹیم مالتی سے خفیہ طور پر فیض آباد پہنچی ہے اور ان لوگوں نے آگے پہاڑوں میں جانا ہے اور یہ لوگ انتہائی خطرناک پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔ انہیں ٹریس کر کے

گولیوں سے اڑا دینا ہے۔ پولیس چیف پہلے انٹیلی جنس کا بھی بہت بڑا افسر رہا ہے۔ چنانچہ ان احکامات کے ملتے ہی اس نے شہر میں موجود ایسی تمام جیپوں کی نگرانی شروع کرا دی جنہیں پہاڑی سفر کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ فیض آباد میں جتنے بھی جیپیں فروخت کرنے والے ڈیلر ہیں انہیں احکامات دے دیئے گئے کہ اب وہ جس پارٹی کو بھی جیپ فروخت کریں گے اس کی تفصیلات پولیس ہیڈ کوارٹر کو مہیا کریں گے۔ یہ اتنا بڑا شہر نہیں ہے کہ یہاں ایسے انتظامات نہ ہو سکیں۔ چنانچہ ان احکامات کی تعمیل ہوئی اور تم نے جس سے جیپ خریدی اس نے تمہارے اور جیپ سے متعلق تفصیلات ہیڈ کوارٹر کو بھجوادیں اور پولیس نے جیپ کی نگرانی شروع کر دی۔ تم اور تمہارا یہ ساتھی اس جیپ میں خریداری کرتے رہے۔ پھر تم آسٹن کالونی کی کوٹھی میں چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ فیض آباد کے اندرونی حصوں کی طرف جانے والی تمام سڑکوں پر پولیس کی چیکنگ مستقل طور پر کرا دی گئی۔ آج صبح جب تمہاری جیپ کوٹھی سے باہر آئی تو پولیس ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی گئی کہ اس جیپ میں دو عورتیں اور پانچ مرد ہیں۔ چنانچہ یہ طے ہو گیا کہ تم لوگ ہی ہمارے مطلوبہ افراد ہیں چنانچہ تمہاری جیپ کا نمبر سب چیکنگ کرنے والوں کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی پہنچ گیا۔ ہمارا ایک آدمی شہر کے اس ناکے پر موجود ہے جہاں سے یہ سڑک ادھر کو آتی ہے۔ اس نے اطلاع دے دی کہ جیپ آ رہی ہے۔ چنانچہ ہم نے تمہیں پکڑ لیا اور بس"...... انسپکٹر

موہن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم تو کہہ رہے تھے کہ تمہیں جیپ اڑانے کا حکم ملا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں حکم واقعی ایسا تھا کیونکہ یہ بتایا گیا تھا کہ تم انتہائی خطرناک ایجنٹ ہو اس لئے اگر تم لوگ ذرا بھی مزاحمت کرو تو پھر فائر کھول دیا جائے"...... انسپکٹر نے جواب دیا اور ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھانے لگا۔

"ایک منٹ رک جاؤ"...... عمران نے انسپکٹر سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا ہوا۔ تم کھڑے کیوں ہو گئے ہو"...... انسپکٹر نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بھی کھڑا ہو گیا۔

"اس لئے کہ ہم ابھی تمہارے ہیڈ کوارٹر نہیں جانا چاہتے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے عقب میں موجود دونوں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے سیدھے ہوئے اور دوسرے لمحے انسپکٹر اس کے ہاتھوں میں اٹھتا ہوا سپاہی سے ایک دھماکے سے ٹکرایا اور وہ دونوں چیخ مار کر نیچے گرے ہی تھے کہ عمران نے سپاہی کے ہاتھ سے نکلنے والی مشین گن جھپٹ کر جولیا کی طرف اچھال دی اور اس کے ساتھ ہی اس نے اچھل کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے انسپکٹر اور سپاہی دونوں کی کنپٹیوں پر یکے بعد دیگرے تین جڑ دیں۔ ادھر جولیا مشین گن جھپٹتے ہی بجلی کی سی تیزی سے [illegible] دوڑی اور صالحہ نے

اٹھ کر کھڑے ہو جانے والے اپنے ساتھیوں کے ہاتھوں میں موجود کلپ ہتھکڑیاں کھولنی شروع کر دیں ۔ انسپکٹر اور سپاہی دونوں بے ہوش ہو چکے تھے ۔ عمران نے انسپکٹر کا ریوالور جھپٹا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا جہاں سے اب مشین گن کی تیز فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں ۔ وہ دروازے سے باہر نکلا تو اس نے جولیا کو ایک بڑی سی چٹان کی اوٹ سے فائرنگ کرتے ہوئے دیکھا ۔ پولیس کے سپاہی زمین پر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے البتہ عمران کی نظریں ایک سپاہی پر پڑ گئیں جو چٹانوں کی اوٹ لیتے ہوئے تیزی سے سڑک کی طرف جا رہا تھا ۔ وہ اس اینگل پر تھا کہ چٹان کے پیچھے چھپی ہوئی جولیا کو نظر نہ آسکتا تھا لیکن عمران کو وہ دکھائی دے رہا تھا اور ابھی تھا بھی ریوالور کی رینج میں ۔ اس لئے عمران نے ریوالور سیدھا کیا اور پھر جیسے ہی سپاہی ایک چٹان کی اوٹ سے نکل کر بجلی کی رفتار سے دوسری کے پیچھے جانے لگا ۔ عمران نے ٹریگر دبا دیا اور سپاہی چیخ مار کر نیچے گرا اور چند لمحے ہاتھ پیر مارنے کے بعد ساکت ہو گیا ۔

" آجاؤ سب باہر اور اس انسپکٹر کو بھی لے آؤ " ...... عمران نے مڑ کر ہٹ کے اندر موجود ساتھیوں سے کہا اور تیزی سے ان سپاہیوں کی طرف بڑھا جو شاید اکٹھے کھڑے ہونے کی وجہ سے جولیا کی فائرنگ کی زد میں آگئے تھے اور اب ان میں سے کچھ تڑپ رہے تھے کچھ ساکت ہو گئے تھے ۔ جولیا بھی چٹان کی اوٹ سے باہر آگئی تھی ۔

" اس سپاہی کو گولی مار دو لیکن اس انسپکٹر کے ہاتھ عقب میں کر

کے ہتھکڑی لگاؤ اور اسے پولیس جیپ میں ڈال دو جلدی کرو ہم نے تیزی سے آگے بڑھنا ہے " ...... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی اس کے احکامات کی تعمیل میں مصروف ہو گئے ۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک بار پھر جیپ میں سوار ہو کر سڑک کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے ۔ البتہ اب ان کے پاس پولیس کا اسلحہ بھی موجود تھا ۔ حالانکہ اس سے پہلے عمران نے اس لئے اسلحہ ساتھ نہ رکھا تھا کیونکہ ان علاقوں میں پولیس اکثر چیکنگ کرتی رہتی ہے اور اسلحہ کی موجودگی ان کے لئے مصیبت بن سکتی تھی لیکن اب چونکہ صورتحال بدل چکی تھی اس لئے اس نے اسلحہ ساتھ لے لیا تھا ۔

" عمران صاحب آپ نے اس انسپکٹر کو زندہ چھوڑ دیا ہے " ۔ ناٹران نے کہا ۔

" اس لئے تاکہ سردار دلاور سنگھ کو ہمارے متعلق بتانے والا کوئی تو زندہ رہ جائے " ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" میرا خیال ہے ہمیں یہ جیپ وہیں چھوڑ دینی چاہئے تھی ۔ اسے مارک کر لیا گیا ہے اور ہو سکتا ہے آگے بھی کوئی چیکنگ پارٹی موجود ہو " ...... اس بار صفدر نے کہا ۔

" سردار دلاور سنگھ ابھی ہمارے متعلق پر یقین نہیں ہے ورنہ تو وہ ہمیں وہیں شہر میں ہی میزائلوں سے اڑا سکتا تھا اس لئے آئندہ چیک پوسٹ کو بھی صرف گرفتاری کا ہی حکم ہو گا لیکن اب ہمارے پاس اسلحہ بھی ہے اور ہم باخبر بھی ہیں ۔ اس لئے اب کوئی مسئلہ نہیں

ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن یہ انسپکٹر تو کہہ رہا تھا کہ یہ اس کی شرافت ہے کہ وہ ہمیں میزائل سے اڑا سکتا تھا مگر صرف گرفتار کر رہا ہے۔ ویسے اس کے ایک سپاہی کے پاس واقعی میزائل گن بھی موجود تھی"...... صفدر نے کہا۔

"اتنا بڑا اقدام عام پولیس والے نہیں کر سکتے اس کے لئے خصوصی تربیت یافتہ اور سفاک دل افراد چاہئیں جیسے اپنا تنویر ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں واقعی اپنے راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو سفاکی سے ختم کر دیا کرتا ہوں"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے سن لیا جولیا۔ اب محتاط رہا کرو"...... عمران نے جولیا کی طرف گردن موڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ رکاوٹ کی بات کر رہا ہے۔ میں اس کے راستے کی رکاوٹ کیسے بن گئی"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"رکاوٹ تو ہو۔ اگر تم درمیان میں نہ ہو تو تنویر اور میرے درمیان سرے سے کوئی جھگڑا ہی نہیں رہتا کیوں تنویر میں درست کہہ رہا ہوں ناں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ تنویر سے مخاطب ہو گیا۔

"عمران صاحب میری سمجھ میں یہ ٹرائی اینگل نہیں آئی۔ جب تنویر صاحب کو علم ہے کہ......" اچانک جولیا کے ساتھ بیٹھی ہوئی صالحہ نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم پلیز خاموش رہا کرو صالحہ۔ ان معاملات میں مت دخل دیا کرو"...... جولیا نے صالحہ کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"جولیا درست کہہ رہی ہے۔ اس نے کبھی ڈبل ایس کے معاملات میں مداخلت کی ہے۔ کیپٹن شکیل کو ذہنی تانے بانے بننے سے ہی فرصت نہیں ملتی ورنہ ٹرائی اینگل تو یہاں بھی بن جاتا مطلب ہے ڈبل ایس کی بجائے ٹرپل ایس"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کی بات سن کر جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"عمران صاحب آپ زبردستی مجھے اس معاملے میں کیوں گھسیٹ لیتے ہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس لئے کہ تم چاہے مانو یا نہ مانو میں تو بہرحال مانتا ہوں کہ ماں کے حکم کی تعمیل فرض ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیپ میں موجود سب افراد بے اختیار چونک پڑے۔

"ماں کا حکم کیا مطلب۔ کس کی ماں کی بات کر رہے ہو"۔ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جس کی ماں نے حکم دیا ہے کہ اس کے بیٹے کو اس معاملے میں گھسیٹا کرو کہ شاید یہ مسٹر گھسیٹا بننے پر رضامند ہو جائے اور ماں اس کے سر پر سہرا دیکھ لے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب پلیز"...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کیا صفدر کی ماں کے بارے میں کہہ رہے ہو۔ کیا صفدر کی ماں ہے"...... جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے۔ صفدر کسی خودرو پودے کی طرح زمین سے نکلا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ میرا مطلب ہے کیا صفدر کی ماں زندہ ہے۔ کہاں ہے۔ ہمیں تو اس نے کبھی بتایا ہی نہیں اور نہ کبھی ملوایا ہے"...... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ ویسے کیپٹن شکیل کی آنکھوں میں بھی حیرت تھی اور تنویر کا چہرہ بھی حیرت کی شدت سے بگڑا ہوا سا نظر آرہا تھا۔ شاید یہ بات ان سب کے لئے ایک دھماکے کی حیثیت رکھتی تھی۔

"مس جولیا عمران صاحب کو جب آپ اچھی طرح جانتی ہیں تو پھر"...... صفدر نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب کیا مسز چوہدری تمہاری ماں نہیں ہیں۔ کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں"...... عمران نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"مسز چوہدری"...... جولیا نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا آج کل جس رہائشی پلازہ میں میرا فلیٹ ہے۔ اس میں ایک بوڑھی بیوہ عورت بھی رہتی ہے۔ بیچاری ٹانگوں سے معذور ہے اور اکیلی ہے۔ مجھے جب بھی فرصت ملتی ہے میں ان کے پاس جا کر ان سے باتیں کرتا ہوں اور ان کا دل بہلاتا ہوں اور ان کی عمر کے لحاظ سے میں انہیں ماں اور وہ مجھے بیٹا کہتی ہیں۔ عمران صاحب ان کی بات کر رہے ہیں"...... صفدر نے فوراً ہی وضاحت کرتے ہوئے کہا اور جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"بہرحال ماں تو وہ ہیں۔ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ ان کا بیٹا صفدر شادی نہیں کرتا جب بھی یہ بات کروں وہ ٹال جاتا ہے اس کے لئے کچھ کرو اور ظاہر ہے اب ماں کا حکم ٹالا تو نہیں جا سکتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صفدر صاحب کی اصل والدہ کیا فوت ہو چکی ہیں"...... اس بار صالحہ نے پوچھا۔

"جی ہاں مس صالحہ وہ فوت ہو چکی ہیں"...... صفدر نے جواب دیا۔

"چلو اب مجھے مزید گھسیٹنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اب گاڑی خود ہی منزل کی طرف روانہ ہو چکی ہے۔ اللہ اپنا فضل کرے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیپ ہلکے سے قہقہوں سے گونج اٹھی کیونکہ وہ سب عمران کی بات کا مطلب سمجھ چکے تھے۔ صالحہ بھی ہنس رہی تھی اور صفدر بھی۔

"آپ کا مطلب ہے کہ اب میں صفدر صاحب سے بات ہی نہ کروں یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بالکل نہیں ہو سکتا اور ہونا بھی نہیں چاہئے۔ بات چیت کے لئے آغاز کی ضرورت ہوتی ہے اور آغاز میں نے مہیا کر دیا ہے۔ اب رہا اس کا اختتام۔ تو اس بارے میں بزرگ کہتے ہیں کہ اس کا فیصلہ آسمانوں پر ہوتا ہے"...... عمران نے جواب دیا اور ایک بار پھر جیپ قہقہوں سے گونج اٹھی۔

"مس صالحہ پلیز آپ ہی خاموش ہو جائیں ورنہ عمران صاحب نے خاموش نہیں ہونا"...... صفدر نے اس بار صالحہ سے کہا۔

"مبارک ہو آفر بھی ہو گئی۔ کیونکہ بزرگ یہ بھی کہتے ہیں کہ خاموشی نیم رضا"...... عمران نے کہا اور اس بار صالحہ کی ہنسی کی آواز سب سے بلند تھی۔

"ویسے عمران صاحب آپ نے مجھے واقعی سوچنے پر مجبور کر دیا ہے"...... صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ شاید اب زچ ہو کر دوسرے انداز میں بات کرنے پر تل گئی تھی۔

"سوچنا عورتوں کا کام نہیں ہوتا کیوں جولیا تم نے کبھی سوچا ہے یہاں تو بے دھڑک کود پڑنے والی بات ہوتی ہے۔ اب چاہے وہ آگ گلزار میں تبدیل ہو یا نہ ہو۔ یہ بعد میں دیکھا جاتا ہے"...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر سب ہنس پڑے۔

"خدا کی پناہ تمہاری زبان سے کوئی محفوظ نہیں ہے۔ تم نے صالحہ کو زچ کر کے رکھ دیا ہے"...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب پہاڑ اب قریب آگیا ہے"...... اچانک ناٹران نے جو ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا کہا تو عمران چونک کر سیدھا ہوا اور اس کے ساتھ باقی ساتھی بھی چونک پڑے۔

"ٹھیک ہے جیپ روک دو"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ناٹران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیپ ایک سائیڈ پر کی اور پھر وہ اسے چٹانوں کے درمیان سے گزارتا ہوا سڑک سے گہرائی میں

لے گیا اور تھوڑی دور لے جا کر اس نے اسے روک دیا۔

"جا کر کاشن دو"...... عمران نے کہا اور ناٹران سر ہلاتا ہوا جیپ سے نیچے اترا اور چٹانوں کے درمیان دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

"جیپ کی عقبی سیٹ کے نیچے ایک بیگ موجود ہے وہ نکال لو اور سب باہر آ جاؤ"...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور خود بھی جیپ سے نیچے اتر گیا۔ باقی ساتھی بھی نیچے اترے اور سب سے آخر میں صفدر نیچے آیا اس نے ایک سیاہ رنگ کا بڑا سا بیگ اٹھایا ہوا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ناٹران واپس آگیا۔

"ہیلی کاپٹر کا پائلٹ آ رہا ہے"...... ناٹران نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران صاحب آپ نے ہمیں آئندہ پلاننگ کی کوئی تفصیل نہیں بتائی"...... صفدر نے کہا۔

"تفصیل والی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم نے سرسار کے علاقے میں پہنچنا ہے۔ اگر ہم وہاں جیپ کے ذریعے جاتے تو ہمیں وہاں تک کئی دن لگ جاتے اور راستے میں جگہ جگہ چیک پوسٹیں بھی موجود ہیں کیونکہ اس سارے علاقے میں جنگلات ہیں جہاں سے لکڑی کاٹ کر فیض آباد پہنچائی جاتی ہے اور یہ سارا کام محکمہ جنگلات کی نگرانی میں ہوتا ہے۔ اس سارے علاقے میں محکمہ جنگلات کے چیکنگ پوائنٹس بھی ہیں اور لکڑی اکٹھی کرنے اور ٹرکوں پر لوڈ کرنے کے پوائنٹس بھی

فیض آباد میں محکمہ جنگلات کا ریجنل ڈائریکٹر کا آفس ہے جو ہر پندرہ روز بعد ایک خصوصی ہیلی کاپٹر کے ذریعے ان پوائنٹس کو جا کر چیک کرتا ہے ان کا آخری پوائنٹ سرسار کی سرحد کے قریب ہے۔ اس کو مارتی چیک پوسٹ کہا جاتا ہے۔ ہم نے وہاں پہنچنا ہے تاکہ وہاں سے آگے سرسار کے علاقے میں داخل ہو سکیں۔ ہیلی کاپٹر پائلٹ سے ناٹران نے بات کی ہے اور بھاری رقم کے عوض وہ ہمیں ہیلی کاپٹر میں وہاں تک پہنچانے کے لئے تیار ہو گیا ہے۔ ریجنل ڈائریکٹر صاحب دارالحکومت گئے ہوئے ہیں لیکن اس کا کہنا تھا کہ وہ ہمیں شہر سے نہیں لے سکتا اس طرح محکمے کے دوسرے افراد اسے چیک کر لیں گے۔ اس نے یہاں پہاڑیوں پر یہ پوائنٹ بتایا تھا کہ وہ ہیلی کاپٹر لے کر وہاں پہنچ جائے گا۔ ہم وہاں پہنچ جائیں وہ ہمیں مارتی کے قریب اتار کر واپس چلا جائے گا"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

تھوڑی دیر بعد ایک لمبے قد اور چھریرے جسم کا آدمی چٹانوں میں سے نمودار ہوا۔ اس نے سر پر مٹیالے رنگ کا رومال باندھا ہوا تھا جس میں سرخ رنگ کی دھاریاں تھیں۔

" یہ پائلٹ ہے عمران صاحب رائے نارچند"...... ناٹران نے اس آتے ہوئے آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" آیئے جناب میرے ساتھ آجایئے"...... نارچند نے قریب آ کر کہا۔

" ٹھیک ہے ناٹران اب تم جاؤ۔ جیپ کو کسی قریب ترین پہاڑ پر

چھوڑ دینا"...... عمران نے ناٹران سے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں میں محتاط رہوں گا"...... ناٹران نے کہا۔

" چلو مسٹر نارچند"...... عمران نے نارچند سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ سب نارچند کی رہنمائی میں تقریباً بیس منٹ تک چٹانوں کے درمیان چلنے کے بعد ایک خاصی کھلی جگہ پہنچ گئے جہاں ایک جدید ماڈل کا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ گو ہیلی کاپٹر چھوٹا تھا لیکن بہرحال اس قدر طاقتور ضرور تھا کہ ان سب کو اٹھا کر لے جاتا۔ چند لمحوں بعد وہ سب ہیلی کاپٹر میں جیسے لد سے گئے اور ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا۔ کافی بلندی پر پہنچ کر وہ تیزی سے مڑا اور پھر خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

" مسٹر نارچند ہم مارتی کتنی دیر میں پہنچ جائیں گے"...... عمران نے نارچند سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ایک گھنٹہ لگ جائے گا جناب"...... نارچند نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" آپ کے ہیلی کاپٹر کو یہاں کسی اڈے سے چیک تو نہیں کیا جاتا"...... عمران نے چند لمحوں بعد پوچھا۔

" نہیں جناب اول تو یہاں کوئی ایسا اڈہ ہی نہیں ہے اور اگر ہو بھی سہی تو یہ سرکاری ہیلی کاپٹر ہے"...... نارچند نے جواب دیا اور عمران نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔

" آپ مارتی کیوں جا رہے ہیں۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں

"جناب"...... چند لمحوں بعد نارچند نے پوچھا۔

"تم کبھی مارتی سے آگے سرسار گئے ہو"...... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"یس سر۔ میں سرسار میں رہنے والے ایک قبیلے کا فرد ہوں۔ ہمارے قبیلے میں اچانک ایک خوفناک بیماری پھوٹ پڑی میں اس وقت بچہ تھا۔ بے شمار لوگ مر گئے تو قبیلے کے سردار نے وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دے دیا اور ہم سب وہاں سے چلے اور فیض آباد کے قریب ایک علاقے میں آکر رہنے لگے۔ میں ایک بار اپنے والد کو لے کر سرسار گیا تھا۔ اس جگہ جہاں ہمارا قبیلہ آباد تھا کیونکہ میرے والد کی خواہش تھی کہ وہ مرنے سے پہلے وہ جگہ دیکھنا چاہتے ہیں"...... نارچند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کب کی بات ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"دو سال پہلے کی جناب۔ میرے والد کو فوت ہوئے ایک سال ہوا ہے"...... نارچند نے جواب دیا۔

"کس طرح گئے تھے"...... عمران نے پوچھا۔

"میں نے صاحب سے کہا تھا۔ انہوں نے اجازت دے دی اور میرے والد کو ہیلی کاپٹر میں بٹھالیا۔ پھر صاحب مالتی پر رک گئے اور میں والد کو ساتھ لے کر سرسار چلا گیا۔ میرے والد وہاں ایک رات رہے تھے۔ ابھی تک جھونپڑیاں وہاں موجود تھیں لیکن وہ سب تقریباً تباہ ہو چکی تھیں"...... نارچند نے جواب دیا۔

"مارتی سے کتنی دور ہے یہ جگہ"...... عمران نے پوچھا۔

"تقریباً بیس کلو میٹر تو ہوگی"...... نارچند نے جواب دیا۔

"راستے میں کوئی اور قبیلہ آباد نہیں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب صرف جنگل ہی ہے"...... نارچند نے جواب دیا۔

"وہاں کس قسم کے درندے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"وہاں تو چھوٹے جانور ہی ملے تھے۔ میرے والد نے بتایا تھا کہ درندے اس سارے علاقے میں سے ختم کر دیئے گئے تھے۔ البتہ کبھی کبھی کوئی بڑا درندہ نظر آجاتا ہے"...... نارچند نے جواب دیا۔

"لیکن میں نے تو سنا ہے کہ یہ سارا علاقہ خوفناک درندوں سے بھرا ہوا ہے اس لئے وہاں سے لکڑی نہیں کاٹی جاتی"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے والد نے بتایا تھا کہ کسی زمانے میں وہاں درندے واقعی کثرت سے تھے لیکن پھر آہستہ آہستہ ختم ہو گئے"...... نارچند نے جواب دیا۔

"کبھی ملجوئی پہاڑی کا نام سنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ملجوئی۔ نہیں جناب میں نے تو یہ نام کبھی نہیں سنا"...... نارچند نے جواب دیا۔

"وہاں مارتی میں کتنے لوگ رہتے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ایک گاؤں ہے جہاں لکڑی کاٹنے والے رہتے ہیں۔ تقریباً سو ڈیڑھ سو افراد ہوں گے"...... نارچند نے جواب دیا۔

"کیا یہ سب لوگ شہروں کے رہنے والے ہیں یا وہیں کے رہنے والے ہیں" .... عمران نے پوچھا۔

"اوہ نہیں جناب شہروں کے رہنے والے وہاں کیسے رہ سکتے ہیں۔ یہ سب لوگ انہی علاقوں کے رہنے والے ہیں حکومت انہیں اس کٹائی کے عوض معقول معاوضہ دیتی ہے" .... نارچند نے جواب دیا۔

"وہاں کوئی ایسا آدمی مل سکے گا جو سرسار کے علاقے اور وہاں کے رہنے والے قبیلوں کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہو" .... عمران نے کہا۔

"آپ نے اس سے کیا پوچھنا ہے" .... نارچند نے چونک کر کہا۔

"بس ایسے ہی معلومات حاصل کرنی ہیں" .... عمران نے کہا۔

"لازماً کوئی نہ کوئی مل جائے گا وہاں کا سردار راتو ہے اس سے بات کرنی پڑے گی" .... نارچند نے جواب دیا۔

"تم ہیلی کاپٹر اس گاؤں سے کچھ فاصلے پر اتارنا اور پھر گاؤں جا کر اس راتو کو ساتھ لے آنا" .... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب میں نے تو فوری واپس جانا ہے ورنہ ڈائریکٹر صاحب دارالحکومت سے واپس آ گئے اور انہیں معلوم ہو گیا کہ میں ان کی اجازت کے بغیر ہیلی کاپٹر لے گیا ہوں تو وہ مجھے گولی مارنے سے بھی دریغ نہ کریں گے۔ مجھ پر قرضہ بہت ہو گیا تھا۔ اس قرضے کو اتارنے کے لئے میں نے یہ رسک لیا ہے جناب" .... نارچند نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ہم خود بندوبست کر لیں گے" .... عمران نے کہا اور نارچند نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموش ہو گیا تھا۔ پھر واقعی تقریباً ایک گھنٹے کی تیز رفتار پرواز کے بعد نارچند نے ہیلی کاپٹر کی بلندی کم کرنا شروع کر دی اور تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر کو جنگل کے اندر ایک قدرے کھلی جگہ پر اتار دیا۔

"جناب شمال کی طرف یہاں سے کچھ دور مارتی پوائنٹ ہے وہاں کٹی ہوئی لکڑی کے ڈھیر موجود ہوں گے۔ یہ اس کی نشانی ہے"۔ نارچند نے کہا۔

"اور وہ گاؤں" .... عمران نے پوچھا۔

"وہاں سے قریب ہی ڈھلوان پر گاؤں ہے پچاس کے قریب لکڑی کے مکان ہیں" .... نارچند نے جواب دیا۔

"کیا اس سردار راتو کے مکان کی کوئی خاص نشانی ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں اس کے مکان پر سرخ رنگ کا جھنڈا لگا ہوا ہے"۔ نارچند نے جواب دیا اور عمران سر ہلاتا ہوا نیچے گیا۔ اس کے ساتھی پہلے ہی نیچے اتر چکے تھے۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور پھر درختوں کے اوپر جا کر وہ مڑا اور ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

شاگل کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ ایک بڑی سی دفتری میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جب کہ میز کی دوسری طرف پولیس یونیفارم میں ملبوس ایک آدمی بیٹھا تھا۔

"جب تمہیں معلوم ہو گیا تھا کہ وہ ہمارے مطلوبہ آدمی تھے تو تم نے اس کوٹھی کو ہی کیوں نہ بموں سے اڑا دیا"...... شاگل نے غصے کی شدت سے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"آپ نے کہا تھا کہ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہیں جناب اس لئے میں نے سوچا کہ انہیں منصوبہ بندی سے پکڑا جائے۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ سب کو ختم کر کے نکل جائیں گے"...... پولیس کی وردی میں ملبوس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ انسپکٹر کہاں ہے بلاؤ اسے"...... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو اس پولیس یونیفارم میں ملبوس آدمی نے سامنے میز پر

پڑے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور اس کا ایک نمبر پریس کر دیا۔

"چیف بول رہا ہوں۔ انسپکٹر موہن کو اندر بھیجو"۔ پولیس یونیفارم میں ملبوس آدمی نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک پولیس انسپکٹر اندر داخل ہوا۔ اس نے سیلوٹ مارا اور مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"پوری تفصیل بتاؤ کہ تم نے کیا کیا اور انہوں نے کیا کیا"۔ شاگل نے دانت پیستے ہوئے انسپکٹر سے مخاطب ہو کر کہا اور انسپکٹر نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی جیپ کی آمد سے لے کر اپنے بے ہوش ہونے تک کی ساری کارروائی کی تفصیل بتا دی۔

"جب مجھے ہوش آیا جناب تو میں پولیس جیپ میں پڑا ہوا تھا۔ باہر نکلنے پر پتہ چلا کہ تمام سپاہیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور وہ ایجنٹ اور ان کی جیپ غائب ہے"...... انسپکٹر نے کہا۔

"تم نے کہا ہے کہ جیپ کی چیکنگ پوائنٹ پر آمد سے پہلے تمہیں ایک نسوانی چیخ سنائی دی تھی اس کا کیا مطلب ہے"...... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں جناب بڑی خوفناک نسوانی چیخ تھی۔ ہم سب بھی چند لمحوں کے لئے گھبرا گئے تھے۔ ہمارا خیال تھا کہ کسی عورت کو ہلاک کر دیا گیا ہے لیکن جیپ میں ایسی کوئی بات نظر نہ آئی۔ نہ کسی عورت کی لاش تھی اور نہ ان دو عورتوں میں سے کوئی زخمی تھی اس آدمی نے بتایا

کہ جیپ میں ریڈیو چل رہا تھا جس سے ڈرامہ نشر ہو رہا تھا اور اس ڈرامے میں چیخ ماری گئی تھی"...... انسپکٹر نے جواب دیا۔

" نانسنس وہ مشن پر تھے۔ وہ ریڈیو پر ڈرامہ سننے کے لئے نہیں آئے تھے۔ لازماً یہ چیخ کسی کو کاشن تھا"...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" میرا بھی یہی خیال ہے جناب"...... پولیس چیف نے کہا۔

" بات میں نے کی ہے اور خیال تمہارا ہو گیا۔ اب تک تو تم نے خیال ظاہر نہیں کیا تھا۔ اب یہ تمہارا خیال کہاں سے ہو گیا"۔ شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" جناب مم میرا مطلب ہے کہ میں تو آپ کی بات کی تائید کر رہا ہوں"...... پولیس چیف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اوہ اچھا پھر ٹھیک ہے۔ پھر تمہارا خیال درست ہے"...... شاگل نے فوراً ہی نرم لہجے میں کہا اور پولیس چیف کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

" ٹھیک ہے تم جاؤ"...... شاگل نے کہا اور انسپکٹر سلام کر کے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

" ہاں اب بتاؤ کہ وہ لوگ کہاں گئے ہیں۔ کیا تفتیش کی ہے تم نے تم یہاں کے پولیس چیف ہو۔ بولو کہاں ہیں وہ لوگ اور ہاں کیا تم مجھے کنکٹ نہیں کر سکتے تھے جب تمہیں ان کے بارے میں اطلاع ملی تھی"...... شاگل نے کہا۔ اس کے لہجے میں آہستہ آہستہ غصے کی شدت

بڑھتی جا رہی تھی۔

" میں نے کال کیا تھا جناب لیکن آپ پرائم منسٹر ہاؤس میں مصروف تھے جناب"...... پولیس چیف نے کہا۔

" اوہ ہاں ٹھیک ہے۔ وہ پرائم منسٹر نے مجھے مشورے کے لئے بلایا تھا لیکن وہ لوگ اب کہاں ہیں۔ کہاں گئے ہیں وہ لوگ۔ آسمان کھا گیا ہے انہیں یا زمین نگل گئی ہے۔ کہاں گئے ہیں یہ"...... شاگل نے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ پولیس چیف کوئی جواب دیتا۔ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور پولیس چیف نے رسیور اٹھا لیا۔

" یس سردار دلاور سنگھ سپیکنگ"...... پولیس چیف نے کہا پھر وہ دوسری طرف سے آنے والی آواز سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

" اوہ اوہ کہاں ہے وہ۔ جلدی بولو کہاں ہے وہ"...... پولیس چیف نے بے چین سے لہجے میں کہا پھر دوسری طرف سے بات سننے لگا۔

" اوہ اسے گرفتار کر کے لے آؤ۔ ابھی اسی وقت فوراً"...... پولیس چیف نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف سے آنے والی آواز سنائی دی۔

" ہوتا رہے سرکاری ملازم جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو جلدی کرو۔ ابھی اسی وقت"...... پولیس چیف نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

" جناب ان کا پتہ چل گیا ہے جناب میرے ایک مخبر نے انہیں تلاش کر لیا ہے جناب"....... پولیس چیف نے کہا تو شاگل بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

"اوہ کہاں ہیں وہ۔ کہاں ہیں"....... شاگل نے تیز لہجے میں پوچھا۔

" جناب وہ محکمہ جنگلات کے ریجنل ڈائریکٹر کے سرکاری ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر پہاڑوں کے اندر کہیں اتر گئے ہیں۔ میں نے پائلٹ کو گرفتار کر کے یہاں لانے کا حکم دے دیا ہے جناب ابھی پتہ لگ جائے گا جناب"....... پولیس چیف نے کہا۔

"پہاڑوں کے اندر اتر گئے ہیں۔ محکمہ جنگلات کے سرکاری ہیلی کاپٹر میں۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں"....... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جناب میرے مخبر کو اطلاع ملی کہ ریجنل ڈائریکٹر صاحب دارالحکومت گئے ہوئے ہیں۔ ان کی عدم موجودگی میں ان کا پائلٹ جس کا نام نارچند بتایا گیا ہے۔ ہیلی کاپٹر لے کر انہی پہاڑیوں کی طرف گیا ہے اور پھر دو گھنٹوں بعد واپس آیا ہے تو اسے شک پڑا اس نے اس پائلٹ کو گھیر کر جب اس سے سختی سے پوچھ گچھ کی تو اس نے بتایا ہے کہ اس نے انہی پہاڑیوں میں سے دو عورتوں اور چار مردوں کو ہیلی کاپٹر میں سوار کر کے پہاڑیوں کے اندر اتارا ہے"....... پولیس چیف نے کہا تو شاگل بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"اوہ اوہ کہاں ہے وہ پائلٹ کہاں ہے"۔ شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

" جناب وہ ابھی یہاں پہنچ جائے گا"....... پولیس چیف نے بھی شاگل کے کرسی سے اٹھنے کی وجہ سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" اوہ اوہ ویری بیڈ تو اس طرح یہ لوگ یہاں سے نکل گئے ہیں۔ ویری بیڈ۔ اوہ۔ یہ چیخ یقیناً اس ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کو ہوشیار کرنے کے لئے ماری گئی ہو گی۔ وہ لوگ ایسی ہی احمقانہ حرکتیں کرتے ہیں۔ اوہ گڈ شو تمہارا مخبر تو بڑے کام کا آدمی ہے۔ اسے انعام ملنا چاہئے اوہ ویری گڈ"....... شاگل نے تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔ بولتے بولتے ہی اس کی ذہنی رو بدل گئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ فقرے کا آغاز اس نے ویری بیڈ سے کیا تھا لیکن فقرے کا اختتام ویری گڈ پر ہوا تھا۔

" یس سر ضرور سر۔ اسے بھاری انعام ملنا چاہئے سر"....... پولیس چیف نے خوشامدانہ لہجے میں کہا اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر بے چینی کے عالم میں اس نے کمرے میں ٹہلنا شروع کر دیا۔

" ابھی تک وہ لے کر نہیں آیا۔ کہاں لے گیا ہے وہ تمہارا مخبر۔ نانسنس۔ احمق اسے وقت کی قدر بھی نہیں کیوں نہیں آیا ابھی تک"....... اچانک شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

" ابھی آ جائے گا سر ابھی سر"....... پولیس چیف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے وہ پہلی بار سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کا سامنا کر رہا تھا اس لئے وہ اس کے لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے موڈ کی وجہ سے بری طرح بوکھلایا ہوا نظر آ رہا تھا۔

" میں اسے گولی مار دوں گا۔ نانسنس اتنی دیر۔ یہ آدمی ہے۔ اتنی

دیر"...... شاگل نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر وہ واقعی گولی مار دینے کے قابل ہے سر"...... پولیس چیف نے کہا تو شاگل نے اس طرح سر ہلایا جیسے پولیس چیف نے اس کی بات کی تائید کر کے انتہائی عقلمندی کا ثبوت دیا ہو اور پولیس چیف کے گھبرائے ہوئے چہرے پر ایک بار پھر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ شاگل نے ایک بار پھر ٹہلنا شروع کر دیا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر غصے کے تاثرات ابھرتے چلے آ رہے تھے اور پولیس چیف کے ہونٹ اسی طرح بھنچتے چلے جا رہے تھے کہ دروازہ کھلا اور ایک نوجوان جس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں اندر داخل ہوا اس کے پیچھے ایک سادہ کپڑوں میں ملبوس آدمی اور ایک باوردی پولیس کا سپاہی تھا۔ ہتھکڑی کی زنجیر باوردی پولیس مین کی بیلٹ سے منسلک تھی۔

"جناب یہ میرا مخبر ہے راشٹریہ"...... پولیس چیف نے جلدی سے اس سادہ کپڑوں والے کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"یہی ہے وہ پائلٹ"...... شاگل نے غور سے اس ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے آدمی کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں جناب یہ پائلٹ ہے نارچند ریجنل ڈائریکٹر محکمہ جنگلات کے سرکاری ہیلی کاپٹر کا جناب ریجنل ڈائریکٹر صاحب نے تو بڑی مزاحمت کی تھی جناب لیکن آپ کے حکم کی وجہ سے میں اسے جبراً لے آیا ہوں جناب"...... راشٹریہ نے کہا۔

"یہ کیا احمقوں والی ہتھکڑی لگا کر لے آئے ہو۔ کلپ ہتھکڑی نہیں ہے تمہارے پاس"...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میری الماری میں ہے جناب"...... پولیس چیف نے جلدی سے کہا اور تیزی سے ایک سائیڈ پر دیوار میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک کلپ ہتھکڑی نکال لی۔

"اس کے دونوں ہاتھ عقب میں کر کے یہ کلپ ہتھکڑی لگا دو اور یہ چھن چھن کرتی ہوئی اولڈ ماڈل ہتھکڑی کھول دو اور پھر اس زنجیر سے اسے ستون سے باندھ دو جلدی کرو"...... شاگل نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو پولیس چیف خود اس کے حکم کی تعمیل کے لئے دوڑ پڑا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کے حکم کی تعمیل کر دی گئی۔

"تمہارے پاس ہنٹر تو ہوگا وہ لے آؤ"...... شاگل نے کہا۔

"وہ بھی الماری میں موجود ہے سر میں نکالتا ہوں سر"...... پولیس چیف نے کہا۔

"تم دونوں جاؤ"...... شاگل نے باوردی اور بغیر وردی دونوں سے کہا اور وہ دونوں خاموشی سے سر جھکائے کمرے سے باہر نکل گئے۔ جب کہ پولیس چیف نے الماری کے نچلے خانے سے چمڑے کا بنا ہوا ہنٹر نکال کر شاگل کی طرف بڑھا دیا۔ ابھی شاگل نے ہنٹر ہاتھ میں لیا ہی تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر باوقار آدمی جس کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات تھے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا سرکاری ملازموں کی اب یہی عزت رہ گئی ہے کہ جب تم لوگ چاہو بغیر کسی وارنٹ اور کسی مقدمے کے انہیں ہتھکڑیاں لگا لو۔ کیا یہی قانون ہے جس کے تم محافظ ہو"...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے اندر داخل ہوتے ہی پولیس چیف سے مخاطب ہو کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب"...... پولیس چیف نے کچھ کہنا چاہا۔

"کیا جناب وناب لگا رکھا ہے تمہیں حکومت نے اس لئے پولیس چیف بنایا ہے کہ تم سرکاری ملازموں کو پکڑتے رہو نانسنس میں نے اپنے محکمے کے ڈائریکٹر جنرل سے بات کی ہے۔ وہ وزیراعظم سے بات کریں گے میں نے ابھی تمہاری بیلٹ اور یونیفارم نہ اتروائی تو میرا نام بھی ساٹھور نہیں ہے"...... اس آدمی نے پولیس چیف کی بات کاٹتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ کون ہے"...... شاگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پولیس چیف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ جناب محکمہ جنگلات کے ریجنل ڈائریکٹر ہیں مسٹر ساٹھور"۔ پولیس چیف نے کہا۔

"اوہ تو اس کا ہیلی کاپٹر استعمال ہوا ہے"...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ غلط ہے۔ یہ محض الزام ہے"...... ساٹھور نے بھی انتہائی غصیلے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے شاگل کا وہ بازو بجلی کی سی تیزی

سے گھوما جس میں اس نے ہنٹر پکڑ رکھا تھا اور شائیں کی آواز کے ساتھ ہی ڈائریکٹر کے حلق سے بھیانک چیخ نکلی اور وہ اچھل کر پہلو کے بل نیچے فرش پر جا گرا اور چند لمحے اس کا جسم پھڑکتا رہا پھر ساکت ہو گیا۔

"بس اتنی ڈائریکٹری تھی تمہارے جسم میں۔ نانسنس"...... شاگل نے انتہائی حقارت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ پولیس چیف کی طرف بڑھ گیا۔

"اپنے آدمی بلاؤ اور اسے بھی اسی طرح دوسرے ستون سے باندھ دو میں پہلے اس پائلٹ سے بات کر لوں پھر اسے بھی دیکھتا ہوں"۔ شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ پائلٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا انداز بالکل ایسے تھا جیسے قصائی ہاتھ میں خوفناک چھری پکڑے بندھی ہوئی بکری کی طرف بڑھتا ہے۔ پائلٹ کا جسم خوف سے کانپنے لگ گیا۔ وہ شاید اپنے ڈائریکٹر کا حشر دیکھ چکا تھا۔

"مم مم۔ بے گناہ ہوں۔ مم مم"...... پائلٹ نے خوف سے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے شائیں کی آواز کمرے میں گونجی اور کمرہ پائلٹ کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کا بندھا ہوا جسم بری طرح پھڑکنے لگا۔

"تم بے گناہ ہو۔ بے گناہ ہو تم۔ دشمن ایجنٹوں کو ہیلی کاپٹر پر بٹھا کر چھوڑ آئے ہو اور بے گناہ ہو۔ کیوں"...... شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"مم مم میں تو ماتحت ہوں جناب میں نے تو ڈائریکٹر صاحب کا حکم

مانا تھا جناب"...... پائلٹ نے کراہتے ہوئے اور خوف سے بری طرح
کانپتے ہوئے لہجے میں کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔
"کیا کہہ رہے ہو۔ کیا اس ڈائریکٹر نے کہا تھا"...... شاگل کے لہجے
میں حیرت تھی۔
"جی ہاں سر ورنہ میری کیا جرأت ہے سر کہ میں سرکاری ہیلی کاپٹر
لے کر چلا جاؤں سر۔ ڈائریکٹر صاحب نے کہا تھا کہ وہ دارالحکومت جا
رہے ہیں۔ ان کے مہمانوں کو میں مارتی چھوڑ آؤں ساری باتیں انہوں
نے مجھے سمجھائی تھیں سر"...... پائلٹ نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔
"ہونہہ پھر تو تم واقعی بے گناہ ہو۔ لیکن یہ بات سن لو میرا نام
شاگل ہے شاگل سمجھے۔ میں کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف ہوں
وزیراعظم اور صدر بھی میرے اختیارات کے سامنے کانپتے رہتے ہیں۔
میں چاہوں تو تمہیں کافرستان کا سب سے بڑا اعزاز دلا دوں اور میں
چاہوں تو تمہارے جسم کی ایک ایک بوٹی کٹوا کر کتوں کے سامنے
ڈلوا دوں۔ اس لئے جو کچھ ہوا پوری تفصیل کے ساتھ اور سچ سچ بتا دو
بولو"...... شاگل نے انتہائی بارعب لہجے میں کہا۔
"یس سر۔ مجھے ڈائریکٹر صاحب نے صبح سویرے بلایا سر۔ انہوں نے
کہا ان کے مہمان ہیں اور انہوں نے مارتی جانا ہے اور وہ بڑے ایڈونچر
پسند ہیں۔ میں ہیلی کاپٹر لے کر پہاڑیوں کے اندر ایگل پہاڑی پر پہنچ
جاؤں۔ چنانچہ میں وہاں پہنچ گیا۔ پھر مجھے اشارہ دیا گیا اور میں اس جگہ
پہنچ گیا جہاں مجھے بتایا گیا تھا وہاں دو عورتیں اور پانچ مرد موجود تھے ان

میں سے دو عورتوں اور چار مردوں کو میں ہیلی کاپٹر پر سوار کر کے مارتی
پہنچا اور پھر انہیں وہاں ڈراپ کر کے میں واپس آگیا"...... پائلٹ
نارچند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"راستے میں کیا باتیں ہوئیں"...... شاگل نے پوچھا۔
"راستے میں مجھ سے تو کوئی بات نہیں ہوئی جناب البتہ وہ آپس
میں مذاق کرتے رہے البتہ مارتی پہنچ کر انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا
میں سرسار گیا ہوں"...... نارچند نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔
"کیا بات ہوئی تھی تفصیل سے بتاؤ۔ ایک ایک لفظ دوہراؤ"۔
شاگل نے کہا اور نارچند نے تفصیل بتانی شروع کر دی۔ شاگل
درمیان میں سوالات کرتا رہا اور نارچند جواب دیتا رہا۔
"ہونہہ تو عمران اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ گیا ہے۔ ویری
بیڈ"...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور مڑ کر وہ میز پر رکھے ہوئے
فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع
کر دیئے۔
"پرائم منسٹر ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز
سنائی دی۔
"چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں پرائم منسٹر صاحب
جہاں کہیں بھی ہوں میری فوراً ان سے بات کرائیں اٹ از ٹاپ
ایمرجنسی"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔
"ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر کیا آپ لائن پر ہیں"....... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وہی نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"یس"....... شاگل نے کہا۔

"پرائم منسٹر صاحب سے بات کریں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر میں شاگل بول رہا ہوں سر فیض آباد سے سر"....... شاگل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس کیا ایمرجنسی ہے"....... دوسری طرف سے قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں پوچھا گیا۔ بولنے والے پرائم منسٹر خود تھے۔

"سر عمران اور اس کے ساتھی سرسار کے علاقے میں داخل ہو چکے ہیں سر۔ اب آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ کیا یہی علاقہ ان کا مطلوبہ ہے یا نہیں اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے کہ اگر یہ وہی علاقہ ہے تو پھر سر یہ شدید خطرے میں ہے"....... شاگل نے کہا۔

"سرسار کے علاقے میں۔ لیکن وہ وہاں کیسے جا سکتے ہیں۔ انہیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہاں ان کا مطلوبہ ٹارگٹ ہے۔ اوہ نہیں۔ ایسا ناممکن ہے۔ اٹ از ناٹ پاسیبل"....... وزیراعظم کے لہجے میں شدید حیرت ابھر آئی تھی اور شاگل کے چہرے پر بے اختیار طنزیہ مسکراہٹ رینگنے لگ گئی۔

"جناب یہ بات تو حتمی ہے کہ یہ لوگ وہاں پہنچ گئے ہیں۔ باقی آپ بہتر جانتے ہیں۔ میں نے تو پہلے بھی عرض کیا تھا کہ یہ لوگ انتہائی

حیرت انگیز انداز میں کام کرتے ہیں اور میں ہی جانتا ہوں کہ یہ لوگ کس طرح کام کرتے ہیں۔ اگر آپ مجھے پہلے اس علاقے کے بارے میں بریف کر دیتے تو میں اپنی فورس سمیت اس پورے علاقے کو گھیر لیتا اور اس کی طرف جانے والے ہر راستے کو بند کر دیتا۔ لیکن مجھے تو معلوم نہیں تھا۔ ہو سکتا ہے آپ نے ریکھا کو بتا دیا ہو"....... شاگل نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"مادام ریکھا کی کال آئی تھی وہ انہیں اس علاقے میں تلاش کر رہی ہے جہاں مولی ایچ واقع ہے لیکن وہ علاقہ تو سرسار سے قطعی مخالف سمت میں اور قطعی علیحدہ ہے۔ میں تو اب بھی یقین نہیں کر رہا کہ یہ لوگ سرسار گئے ہیں۔ آخر انہیں کس طرح اس بارے میں معلوم ہو سکتا ہے جب سوائے میری ذات کے اور صدر مملکت کے اور کسی کو اس کے بارے میں علم نہیں ہے اور یہ مولی ایچ والا کوڈ ایسا ہے کہ جسے کسی صورت بھی کوئی نہیں سمجھ سکتا"۔ وزیراعظم نے جواب دیا

"عمران کوڈ حل کرنے کا ماہر ہے۔ میں آپ کو تفصیل بتا دیتا ہوں کہ میں نے کس طرح ان کا کھوج لگایا ہے"....... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے فیض آباد سے نکل کر ہیلی کاپٹر کے ذریعے مارتی پہنچنے اور پائلٹ سے سرسار کے علاقے کے بارے میں پوچھ گچھ کی پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ پھر تو واقعی یہ اصل ٹارگٹ پر پہنچ گئے ہیں لیکن یہ وہاں کسی صورت بھی آگے نہیں بڑھ سکتے۔ میں اب کارو کو الرٹ کر دیتا ہوں وہ

ان سے خود ہی نمٹ لے گا"...... وزیراعظم نے اس بار جھجکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ کارو لاکھ سپر مین سہی لیکن جناب وہ ان کا مقابلہ کسی صورت نہیں کرسکے گا جناب"...... شاگل نے کہا۔

"میں آپ سے زیادہ ان معاملات کو سمجھتا ہوں۔ مجھے مشورہ نہ دیا کریں گڈ بائی"...... دوسری طرف سے غصیلے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"یہ۔ یہ پرائم منسٹر مروادے گا۔ سب کچھ ختم کرادے گا"۔ شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس نے کریڈل دبایا اور پھر ہاتھ چھوڑ کر اس نے تیزی سے دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں پریذیڈنٹ صاحب سے بات کرائیں اٹ از ٹاپ ایمرجنسی"...... شاگل نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر کیا آپ لائن پر ہیں"...... تھوڑی دیر بعد وہی نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"یس"...... شاگل نے کہا۔

"پریذیڈنٹ صاحب سے بات کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سر میں شاگل بول رہا ہوں فیض آباد سے سر"...... شاگل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"فیض آباد سے خیریت مسٹر شاگل"...... دوسری طرف سے صدر مملکت کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور شاگل نے پرائم منسٹر صاحب کی میٹنگ میں ہونے والی بات چیت سے لے کر عمران اور اس کے ساتھیوں کا سرسار کے علاقے میں پہنچنے اور پھر ابھی وزیراعظم سے ہونے والی بات چیت کی تفصیل بتا دی

"پھر تم کیا کہنا چاہتے ہو کھل کر بات کرو"...... صدر مملکت نے کہا۔

"جناب وزیراعظم صاحب پہلے اصل علاقہ نہیں بتا رہے تھے اب جب کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس علاقے میں پہنچ گیا ہے تو اب انہوں نے بتایا ہے کہ واقعی اصل علاقہ سرسار کا ہی ہے۔ انھیں عمران کے وہاں پہنچنے پر شدید حیرت ہوئی تھی لیکن اب وہ اس علاقے کے سردار کارو پر انحصار کر رہے ہیں۔ وزیراعظم صاحب تو نو منتخب ہیں لیکن سر آپ تو جانتے ہیں کہ اس قدر اہم لیبارٹری کو اس طرح ایک عام سے آدمی کے رحم وکرم پر کیسے چھوڑا جا سکتا ہے"...... شاگل نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ وزیراعظم صاحب تمہیں وہاں بھیج دیں"...... صدر مملکت نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سر آپ تو جانتے ہیں کہ اس عمران کا مقابلہ اور کون کر سکتا

ہے"۔شاگل نے براہ راست بات کرنے کی بجائے پھیر کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم آج تک تو اس کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہوئے"۔ صدر مملکت نے کہا۔

"سر۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ سب کچھ تو آپ جانتے ہیں"۔ شاگل نے جواب دیا۔

"مسٹر شاگل اصل بات یہ ہے کہ اس بار ہم کسی ایجنسی کو سامنے نہیں لانا چاہتے کیونکہ ہمارا تجربہ ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی آپ کے بارے میں اچھی طرح جان چکے ہیں اس لئے وہ اپنا کام مکمل کر لیتے ہیں اس لئے اس بار کارو اور اس کے ساتھیوں کو آزمانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ البتہ آپ اور مادام ریکھا کے بارے میں یہ ہو سکتا ہے کہ آپ دونوں سرسار علاقے میں پھیل جائیں اور عمران اور اس کے ساتھی یقیناً کارو اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں مارے جائیں گے۔ اگر بفرض محال بچ کر فرار ہونے لگیں تو پھر آپ انہیں گھیر کر ہلاک کر دیں۔ بس اتنا کچھ ہو سکتا ہے"...... صدر مملکت نے کہا۔

"لیکن سر اگر انہوں نے لیبارٹری ہی تباہ کر دی تو"...... شاگل نے کہا۔

"نہیں ایسا ہونا ناممکن ہے۔ یہ لیبارٹری اس انداز میں بنائی گئی ہے کہ نہ اس کے اندر کوئی ذی روح جا سکتا ہے اور نہ باہر آسکتا ہے کیونکہ اس میں کوئی ذی روح موجود ہی نہیں"...... صدر نے کہا تو

شاگل بری طرح چونک پڑا۔

"ذی روح موجود نہیں ہے۔ کیا مطلب جناب کیا اس کے اندر سائنسدان نہیں ہیں"۔شاگل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں اور یہ بات بھی میں صرف تمہیں بتا رہا ہوں۔ یہ لیبارٹری مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ مشینری پر مشتمل ہے البتہ اس پر کام وہاں سے سینکڑوں میل دور ایک اور لیبارٹری میں بیٹھے ہوئے سائنس دان لیتے ہیں اس لئے نہ ہی اس کے اندر کوئی جا سکتا ہے اور نہ باہر آسکتا ہے یہ مکمل طور پر اور ہر لحاظ سے سیلڈ ہے"...... صدر مملکت نے کہا۔

"پھر تو سر وہ فارمولا بھی وہاں نہیں ہوگا جس کی خاطر عمران آیا ہے"...... شاگل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں فارمولا بھی وہاں نہیں ہے اور کہاں ہے یہ تمہیں نہیں بتایا جا سکتا"...... صدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب پھر تو عمران اور اس کے ساتھیوں کے پیچھے جانا فضول ہے"...... شاگل نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو عمران اور اس کے ساتھی اس لیبارٹری کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے اور نہ وہ فارمولا واپس حاصل کر سکتے ہیں اور مجھے سو فیصد یقین ہے کہ اس بار وہ کارو اور اس کے گروپ کے ہاتھوں ہلاک ہو جائیں گے۔ بہرحال اگر وہ کسی طرح بچ جائیں تو پھر تم انہیں ہلاک کر دینا۔ میں وزیراعظم صاحب سے بات کر لیتا ہوں وہ آپ سے بات کر لیں گے"...... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو

گیا۔ شاگل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"جناب اس ڈائریکٹر کو ہوش آ رہا ہے جناب"...... اچانک پولیس چیف نے کہا تو شاگل اس طرح چونکا جیسے اسے اب احساس ہوا ہو کہ کمرے میں اس کے علاوہ بھی کوئی موجود ہے۔

"گولی مار دو ان دونوں کو گولی مار دو"...... شاگل نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"گگ گگ گولی۔ مگر مگر جناب"...... پولیس چیف نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ دونوں غدار ہیں دونوں ان کی سزا موت ہے۔ موت"۔ شاگل نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے جیب سے ریوالور نکالا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ ریوالور کے دھماکوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

"یہ غدار ہیں غدار۔ ان کی یہی سزا ہوتی ہے۔ یہ غدار ہیں"۔ شاگل نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس کا ذہنی توازن ہی بگڑ گیا ہو۔ وہ مسلسل ان دونوں پر گولیاں برسائے چلا جا رہا تھا اور پولیس چیف کا چہرہ اس طرح زرد پڑا ہوا تھا جیسے اچانک کسی نے اس کے جسم سے خون نچوڑ لیا ہو۔

عمران اور اس کے ساتھی ایک قدرے کھلی جگہ پر جھاڑیوں کی اوٹ میں موجود تھے۔ عمران نے صفدر اور تنویر کو ان لکڑی کاٹنے والوں کے سردار راتو کو لے آنے کا کہا تھا اور وہ دونوں جھاڑیوں کی اوٹ لیتے ہوئے اس بستی کی طرف بڑھ گئے تھے جس کی نشاندہی ہیلی کاپٹر پائلٹ نارچند نے کی تھی۔

"اس علاقے کا نقشہ تمہارے پاس نہیں ہے"...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں اس دشوار گزار علاقے کا نقشہ مارکیٹ میں موجود نہیں ہے ہو سکتا ہے دارالحکومت میں جغرافیکل سروے ڈیپارٹمنٹ میں ہو لیکن واپس جانے اور وہاں سے نقشہ لے آنے کا وقت نہیں ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اگر یہاں لیبارٹری ہے تو پھر اس جنگل میں اس کی حفاظت کا کیا

انتظام کیا گیا ہو گا"...... صالحہ نے کہا۔

"تمہارے ذہن کے مطابق کیا انتظام ہو سکتا ہے"...... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کرتے ہوئے کہا۔

"سائنسی انتظامات ہی ہو سکتے ہیں اور کیا ہو سکتا ہے"...... صالحہ نے جواب دیا۔

"لیکن سائنسی انتظامات کا رزلٹ دیکھنے اور انہیں کنٹرول کرنے والا بھی تو کہیں موجود ہونا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے اس کا چیکنگ سسٹم لیبارٹری کے اندر ہو"...... جولیا نے جواب دیا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کیپٹن شکیل"...... عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا جو حسب عادت خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"عمران صاحب میں اس بارے میں کافی دیر سے سوچ رہا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اس لیبارٹری میں کوئی سائنس دان نہیں ہو گا بلکہ یہ صرف کمپیوٹرائزڈ لیبارٹری ہو گی"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ صالحہ اور جولیا بھی چونک پڑی تھیں۔ عمران کے چہرے پر بھی حقیقی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اس خیال کی وجہ"...... عمران نے پوچھا۔

"عمران صاحب اس خوفناک جنگل میں لیبارٹری بنائی جائے اور وہاں اندر سائنسدان بھی ہوں اور دوسرا عملہ بھی ہو تو پھر یقینی بات ہے کہ ان کے لئے خوراک اور دوسرا سامان بھی مسلسل پہنچانا پڑے گا

اور ان کی حفاظت کے لئے بھی وہاں باقاعدہ فوج رکھنی پڑے گی اور سپلائی عام ٹرکوں سے بھی نہیں ہو سکتی۔ لازماً اس کے لئے خصوصی ہیلی کاپٹر استعمال کرنے پڑیں گے اور ایسے ہیلی کاپٹروں کی چیکنگ کے لئے خصوصی ایئر چیک پوائنٹس بھی بنانے پڑیں گے۔ جبکہ اس پائلٹ نارچند کی بات سننے اور یہاں کے ماحول کو دیکھنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ایسا انتظام نہیں ہے۔ اس لئے دوسری صورت یہی ہو سکتی ہے کہ یہاں لیبارٹری کمپیوٹرائزڈ ہو۔ اسے البتہ کنٹرول کہیں اور سے کیا جاتا ہو"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیا تمہارے پاس صرف یہی دلائل ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اس کے علاوہ عمران صاحب میرے جس دوست راشد نے ایکریمین ایجنسی کے بارے میں بتایا تھا جنہوں نے اس لیبارٹری کو خصوصی سیٹلائٹ کے ذریعے چیک کیا تھا اس کے کہنے کے مطابق لیبارٹری کے اندر موجود مشینری کی تفصیل تو چیک ہوئی تھی لیکن وہاں افراد کی موجودگی چیک نہیں ہو سکی تھی اور مجھے اب یاد آیا ہے کہ اس نے اس سلسلے میں ماسٹر کمپیوٹر کی بات کی تھی"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"لیکن اس لیبارٹری میں تو کافرستان اپنے خوفناک میزائل تیار کرتا ہے۔ ان میزائلوں کو یہاں سے لے جانے کے لئے تو خصوصی انتظامات بہرحال کئے جاتے ہوں گے"...... صالحہ نے کہا۔

"اگر ایسا ہوتا مس صالحہ تو یہ لیبارٹری عام ایجنٹ بھی چیک کر

لیتے جب کہ پاکیشیائی تو کیا دوسرے ملکوں کے ایجنٹ بھی باوجود کوشش کے اسے چیک نہیں کر سکے ۔ اگر وہ ایکریمین ایجنسی اپنے خصوصی خفیہ سیٹلائٹ سے اسے چیک نہ کر سکتی تو شاید یہ اب بھی ٹاپ سیکرٹ رہتی ۔ جہاں تک میزائلوں کا تعلق ہے ۔ میرا خیال ہے کہ یہاں ان میزائلوں کے اندر استعمال ہونے والی انتہائی نازک مشینری تیار ہوتی ہو گی ۔ اس مشینری کی میزائلوں میں تنصیب اور میزائلوں کو تیار کرنے کا کام کہیں اور ہوتا ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس سلسلے میں مزید کوئی بات ہوتی ۔ اچانک ان کی نظریں دور سے درختوں کے درمیان سے گزر کر آتے ہوئے صفدر اور تنویر پر پڑ گئیں جن کے ساتھ ایک مقامی آدمی تھا جس کا جسم انتہائی مضبوط اور ٹھوس تھا۔ چہرہ کافی چوڑا تھا لیکن خدوخال کی بناوٹ مخصوص انداز کی تھی ۔ وہ تینوں بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے آ رہے تھے ۔

" ان کے آنے کا انداز تو بتا رہا ہے کہ یہ اس آدمی سے بات چیت طے کر کے آ رہے ہیں"...... عمران نے کہا اور سب نے اس کی تائید میں سر ہلا دیئے ۔

" عمران صاحب بے فکر رہیں راتو سے ہماری بات چیت ہو چکی ہے"...... صفدر نے دور سے ہی اونچی آواز میں کہا تو عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی اس کے ساتھی بھی کھڑے ہو گئے ۔ راتو نے قریب آ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

" میں آپ کی ہر لحاظ سے مدد کروں گا جناب آپ بے فکر رہیں"۔ راتو نے کہا۔

" کیا باتیں ہوئی ہیں راتو کے ساتھ"...... عمران نے دوبارہ گھاس پر بیٹھتے ہوئے کہا اور باقی ساتھی بھی اس کے گرد بیٹھ گئے ۔

" عمران صاحب راتو یہاں کا مقامی آدمی ہے اور یہ سارا علاقہ اس کا اچھی طرح دیکھا بھالا ہوا ہے ۔ راتو کٹائی کرنے والے مزدوروں کا سردار ہے لیکن گذشتہ کئی روز سے یہ بیمار ہے ۔ اس لئے کام پر نہیں جا سکا ۔ اپنی جھونپڑی میں اکیلا تھا ۔ اس نے معلومات مہیا کرنے کے عوض رقم طلب کی ہے جس کا ہم نے اس شرط پر وعدہ کیا ہے کہ اگر اس نے آپ کی مرضی کی معلومات مہیا کر دیں"...... صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" جناب مجھے اس سارے علاقے کا کیڑا کہا جاتا ہے ۔ جب میں جوان تھا تو یہاں غیر ملکی شکار کھیلنے آیا کرتے تھے ۔ ان کا میں گائیڈ ہوا کرتا تھا اب تو حکومت نے ادھر شکار کھیلنا بند کرا دیا ہے اس لئے اب جناب لکڑی کی کٹائی کر کے پیٹ پالتا ہوں"...... راتو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس علاقے میں شکار کھیلنا بند کر دیا گیا ہے کیوں"...... عمران نے پوچھا۔

" وہ جناب ادھر ایک پہاڑی ملٹوئی ہے ۔ اس پر سنا ہے حکومت نے کوئی خفیہ فیکٹری وغیرہ بنائی ہے اس لئے شکار بند کر دیا گیا ہے" ۔ راتو

نے جواب دیا۔

"یہ ملگوئی پہاڑی یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی یہاں سے تقریباً بیس کوس کے قریب ہے"...... راتو نے جواب دیا۔

"اس پہاڑی کی کوئی خاص نشانی بھی ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں اس سارے علاقے کی سب سے بڑی پہاڑی ہے اور اس کے علاوہ اس کی خاص شناخت جناب ملگوئی کے درختوں کا جنگل ہے۔ ان درختوں کا جنگل اس پہاڑی پر ہے اور کسی پہاڑی پر نہیں ہے"...... راتو نے جواب دیا۔

"کون سا درخت ہے وہ یہاں ہے کوئی"...... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں تھوڑے بہت تو اس سارے علاقے میں ہوتے ہیں۔ وہ دیکھئے وہ سامنے بالکل سفید رنگ کے بڑے بڑے پتوں والا درخت اسے صاحب لوگ چاندی کا درخت بھی کہتے ہیں"...... راتو نے دور ایک اونچے درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس کے بڑے بڑے پتوں کا رنگ ایک طرف سے گہرا سبز اور دوسری طرف سے چمکدار سفید تھا۔ اس کا تنا اور شاخیں بھی سفید رنگ کی تھیں اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"کیا تم یہاں سے اس ملگوئی پہاڑی کا کوئی آسان اور نزدیکی راستہ بتا سکتے ہو تاکہ ہم بغیر کسی سے پوچھے وہاں پہنچ جائیں"...... عمران نے

کہا۔

"جی ہاں"...... راتو نے کہا اور پھر اس نے راستہ سمجھانا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ وہ خصوصی نشانیاں بھی بتاتا جارہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ اس علاقے میں ہم نے سنا ہے کہ وحشی اور آدم خور قبیلے بھی رہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں جناب پرانے زمانے میں یہ قبیلے وحشی اور آدم خور ہوتے ہوں گے اب نہیں ہیں البتہ وہ رہتے پرانے زمانے کی طرح ہی ہیں۔ شکار مارتے ہیں اور کھاتے ہیں ان کے رسم ورواج ویسے ہی ہیں لیکن ان کے بچے اکثر بڑے شہروں میں جا کر محنت مزدوری کرتے رہتے ہیں اس لئے اب ان میں وہ پہلے والی وحشت اور بربریت نہیں رہی اور پھر حکومت نے بھی ان کے سرداروں کو شہروں میں لے جا کر انہیں وہاں کی سیریں بھی کرائی ہیں۔ انہیں نئے اسلحے کی مشق کرائی ہے اور تحفے کے طور پر اسلحہ دیا ہے اس لئے اب ان لوگوں کے پاس دور تک مار کرنے والی اور بہت سی گولیاں اکٹھی مارنے والی بندوقیں بھی ہیں اور ایک قبیلہ تو ملگوئی پر ایسا ہے جس کے پاس تو بہت ہی عجیب وغریب قسم کی بندوقیں ہیں اور ایسے آلات ہیں جیسے لکڑی والے بڑے صاحبوں کے پاس ہوتے ہیں جن سے وہ دنیا کے کسی بھی حصے میں اس طرح بات چیت کرتے ہیں جیسے وہ آدمی سامنے بیٹھا ہوا ہو"...... راتو نے جواب دیا۔

"کیا نام ہے اس قبیلے کا"...... عمران نے پوچھا۔

"اس قبیلے کا نام تو کوڑیا ہے جناب لیکن اس کا سردار کاروا اس قدر زبردست ہے جناب کہ اب اس کے نام پر اس قبیلے کو بھی کارو قبیلہ کہا جاتا ہے۔ وہ اس قدر طاقتور ہے جناب کہ مکہ مار کر چٹان کو ریزہ ریزہ کر دیتا ہے۔ موٹے موٹے درختوں کو ہاتھوں کی مدد سے جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے۔ پورا دیو ہے جناب دیو۔ اس قدر پھرتیلا اور تیز رفتار ہے کہ کہتے ہیں کہ چیتے کے پیچھے دوڑتا ہے تو چیتے کو بھاگنے نہیں دیتا۔ ہاتھوں سے پکڑ کر ہلاک کر دیتا ہے۔ اس کا نشانہ بھی زبردست ہے جناب اندھیری رات میں درختوں کے پتوں پر بیٹھے ہوئے کیڑوں کا شکار کر لیتا ہے۔ ویسے وہ بے حد ظالم، سفاک اور وحشی طبیعت کا آدمی ہے۔ اس کا قبیلہ تو ایک طرف یہ سارا علاقہ اس کے نام سے کانپتا ہے جناب۔ دوسرے قبیلے والے اسے ملچوئی کا شیطان کہتے ہیں جناب"...... راتو جب بولنے پر آیا تو بولتا چلا گیا۔

"کیا صرف اکیلا وہی ایسی خصوصیات رکھتا ہے یا سارا قبیلہ ہی ایسا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"باقی قبیلہ بھی عام قبائیلوں سے ہٹ کر ہے بلکہ ایک بار میں وہاں سے گزرتے ہوئے رات کو پکڑا گیا تو انہوں نے مجھے پوچھ گچھ کے لئے وہاں روک لیا۔ پھر انہوں نے میرے قبیلے سے تسلی کی تو مجھے چھوڑا میں نے وہاں رہ کر دیکھا ہے جناب اس قبیلے کی عورتیں تو قبائلی ہیں لیکن مرد مجھے شہری لگتے ہیں۔ ویسے بظاہر تو وہ قبائلی ہی ہیں لیکن ان کی عادتیں شہری صاحب لوگوں جیسی ہی ہیں۔ مجھے تو بعض اوقات اس

طرح لگتا تھا کہ جیسے اس قبیلے کے مرد اصل نہ ہوں"...... راتو نے جواب دیا۔

"کون سی زبان بولتا ہے یہ کارو قبیلہ"...... عمران نے پوچھا۔

"عام طور پر تو سنالی زبانی بولتے ہیں جو اس سارے علاقے کی زبان ہے لیکن ایک بار میں نے اس قبیلے کے دو مردوں کو شہری زبان بھی بولتے ہوئے سنا تھا"...... راتو نے جواب دیا

"کتنا بڑا قبیلہ ہے یہ"...... عمران نے پوچھا۔

"جی پہلے تو بہت بڑا تھا لیکن پھر آدھے سے زیادہ قبیلہ یہاں سے کسی اور علاقے میں چلا گیا اور اب یہاں صرف چھوٹا سا قبیلہ رہ گیا ہے۔ صرف دو ڈھائی سو مرد اور دو ڈیڑھ سو عورتیں ہوں گی۔ بچے ان کے کم ہیں لیکن ہیں ہی"...... راتو نے جواب دیا۔

"اچھا اب یہ بتاؤ کہ جس فیکٹری کا تم نے ذکر کیا ہے۔ اس کے بارے میں کوئی بات کہ یہ کہاں ہو سکتی ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے یقیناً شہر کے لوگ وہاں رہتے ہوں گے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں میں نے بھی صرف سنا ہے کہ یہاں کوئی فیکٹری ہے مجھے معلوم نہیں ہے اور نہ میں نے ایسے لوگ کبھی دیکھے ہیں"...... راتو نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"صفدر اسے رقم دے دو اور سنو راتو اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو یہ سن لو کہ تمہاری زبان سے ہمارے متعلق ایک لفظ بھی نہیں نکلنا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب"...... راتو نے جواب دیا تو صفدر نے جیب سے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر راتو کی طرف بڑھا دی ۔ راتو گڈی کو دیکھ کر اس قدر حیران ہوا جیسے اسے کوئی ناقابل یقین چیز نظر آ گئی ہو ۔

"یہ ۔ یہ پوری ۔ یہ سب ۔ یہ میری"...... راتو نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا ۔

"ہاں یہ تمہاری ہے ۔ لیکن یہ خیال رکھنا اگر ہم بھاری رقمیں دے سکتے ہیں تو وعدہ خلافی کی صورت میں ہماری انتقامی کارروائی بھی اتنی ہی سخت ہو گی"...... عمران نے کہا ۔

"اوہ اوہ جناب یہ تو میری ساری زندگی کی کمائی سے بھی زیادہ ہے ۔ آپ نے مجھے امیر بنا دیا ہے ۔ اب تو میں یہاں رہوں گا ہی نہیں" ۔ راتو نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور جلدی سے گڈی کو اس نے اپنے لباس کے اندر اچھی طرح چھپا دیا ۔

"اب کوئی اور بات رہ گئی ہو تو وہ بھی بتا دو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"جناب جناب اب میں ایک بات اپنی طرف سے آپ کو بتا دیتا ہوں اور وہ یہ ہے جناب کہ کارو قبیلہ جہاں رہتا ہے اس سے شمال کی طرف ایک نقلی ملجوئی درخت ہے ۔ یہ درخت اصل نہیں ہے ۔ اس کا تنا درمیان سے کسی دروازے کی طرح کھل جاتا ہے اور اس کے اندر میں نے ایسے دو بوڑھوں کو جاتے ہوئے دیکھا ہے جنہوں نے سفید

رنگ کے کوٹ پہنے ہوئے تھے وہ شہری بوڑھے تھے اور کارو انہیں خود چھوڑنے وہاں تک آیا تھا جناب"...... راتو نے جذباتی لہجے میں کہا ۔

"تم نے کیسے دیکھ لیا"...... عمران نے پوچھا ۔

"جناب جب کارو قبیلے نے مجھے چھوڑ دیا تو میں پیدل چلتا ہوا اپنے قبیلے کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک میں نے دور سے سیاہ چیتے کی مخصوص غراہٹ سنی ۔ یہ انتہائی خطرناک چیتا ہوتا ہے ۔ اس لئے میں ایک ملجوئی درخت پر چڑھ گیا لیکن جناب جب میں اس پر چڑھ گیا تب مجھے معلوم ہوا کہ یہ اصل درخت نہیں ہے لیکن اب میں نیچے نہ اتر سکتا تھا ورنہ چیتا مجھے کھا جاتا جس کی غراہٹ قریب آ گئی تھی لیکن پھر میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک چھوٹا سا پنکھوں والا جہاز اس جنگل کے اندر اس طرح اڑتا ہوا آ رہا تھا جیسے کوئی پرندہ اڑتا ہے ۔ وہ درختوں کے درمیان اس طرح اڑ رہا تھا جیسے پرندہ درختوں سے بچ کر اڑتا ہے ۔ پھر یہ جہاز جس پر ایک کی بجائے دو پنکھے تھے ۔ سیاہ چیتے کے غرانے کی آواز اس جہاز سے نکل رہی تھی ۔ جہاز اس درخت کے سامنے اتر گیا ۔ اس میں سے دو بوڑھے اور کارو باہر آیا ۔ اسی لمحے گڑگڑاہٹ کے ساتھ اس درخت کا تنا درمیان سے کھل گیا اور دروازہ بن گیا ۔ میں اوپر بیٹھا خوف سے کانپ بھی رہا تھا اور دیکھ بھی رہا تھا ۔ کانپ اس لئے رہا تھا کہ کارو بے حد ظالم آدمی ہے ۔ اگر میں اسے نظر آ جاتا تو وہ ایک لمحے میں میری ہڈیاں توڑ دیتا ۔ لیکن شاید اس کی نظر اوپر نہ پڑی ۔ دونوں بوڑھے اندر چلے گئے تو تنا برابر ہو گیا ۔ کارو واپس اس جہاز میں بیٹھا اور جہاز

اڑتا ہوا اسی طرح درختوں کے درمیان سے گزر کر واپس چلا گیا۔ جب اس کی غراہٹ بھری آواز سنائی دینی بند ہو گئی تو میں ڈرتے ڈرتے اس درخت سے نیچے اترا اور دوڑ پڑا“...... راتو نے جواب دیا۔

”یہ درخت کہاں ہے کیا تم اس کی کوئی نشاندہی کر سکتے ہو“۔ عمران نے کہا تو راتو نے اسے تفصیل سے بتانا شروع کر دیا۔

”ٹھیک ہے شکریہ اب تم واپس جاؤ اور سب کچھ بھول جاؤ“۔ عمران نے کہا اور راتو نے سلام کیا اور اٹھ کر واپس مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا واپس چلا گیا۔

”اس درخت سے لیبارٹری کا راستہ جاتا ہو گا“...... صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اب کیا پروگرام ہے“...... جولیا نے پوچھا۔

”صالحہ سے پوچھو۔ صفدر نے تو راستہ بھی پوچھ لیا ہے۔ خوشی کی طرف جانے والا راستہ“...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”پلیز عمران صاحب اب آپ نے واقعی اس بارے میں ضد پکڑ لی ہے“...... صفدر نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

”ویسے مسٹر صفدر آپ اس طرح چڑتے کیوں ہیں۔ اگر عمران صاحب مذاق کرتے ہیں تو انہیں کرنے دیں۔ میں اب ان کی طبیعت کو اچھی طرح سمجھ گئی ہوں۔ یہ صرف مذاق برائے مذاق ساری باتیں کرتے ہیں اس لئے اب میں نے ان کی باتوں کا برا منانا چھوڑ دیا ہے“...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دیکھا صفدر ڈبل ایس کا ایک ایس کتنا سمجھدار ہو گیا ہے“۔ عمران نے کہا اور صفدر کوئی جواب دینے کی بجائے صرف مسکرا دیا۔ شاید اس نے بھی سوچ لیا تھا کہ وہ اب اس معاملے میں عمران سے کوئی احتجاج نہیں کرے گا۔

”عمران صاحب میرا خیال ہے کہ ہمیں براہ راست اس نقلی درخت کو ہی ٹارگٹ بنانا چاہئے“...... اچانک کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں اور راستہ بھی ایسا اختیار کرنا چاہئے کہ اس کارو قبیلے سے ٹکراؤ نہ ہو سکے“...... عمران کے بولنے سے پہلے صفدر بول پڑا۔

”راتو کی باتوں سے میں نے جو نتائج اخذ کئے ہیں اس کے مطابق صورتحال بے حد گھمبیر ہے۔ حکومت نے یہاں واقعی انتہائی مختلف انداز کے انتظامات کئے ہیں۔ یہ کارو اور اس کا قبیلہ واقعی نقلی ہے۔ اصل قبیلہ تو یہاں سے بھیج دیا گیا ہے اور تربیت یافتہ کمانڈوز کو یہاں قبائلی بنا کر رکھا گیا ہے۔ کارو کی جو خصوصیات بتائی گئی ہیں وہ بتا رہی ہیں کہ کارو ہر لحاظ سے ایک تربیت یافتہ آدمی ہے۔ اس لئے ان لوگوں نے پورے علاقے میں مخبری کا باقاعدہ نظام قائم کر رکھا ہو گا۔ ہم جیسے ہی یہاں سے آگے بڑھیں گے انہیں لامحالہ خبر ہو جائے گی اور پھر دو صورتیں سامنے آئیں گی۔ یا تو یہ لوگ اچانک ہم پر فائر کھول دیں گے یا پھر ہمیں پکڑ کر لے جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ ہماری یہاں پہنچنے کی اطلاع شاگل کو پہنچ چکی ہو۔ میرا خیال ہے کہ شاگل کو

اس علاقے کا علم نہیں ہے ورنہ وہ لامحالہ ہم سے پہلے یہاں پہنچ جاتا۔ اس بار شاید اس سے بھی یہ سب کچھ چھپایا گیا ہے اس لئے ہمارے یہاں پہنچنے کی اطلاع وہ لازماً پرائم منسٹر یا صدر کو دے گا اور جیسے ہی انہیں اطلاع مل گئی کہ ہم سرسار کے علاقے میں پہنچ گئے ہیں انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم اصل ٹارگٹ کے قریب چلے گئے ہیں۔ چنانچہ وہ لامحالہ اس کارو کو الرٹ کر دیں گے"...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر"...... جولیا نے کہا۔

"تو پھر یہ کہ اب ہمیں باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ وہاں جانا ہے اور میرے ذہن کے مطابق منصوبہ بندی یہ ہے کہ ہم دو گروپوں میں تقسیم ہو جائیں۔ ایک گروپ مشن کی تکمیل کے لئے آگے بڑھے جبکہ دوسرا گروپ اس سے علیحدہ رہ کر اس کو کور دے اور خطرے کی صورت میں ایکشن میں آجائے اور اگر خطرہ نہ ہو تو وہ خود مشن مکمل کرے"...... عمران نے کہا۔

"آپ کی پلاننگ کا ایک اور فائدہ بھی ہوگا عمران صاحب کہ اگر اس کارو کو اطلاع دی گئی تو لازماً یہ اطلاع دی جائے گی کہ ہمارا گروپ دو عورتوں اور چار مردوں پر مشتمل ہے۔ لیکن جب وہ آدھے افراد کو پکڑیں گے تو لامحالہ ان کو فوری گولی مارنے کی بجائے وہ ان سے باقی افراد کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش میں زندہ رکھیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"دونوں کا ٹارگٹ مشن ہونا چاہئے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں دونوں کا یہی مشن ہوگا"...... عمران نے جواب دیا۔

"او کے پھر گروپ بنا دیئے جائیں تاکہ کام کا آغاز ہو سکے"۔ صفدر نے کہا۔

"جولیا یہ گروپ بندی تم کرو"...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"صفدر۔ صالحہ اور عمران ایک گروپ ہے اور دوسرے گروپ میں میرے ساتھ تنویر اور کیپٹن شکیل ہوں گے"...... جولیا نے فوراً ہی کسی جھجک کے بغیر گروپ تشکیل دے دیئے تو تنویر کا چہرہ یکلخت چمک اٹھا۔

"میری جگہ اگر تم کیپٹن شکیل کو دے دیتیں تو گروپ کا نام ٹرپل ایس رکھا جا سکتا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب کہ میرا خیال ہے مس جولیا کہ میں، صفدر اور آپ کا ایک گروپ ہو جب کہ باقی افراد کا دوسرا"...... صالحہ نے صفدر کی طرف کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"مبارک ہو صفدر، پتھر میں جونک آخر کار لگ ہی گئی"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"کون پتھر اور کون جونک میں نے واقعی صفدر صاحب کی شخصیت کا دل ہی دل میں موازنہ کیا ہے۔ صفدر صاحب ذہین بھی ہیں وجیہہ بھی اور خوش اخلاق بھی اور جہاں تک میرا خیال ہے صفدر صاحب

ہمدرد دل بھی رکھتے ہیں آپ کی طرح کٹھور نہیں ہیں"...... صالحہ نے اب کھل کر بات کرنی شروع کر دی۔

"مس صالحہ اس تعریف کا بے حد شکریہ۔ لیکن پلیز آپ بھی تعریف کی حد تک رہیئے گا ورنہ میں عمران سے بھی زیادہ کٹھور دل واقع ہوا ہوں"...... صفدر نے یکلخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے ارے ابھی سے لڑائی شروع۔ ارے۔ بھائی بعد کی بات بعد میں ہوتی ہے۔ پہلے کی پہلے۔ یہی طریقہ اور ترتیب ہے دنیا کی"۔ عمران نے کہا تو صفدر مسکرا دیا۔

"یہ بات میں نے اس لئے کہہ دینی مناسب سمجھی ہے کہ مس صالحہ واقعی آپ کی باتوں میں آکر جذباتی ہو رہی ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ بعد میں انہیں کوئی شکایت ہو"...... صفدر نے کہا۔

"آپ کو کیسے پتہ چلا کہ میں جذباتی ہو رہی ہوں یا میں آپ کے پیچھے دم ہلاتی پھروں گی"...... صالحہ نے بھی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے بس۔ اب معاملہ ختم۔ یہ مذاق نہیں رہا۔ او کے مس جولیا آپ کی یہ گروپنگ مجھے منظور ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب مجھے منظور نہیں ہے"...... صالحہ ابھی تک بگڑی ہوئی تھی۔

"نہیں جو میں نے کہہ دیا ہے۔ اٹ از فائنل۔ تمہارے جذبات اپنی جگہ لیکن مشن اور دوسرے ساتھیوں کی زندگیاں اپنی جگہ"۔ جولیا

نے ایسے لہجے میں کہا کہ باقی۔ تھی تو ایک طرف عمران بھی حیرت سے جولیا کو دیکھنے لگا۔ کیونکہ جولیا نے جس لہجے اور جس انداز میں بات کی تھی اس سے واقعی ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے جولیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہو۔ ویسے اس نے بھی شاید اب جذباتی پن سے نجات حاصل کر لی تھی کیونکہ اس نے خود بنائے ہوئے گروپ میں عمران کو اپنے ساتھ شامل نہیں کیا تھا بلکہ صالحہ کو عمران کے گروپ میں خود ہی شامل کر دیا تھا۔

"یہ ہوئی ناں بات۔ اب واقعی محسوس ہوتا ہے کہ تم ڈپٹی چیف ہو۔ اب یہ بھی بتا دو کہ کون سا گروپ مشن مکمل کرے گا اور کون سا دوسرے کو کور کرے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دونوں اپنے اپنے طور پر مشن مکمل کریں گے۔ کوئی دوسرے کو کور نہیں کرے گا"...... جولیا نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب میں نے تو کہا تھا کہ"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے جو کچھ کہا تھا وہ میں نے سن لیا ہے۔ دوبارہ دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن جو میں نے کہا ہے وہ بھی درست ہے۔ ہمارا اصل مقصد مشن مکمل کرنا ہے اس کاروقبیلے یا اس کارو کا مقابلہ نہیں ہے اس لئے دونوں اپنے اپنے طور پر کام کریں جو بھی کامیاب ہو جائے ہاں اگر اس مشن کی تکمیل کے دوران دوسرے گروپ کو بچانے کا

موقع کسی گروپ کو مل جائے تو وہ ایسا کرے گا اس طرح وقت ضائع نہیں ہوگا"...... جولیا نے پہلے کی طرح فیصلہ کن لہجے میں کہا تو عمران نے بے اختیار طویل سانس لیا۔

"مس جولیا نے درست کہا ہے عمران صاحب اس طرح واقعی وقت ضائع نہیں ہوگا"...... صفدر نے جولیا کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"او کے ٹھیک ہے۔ اسے کہتے ہیں اپنے پیروں پر خود کلہاڑی مارنا خود ہی جولیا کو اختیارات دیئے ہیں تو اب بھگتنا بھی تو پڑے گا"۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم ٹیم لیڈر ضرور ہو لیکن میں ڈپٹی چیف ہوں۔ یہ تو میں جان بوجھ کر اپنے اختیارات استعمال نہیں کرتی تھی لیکن اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں آئندہ تمہاری طفیلی بن کر کام نہیں کیا کروں گی"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ویسے یہ بھی فیصلہ ہو جانا چاہئے کہ مشن کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"مشن وہ فارمولا حاصل کرنا ہے جو کافرستان نے پاکیشیا سے اڑایا ہے اور اس مشن کے ساتھ ساتھ اگر لیبارٹری تباہ کرنے کا بھی موقع مل جائے تو زیادہ بہتر ہے"...... جولیا نے جواب دیا

"لیکن لیبارٹری تباہ کرنے کے لئے خصوصی اسلحہ تو میرے خیال میں اتنا نہ ہوگا کہ دونوں گروپوں میں تقسیم ہو سکے"...... صفدر نے

کہا۔

"اسلحہ جولیا رکھ لے۔ مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی۔ ہمارا تو اس بات پر ایمان ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صفدر وہ بڑا سیاہ بیگ کھولو اور اس میں جو بھی سامان ہے وہ باہر نکالو"...... جولیا نے صفدر سے کہا تو صفدر نے بیگ اٹھا کر اسے کھولا اور پھر اس میں سے سامان نکال کر باہر رکھ دیا۔ عمران خاموش بیٹھا دیکھ رہا تھا۔

"یہ سامان چونکہ تم نے خریدا ہے عمران اس لئے تم اس میں سے جو ہمارے گروپ کے لئے مناسب سمجھو وہ ہمیں دے دو اور جو اپنے لئے رکھنا چاہو خود رکھ لو اور جو سامان ہمیں دو اس کی بابت تفصیل بھی بتا دو"...... جولیا نے کہا۔

"اگر میں سارا خود رکھنا چاہوں تو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو خود رکھ لو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم لوگوں کو خصوصی تربیت اسی لئے دی گئی ہے کہ ہم مشن کی تکمیل کے لئے کسی خاص سامان کے محتاج نہ رہ جائیں"...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے اٹھتے ہی تنویر بھی کھڑا ہو گیا۔

"یہ سارا سامان تم رکھ لو جولیا اس کے بغیر تم کچھ بھی نہ کر سکو گی۔ میں اس کی تفصیل تمہیں بتا دیتا ہوں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں اب ہم نے کوئی سامان نہیں رکھنا کیپٹن شکیل آپ پلیز اٹھیں وقت ضائع ہو رہا ہے"....... جولیا نے بڑے سخت لہجے میں عمران کو جواب دیا اور پھر وہ نرم لہجے میں کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو گئی۔

"یس مس جولیا آپ نے اچھا فیصلہ کیا ہے۔ یہ سامان واقعی ہمارے لئے مسئلہ بن جاتا کیونکہ یہ سارا سائنسی سامان ہے اور سائنسی سامان کا استعمال دو دھاری تلوار کی طرح ہوتا ہے۔ یہ جہاں مخالف کو نقصان پہنچاتا ہے وہاں ہمیں بھی ٹریس کرا سکتا ہے اور جہاں تک میرے ذہن میں اس لیبارٹری یا اس کے کنٹرولنگ سیکشن کا خاکہ موجود ہے۔ میرے خیال میں ہمیں اس سامان کی ضرورت نہیں رہے گی۔ معمولی اسلحہ ہمارے کام آسکتا ہے وہ ہمارے پاس پہلے سے ہی موجود ہے"....... کیپٹن شکیل نے کہا تو جولیا کے چہرے پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"ٹھیک ہے آؤ"....... جولیا نے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ اس کے پیچھے تنویر اور اس کے پیچھے کیپٹن شکیل تھا۔ کیپٹن شکیل نے مڑ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور پھر دونوں انگلیوں سے وکٹری کا نشان بنا کر آگے بڑھ گیا۔

"مس جولیا جذباتی ہو جائیں تو پھر انہیں سمجھانا آسان نہیں رہتا"۔ صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جولیا جذباتی نہیں ہو رہی بلکہ بڑے طویل عرصے بعد وہ اپنے اصل جون میں آ رہی ہے اور مجھے اس کی بے حد خوشی ہے۔ جولیا بے

پناہ صلاحیتوں کی مالک ہے لیکن جذباتی پن کی وجہ سے اس کی صلاحیتیں دب گئیں تھیں اور اب تم دیکھنا کہ جولیا اس روپ میں آکر کیا کیا کارنامے سرانجام دیتی ہے"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اسے سامان تو بہرحال چاہئے تھا۔ یوں خالی ہاتھ اتنے بڑے مشن پر جانا تو حماقت ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"اب جو ہو گیا سو گیا۔ چلو اٹھو اب ہم بھی چلیں۔ یہ سامان واپس بیگ میں ڈالو صفدر"....... عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی صالحہ بھی کھڑی ہو گئی جب کہ صفدر نے سامان دوبارہ بیگ میں ڈالنا شروع کر دیا۔ بیگ بند کر کے اس نے پشت پر باندھا اور اس کے بعد وہ تینوں آگے بڑھ گئے۔ ابھی انہوں نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ اچانک وہ تیزی سے ٹھٹھک کر رک گئے۔ کیونکہ انہیں اس طرف سے جدھر وہ جا رہے تھے چیتے کی خوفناک غراہٹ کی آوازیں آتی سنائی دینے لگیں

"اوہ۔ اوہ یہ تو واقعی دنیا کے انتہائی خوفناک سیاہ چیتے کی غراہٹ والی آوازیں ہیں۔ کہیں وہ ہیلی کاپٹر نہ ہو جس کا ذکر راتو نے کیا تھا"....... عمران نے کہا تو دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"جلدی کرو جھاڑیوں کی اوٹ لے لو۔ لیکن بکھر کر"....... عمران نے کہا اور وہ تینوں تیزی سے دوڑتے ہوئے ادھر ادھر بڑی جھاڑیوں کی اوٹ میں ہو گئے۔ آوازیں کافی دیر تک سنائی دیتی رہیں۔ عمران ایک

جھاڑی کی اوٹ میں بیٹھا مسلسل ان آوازوں کو سن رہا تھا لیکن آوازوں سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے چیتا کسی ایک جگہ کھڑا غرا رہا ہو پھر اچانک اس کی غراہٹ قریب آنے لگ گئی اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ریوالور باہر نکال لیا۔ اس کی نظریں ایک جگہ پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد درختوں کے درمیان سے واقعی ایک چھوٹا لیکن عجیب ساخت کا ہیلی کاپٹر جس کے دو پنکھے تھے لیکن یہ پنکھے دو پنکھوں والے ہیلی کاپٹر کی طرح درمیان اور دم پر نہ تھے۔ بلکہ ایک پنکھا ہیلی کاپٹر کے اگلے حصے پر اور دوسرا آخری حصے پر لگا ہوا تھا۔ ہیلی کاپٹر واقعی کسی پرندے کی طرح درختوں سے بچتا ہوا آگے بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر کا رنگ سیاہ تھا اس پر کسی قسم کا کوئی نشان نہ تھا۔ وہ مکمل طور پر بند تھا۔ اس میں کوئی کھڑکی یا سوراخ بھی نہ تھا وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا آ رہا تھا اور جب وہ تھوڑے فاصلے پر رہ گیا تو عمران نے ریوالور والا ہاتھ ذرا سا اونچا کیا لیکن اسی لمحے ہیلی کاپٹر یکلخت فضا میں معلق ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس میں سے یکلخت سرخ رنگ کے دھوئیں کا اس طرح دھارا سا نکلا جیسے فصلوں پر ادویات چھڑکاؤ کرنے والے جہاز سے ادویات کا دھارا نکل کر فصلوں پر پڑتا ہے عمران نے بے اختیار سانس روک لیا کیونکہ یہ دھواں انتہائی تیز رفتاری سے پھیلتا چلا جا رہا تھا لیکن جیسے ہی یہ دھواں عمران کے جسم سے ٹکرایا۔ سانس بند ہونے کے باوجود عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے یکلخت اس کے پیروں کے نیچے سے زمین غائب ہو گئی ہو اور وہ کسی

اتھاہ گہرائی میں گرتا چلا جا رہا ہو۔ حالانکہ اسے ساتھ ہی یہ بھی احساس ہو رہا تھا کہ اس کا جسم ساکت ہے۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر جیسے اچانک فلم ٹوٹ جانے کی وجہ سے سکرین سے منظر غائب ہو جاتا ہے اور وہ تاریک ہو جاتی ہے۔ اس طرح عمران کا ذہن بھی تاریک ہو گیا اور اس کے تمام احساسات ختم ہو گئے

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ایڈونچر

فائٹنگ مشن

حصہ دوم

مصنف ——— مظہر کلیم ایم۔ اے

- سردار کارو اور عمران کے درمیان کھلے عام جسمانی فائٹ کا انتہائی خوفناک مقابلہ۔ ایک ایسا مقابلہ جس کا انجام یقینی موت کے سوا اور کچھ نہ تھا۔
- وہ لمحہ — جب سردار کارو سے مقابلے کے درمیان عمران باوجود اپنی مہارت' طاقت اور ذہانت کے سردار کارو کے داؤ میں پھنس کر موت کی دلدل میں اترتا چلا گیا۔ کیا واقعی عمران سردار کارو کے ہاتھوں شکست کھا کر ہلاک ہو گیا؟
- صالحہ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نئی ممبر جس نے تن تنہا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی زندگیاں بچانے کیلئے اپنی موت کی جنگ لڑی۔ ایسی خوفناک اور پُرخطر جنگ — جس کا ہر لمحہ موت کا لمحہ بن گیا تھا۔
- ایک ایسا مشن جس میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس شاگل کے مقابلے میں قطعی طور پر بے بس ہو کر رہ گئے۔ انتہائی تیز رفتار ایکشن اور سسپنس سے بھرپور ایک ایسا ناول جو جاسوسی ادب میں ہر لحاظ سے ایک منفرد مقام کا حامل ہے۔

شائع ہو گیا ہے

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک بھرپور اور یادگار کہانی

مکمل ناول

ون مین شو

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

✽ ایک ایسا مجرم جس نے عمران اور پوری سیکرٹ سروس کو بُری طرح نچا دیا۔

✽ پاکیشیا کے اعلیٰ عہدیداران دن دہاڑے قتل ہوتے رہے۔ پاکیشیا کے اہم مراکز تباہ کیے جاتے رہے۔ لیکن عمران اور سیکرٹ سروس خاموش تماشائی کی طرح یہ سب کچھ ہوتا دیکھتی رہی۔ آخر کیوں ———؟

✽ ایک ایسا مجرم جو سامنے ہونے کے باوجود نظروں سے اوجھل تھا ———؟

✽ ایک ایسا مجرم جو عمران کے فلیٹ میں بیٹھا گپ شپ کرتا رہا اور پاکیشیا تباہ ہوتا رہا۔ کیا واقعی عمران ذہنی طور پر مفلوج ہو گیا تھا۔ یا ———؟

✽ ایک ایسا مجرم جو سپرنٹنڈنٹ فیاض اور سر عبدالرحمان کے دفتر میں ان سے باقاعدہ ملاقاتیں کرتا رہا اور سر عبدالرحمان اسے سرکاری فائلیں دکھاتے رہے۔ کیوں

✽ ایک ایسا مجرم جو اکیلا ہونے کے باوجود بیک وقت مختلف جگہوں پر موجود رہتا تھا۔ کیسے ———؟

✽ ایک ایسا مجرم جس کے متعلق آخری لمحے تک عمران بے خبر رہا۔ کیوں ———؟

سسپنس، تجسس، حیرت اور منفرد کہانی

کا خوبصورت اور دلچسپ امتزاج

شائع ہو گئی ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز
فائٹنگ مشن
مظہر کلیم
ایم۔اے
www.paksociety.com
Scanned by Waqar Azeem Pakistanipoint

چند باتیں

محترم قارئین سلام مسنون ۔ " فائٹنگ مشن " کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اور مجھے یقین ہے کہ اپنے عروج کی طرف بڑھتی ہوئی اس کہانی کو پڑھنے کے لئے آپ انتہائی بے چین ہو رہے ہوں گے لیکن اس سے پہلے آپ اپنے چند خطوط اور ان کے جوابات بھی ملاحظہ کر لیجئے ۔ کیونکہ یہ بھی دلچسپی کے لحاظ سے کسی طور پر بھی کم نہیں ہیں ۔

بہاولنگر سے محمد توصیف عابد صاحب لکھتے ہیں ۔ " آپ کے ناول بے حد پسند ہیں ۔ خاص طور پر سائنس فکشن ۔ اور آپ کے ناولوں سے متاثر ہو کر میں سائنس کے مضامین پڑھ رہا ہوں کیونکہ آپ کے ناول پڑھنے کے بعد مجھے احساس ہوا ہے کہ موجودہ دور میں سائنس کی کس قدر اہمیت ہے ۔ کشمیر کے موضوع پر لکھے ہوئے آپ کے ناولوں نے کشمیریوں پر ہونے والے مظالم کا صحیح احساس دلایا ہے اور آپ کے ناولوں کی وجہ سے ہی میں اور میرے دوست ایک ایسی تنظیم میں شامل ہوئے ہیں جو کشمیریوں کی مدد کے لئے بنائی گئی ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کشمیر کے موضوع پر آئندہ بھی ناول لکھتے رہیں گے " ۔

محترم محمد توصیف عابد صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد شکریہ ۔ آپ نے سائنس کے مضامین رکھ کر بے حد اچھا کیا ہے

کیونکہ ہمارے ملک کو سائنس دانوں کی واقعی بے حد ضرورت ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ان مضامین میں پوری دلچسپی لے کر ہر امتحان میں اچھے نمبر حاصل کریں گے تاکہ ان مضامین میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے ملک وقوم کی خدمت کر سکیں ۔ کشمیریوں کی امداد کرنے والی تنظیم میں شمولیت بھی آپ کے پرخلوص جذبوں کی عکاسی کرتی ہے ۔ مظلوم کشمیری واقعی ہماری پرخلوص امداد کے حقدار ہیں ۔ اس لئے ہم سب کو جس حد تک بھی ممکن ہو سکے ان کی امداد کرنی چاہئے ۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے

راولپنڈی سے ایس ۔ این ۔ اعوان صاحب لکھتے ہیں ۔ " آپ کے ناول بے حد پسند ہیں ۔ خاص طور پر " اوپن کلوز " تو واقعی ایک شاہکار ناول ہے لیکن اس ناول کے دوسرے حصے میں آپ نے لکھا ہے کہ عمران کا کالج میں آپشنل مضمون اردو ادب تھا جب کہ عمران نے سائنس میں تعلیم حاصل کی ہے اور سائنس کے مضامین کے ساتھ تو کوئی آپشنل مضمون نہیں ہوتا ۔ خاص طور پر اردو ادب کا تو مضمون ہوتا ہی نہیں ۔ امید ہے آپ ضرور وضاحت کریں گے ۔

محترم ایس ۔ این ۔ اعوان صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ ۔ جہاں تک آپشنل مضمون کا تعلق ہے تو آپ کے سوال کی وضاحت خود لفظ آپشنل میں موجود ہے ۔ ویسے بے شمار کالجوں میں سائنس کے مضامین کے ساتھ آپشنل مضامین پڑھائے جاتے ہیں تاکہ طالب علم کا ذہنی وژن وسیع ہو سکے ۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر کالج کی انتظامیہ صرف وہی مضامین طالب علموں کو پڑھائے جس کا یونیورسٹی نے امتحان لینا ہو ۔ امید ہے اب وضاحت ہو گئی ہو گی ۔

قادر پور راں سے افتخار علی غوری صاحب لکھتے ہیں ۔ " ویسے تو آپ کے تمام ناول ہی بے حد پسند ہیں لیکن " کاکانہ آئی لینڈ " ایسا خوبصورت اور سسپنس سے بھرپور اچھوتا ناول ثابت ہوا ہے کہ آپ کی خداداد ذہانت کو داد دینی پڑتی ہے ۔ اس ناول میں پاکیشیا کی پنک سروس جس طرح اپنے پہلے ہی مشن میں ختم ہو گئی اس سے دلی دکھ پہنچا ہے لیکن ساتھ ساتھ ہمیں اس بات کی بھی خوشی ہے کہ صالحہ کی صورت میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ایک نئی ممبر مل گئی ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ صالحہ ضرور اپنے آپ کو منوالے گی " ۔

محترم افتخار علی غوری صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ ۔ آپ نے صالحہ کے بارے میں جس امید کا اظہار کیا ہے ۔ وہ درست ثابت ہو رہا ہے ۔ موجودہ ناول میں بھی صالحہ نے واقعی اپنے آپ کو منوانے کے لئے جان توڑ جدوجہد کی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اگر وہ اسی طرح کام کرتی رہی تو یقیناً وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے ایک اثاثہ ثابت ہو گی ۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے ۔

لاہور سے محترم عمران مشتاق صاحب لکھتے ہیں ۔ " ویسے تو میں آپ کا خاموش قاری تھا لیکن آپ کے ناول " بلائنڈ اٹیک " نے اتنا متاثر کیا ہے کہ اب مجھے مجبوراً بولتا قاری بننا پڑا ہے ۔ آپ کا یہ ناول واقعی ایک شاہکار ناول ہے ۔ مجھے امید ہے کہ آپ آئندہ بھی کشمیر کے

موضوع پر ایسے ہی جاندار اور پر اثر ناول لکھتے رہیں گے البتہ ایک گزارش عمران سے بھی کرنی ہے کہ وہ اگر ٹیلی پیتھی کا علم بھی سیکھ لے تو اسے معلومات حاصل کرنے کے لئے کسی کا محتاج نہیں ہونا پڑے گا اور نہ اس کا وقت ضائع ہو گا۔ مجھے یقین ہے کہ عمران میرے اس مشورے پر ضرور عمل کرے گا"۔

محترم عمران مشتاق صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد شکریہ۔ انشاء اللہ اس موضوع پر آئندہ بھی لکھتا رہوں گا آپ کا مشورہ عمران تک پہنچا دیا جائے گا۔ ماننا یا نہ ماننا تو اس کی مرضی پر منحصر ہے البتہ اتنا مجھے معلوم ہے کہ وہ ٹیلی پیتھی کی بجائے ٹیلی فون پر زیادہ انحصار کرنے کا عادی ہے۔ کیونکہ اگر اس کی زبان رواں نہ رہے تو وہ ذہنی گھٹن کا شکار ہو جاتا ہے اور ذہنی گھٹن کا شکار اچھا ٹیلی پیتھر ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے امید ہے آپ بھی اپنے مشورے پر نظر ثانی کرنے پر تیار ہو جائیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

لکڑی کے بنے ہوئے بڑے سے کیبن میں ایک دیو ہیکل اور انتہائی ٹھوس جسم کا آدمی شیر کی کھال پر بڑے فاخرانہ انداز میں بیٹھا ہوا تھا اسکے جسم پر بھی شیر کی کھال کا چست لباس تھا۔ اس کے سامنے ایک بھنا ہوا پہاڑی بکرا ایک بڑے سے طشت میں رکھا ہوا تھا اور وہ خنجر کی مدد سے اس کو کاٹ کاٹ کر اس کے بڑے بڑے ٹکڑے بڑے وحشیانہ انداز میں کھا رہا تھا ساتھ ہی پلاسٹک کا بنا ہوا ایک بڑا سا آبخورہ نما برتن پڑا تھا جس میں سبز رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا جیسے کسی جڑی بوٹی کا عرق ہو۔ وہ بار بار آبخورہ اٹھاتا اور اس سبز محلول کا بڑا سا گھونٹ بھر کر آبخورہ واپس رکھ دیتا اور پھر گوشت کھانے میں مصروف ہو جاتا۔ کیبن میں کسی قسم کا کوئی فرنیچر موجود نہ تھا بلکہ ایک سائیڈ جہاں وہ دیو ہیکل آدمی بیٹھا ہوا تھا شیروں کی کھالیں بچھی ہوئی تھیں جب کہ باقی آدھے حصے پر خشک گھاس بچھی ہوئی تھی۔ کمرہ میں اس کے

سوائے اور کوئی نہ تھا۔ کیبن کے درمیان میں موجود دروازہ کھلا ہوا تھا اچانک دروازے کے باہر سے کسی آدمی کی آواز سنائی دی۔

"سردار کی جے راموحاضری کی اجازت چاہتا ہے"...... بولنے والے کا لہجہ اس قدر مؤدبانہ تھا جیسے وہ اس سردار کے مقابلے میں دنیا کا ادنیٰ ترین انسان ہو۔

"اجازت ہے"...... سردار نے بڑے بھاری اور سخت سے لہجے میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک ٹھوس جسم کا قبائلی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھوں میں کسی جانور کی کھال میں لپٹا ہوا ایک جدید ٹرانسمیٹر تھا۔

"یہ ٹرانسمیٹر کیوں اٹھالائے ہو۔ کیا کسی کی کال ہے"...... سردار کارو نے آبخورہ اٹھا کر سبز محلول کا ایک بڑا سا گھونٹ لے کر آبخورہ واپس رکھتے ہوئے اسی طرح تیز لہجے میں کہا۔

"پرائم منسٹر صاحب کی کال ہے سردار"...... رامو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پرائم منسٹر صاحب کی۔ اوہ پھر تو کوئی خاص بات ہی ہو سکتی ہے لاؤ مجھے دو"...... سردار نے چونک کر کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر ایک طرف رکھ کر اس نے رامو کے ہاتھ سے جانور کی کھال میں لپٹا ہوا ٹرانسمیٹر لے لیا۔

"جاؤ تم اور دروازہ بند کر دو"...... سردار نے اس کے ہاتھ سے ٹرانسمیٹر لیتے ہوئے کہا اور رامو بغیر کوئی لفظ منہ سے بولے باہر نکل گیا اس کے ساتھ ہی لکڑی کا بھاری دروازہ بند ہو گیا۔ سردار کارو نے

ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبایا تو ٹرانسمیٹر سے کال کی مخصوص آوازیں نکلنے لگیں۔

"سردار کارو بول رہا ہوں"...... سردار کارو نے اس بار کافرستانی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا جب کہ پہلے رامو سے وہ قبائلیوں کی مخصوص سنالی زبان میں بات کر رہا تھا۔

"پرائم منسٹر"...... اچانک ٹرانسمیٹر سے کافرستان کے وزیراعظم کی تحکمانہ آواز سنائی دی۔

"یس سر حکم فرمایئے سر"...... سردار کارو نے جواب دیتے ہوئے کہا اس کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"سردار کارو پاکیشیائی سیکرٹ سروس علی عمران کی سرکردگی میں تمہارے علاقے میں پہنچ گئی ہے۔ جانتے ہو علی عمران اور پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے متعلق"...... وزیراعظم نے کہا۔ یہ چونکہ خصوصی ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا اس لئے اس پر بار بار بٹن دبا کر اوور کہنے کی ضرورت پیش نہ آتی تھی بلکہ فون کی طرح اس کے ذریعے براہ راست دونوں طرف سے بات ہو سکتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ فقرے کے اختتام پر کوئی بھی اوور کا لفظ نہ کہہ رہا تھا۔

"یس سر میں نے ان کے متعلق بہت کچھ پڑھ بھی رکھا ہے اور سن بھی رکھا ہے"...... کارو نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔

"جو فارمولا پاکیشیا سے چرا کر تمہارے پاس بھجوایا گیا تھا یہ اسے واپس حاصل کرنے آ رہے ہیں اور آخری اطلاع کے مطابق یہ مارتی

پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور انہیں کسی حیرت انگیز ذریعے سے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ فارمولا سرسار کے علاقے میں واقع لیبارٹری میں پہنچایا گیا ہے ۔ یہ گروپ دو عورتوں اور چار مردوں پر مشتمل ہے "....... وزیر اعظم نے کہا۔

" ٹھیک ہے سر اگر یہ لوگ یہاں پہنچ گئے ہیں تو سر ان کی لاشوں کا کیا کرنا ہے ۔ یہیں جنگلی جانوروں کی خوراک بنا دیا جائے یا آپ کے پاس واپس بھجوائی جائیں "....... کارو نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" گڈ مجھے ایسا ہی اعتماد چاہئے ۔ کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل اصرار کر رہا تھا کہ اسے تمہارے پاس بھیجا جائے اور تمہیں اس کا ماتحت کر دیا جائے لیکن مجھے تم پر اور تمہارے ساتھیوں پر مکمل اعتماد ہے اس لئے میں نے انکار کر دیا ہے ۔ اس نے صدر مملکت سے بات کی لیکن صدر مملکت نے بھی تم پر اعتماد کیا ہے اور اب تم نے اس اعتماد پر ہر لحاظ سے پورا اترنا ہے "....... وزیر اعظم نے کہا۔

" آپ قطعی بے فکر رہیں جناب یہ لوگ ہر صورت میں مارے جائیں گے "....... کارو نے وزیر اعظم کی لمبی بات کا مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ شاید مختصر بات کرنے کا عادی تھا۔

" او کے جیسے ہی یہ لوگ ٹریس ہو کر ختم ہوں تم نے مجھے فوری رپورٹ دینی ہے اور ان کی لاشوں کو محفوظ رکھنا ہے تاکہ ان کی چیکنگ ہو سکے "....... وزیر اعظم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

کارو نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے ایک طرف رکھ دیا اور پھر اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے شیر کے دھاڑنے جیسی آواز نکلی تو دوسرے لمحے کیبن کا دروازہ کھلا اور رامو اندر داخل ہو کر سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

" راٹھور کو بلا لاؤ فوراً "....... کارو نے کہا تو رامو تیزی سے مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔ کارو نے دوبارہ خنجر کی مدد سے گوشت کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر کھانے شروع کر دیئے اور ساتھ ساتھ آبخورے سے سبز رنگ کا محلول بھی پیتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک اور قبائلی نوجوان اندر داخل ہوا اور کارو کے سامنے سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

" راٹھور دو عورتیں اور چار مرد مارتی سے سرسار میں داخل ہوئے ہیں ۔ ایس ایس ہیلی کاپٹر لے جاؤ اور انہیں بے ہوش کر کے ریڈ سپاٹ میں پہنچا کر مجھے اطلاع دو لیکن خیال رکھنا یہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ ہیں "....... سردار کارو نے راٹھور سے مخاطب ہو کر کہا۔

" سردار انہیں صرف بے ہوش کر کے ریڈ سپاٹ پر پہنچانا ہے یا ان کی لاشیں "....... راٹھور نے کہا۔

" میں نے لفظ بے ہوش کہا ہے تو انہیں بے ہوش ہی ہونا چاہئے ۔ سمجھے ۔ جاؤ "....... سردار کارو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" حکم کی تعمیل ہو گی سردار "....... راٹھور نے کہا اور تیزی سے باہر چلا گیا ۔ تھوڑی دیر بعد سردار نے ایک بار پھر منہ سے شیر کی طرح دھاڑ نکالی تو رامو اندر داخل ہوا اور سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

" اسے لے جاؤ میں اب کچھ دیر آرام کروں گا اور سنو جب راٹھور

اطلاع دے تو ایک لمحہ ضائع کئے بغیر تم نے مجھے اطلاع دینی ہے سمجھے"...... کارو نے کہا۔

"یس سر"...... رامو نے کہا اور گوشت والی پرات اور آبخورہ اٹھا کر تیزی سے دروازے سے باہر نکل گیا۔ کارو نے اپنی بڑی بڑی مونچھوں پر ہاتھ پھیرا اور پھر شیر کی کھالوں پر ہی لیٹ گیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد اس نے خود ہی آنکھیں کھول دیں اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اب وہ چہرے سے انتہائی تروتازہ لگ رہا تھا۔ اسی لمحے رامو اندر داخل ہوا اور سردار کارو اسے دیکھ کر چونک پڑا۔

"سردار راٹھور نے ابھی ابھی اطلاع دی ہے کہ مطلوبہ دو عورتوں اور چار مردوں کو بے ہوش کر کے ریڈ سپاٹ پہنچا دیا گیا ہے"۔ رامو نے کہا۔

"اسے بلاؤ"...... کارو نے کہا تو رامو سر جھکا کر باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد راٹھور اندر داخل ہوا اور سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

"تفصیل سے رپورٹ دو"...... کارو نے پوچھا۔

"میں ایس ایس ہیلی کاپٹر لے کر مارتی کی طرف گیا تو میں نے دور سے ایک عورت اور دو مردوں کو جنگل میں چلتے ہوئے دیکھا۔ میں نے ان پر لیتھم ریز کا فائر کیا اور وہ بے ہوش ہو گئے لیکن چونکہ آپ نے بتایا تھا کہ گروپ دو عورتوں اور چار مردوں پر مشتمل ہے اس لئے میں اور آگے گیا تو میں نے ایک عورت اور دو مردوں کو دیکھا۔ ان پر بھی میں نے لیتھم ریز فائر کر دی اس طرح یہ گروپ بے ہوش ہو گیا تو میں نے

آگوٹا کو ٹرانسمیٹر پر اس کے آدمیوں سمیت کال کیا اور ان لوگوں کو اٹھوا کر ریڈ سپاٹ پر پہنچایا۔ اب وہ وہاں بندھے ہوئے ہیں پھر میں نے آکر رامو کو اطلاع دی"...... راٹھور نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جاؤ اور آگوٹا کو کہو کہ میرے وہاں پہنچنے سے پہلے انہیں ہوش میں لے آئے تاکہ میں ان سے فوراً ہی بات چیت کر سکوں"...... سردار کارو نے کہا اور راٹھور سر ہلاتا ہوا کیبن سے باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد سردار کارو اٹھا اور کیبن کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

درد کی ایک تیز لہر عمران کے جسم میں دوڑتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی عمران کے ذہن میں یکلخت دھماکے سے ہونے لگ گئے اور پھر آہستہ آہستہ ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی دور ہونے لگ گئی ۔ چند لمحوں بعد جب عمران کا شعور پوری طرح جاگا تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک لکڑی کے بنے ہوئے بڑے سے کیبن کی دیوار کے ساتھ زنجیروں میں جکڑا ہوا کھڑا تھا ۔ اس کے ساتھ دائیں بائیں اس کے سارے ساتھی بھی اسی حالت میں موجود تھے ۔ گو ان سب کی گردنیں لٹکی ہوئی تھیں لیکن ان کے جسموں میں بہرحال حرکت کے آثار واضح طور پر نظر آرہے تھے ۔ عمران نے کیبن کا جائزہ لیا ۔ کیبن خاصا بڑا تھا ۔ اس کے فرش پر گھاس بچھی ہوئی تھی ۔ کیبن کا اندرونی رنگ گہرا سرخ تھا سامنے کی دیوار پر مختلف قسم کے بڑے چھوٹے کوڑے خنجر اور نیزے اس طرح لٹکے ہوئے نظر آرہے تھے جیسے انہیں بطور ڈیکوریشن وہاں لگایا گیا ہو ۔

کیبن کے کونے میں دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا اور کھلے ہوئے دروازے کی سائیڈوں سے دو افراد کا سایہ نظر آرہا تھا ۔ عمران سمجھ گیا کہ دو افراد باہر دروازے کی سائیڈوں پر موجود ہیں ۔ اسی لمحے جولیا کے کراہنے کی آواز سنائی دی اور پھر باری باری ایک ایک کر کے سب ساتھی ہوش میں آگئے ۔

" یہ ۔ یہ ہم کہاں ہیں ۔ یہ کون سی جگہ ہے "...... صالحہ کی حیرت بھری آواز سنائی دی ۔

" مجھے تو یہ دولہن کا کمرہ لگتا ہے "...... عمران نے جواب دیا تو صالحہ بے اختیار چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگی ۔ جولیا کے چہرے پر قدرے غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے جب کہ باقی ساتھیوں کے چہروں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی ۔

" دولہن کا کمرہ کیا مطلب کیا آپ کے ذہن پر اثر ہو گیا ہے " ۔ صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" میں نے تو یہی سنا ہے کہ شادی والے روز دولہن کو سرخ رنگ کا جوڑا پہنایا جاتا ہے ۔ ہو سکتا ہے ان لوگوں کے ہاں لباس کی بجائے کمرے کو سرخ رنگ کرنے کا رواج ہو ۔ ویسے اس رواج سے خاصی بچت ہو سکتی ہے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

" آپ ان حالات میں بھی مذاق کر لیتے ہیں حیرت ہے "...... صالحہ نے کہا ۔

" یہ قبر میں بھی مذاق کرنے سے باز نہیں آئے گا ۔ تم ان حالات کی

بات کر رہی ہو"۔ جولیا نے اس طرح مسکراتے ہوئے فاخرانہ لہجے میں
کہا جیسے عمران کا ان حالات میں مذاق کرنا جولیا کے لئے فخر کا باعث ہو۔
"بشرطیکہ میں قبر میں اکیلا نہ ہوا تو۔ اب اکیلا آدمی تو نہ روتا اچھا
لگتا ہے اور نہ ہنستا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور
سب اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔
"تمہارے ساتھ تو لازماً قبر میں شیطان ہی ہوگا"...... تنویر نے ہنستے
ہوئے کہا۔
"وہ تو اس کیبن میں بھی ہے۔ اب یہ اور بات ہے کہ بندھا ہوا
ہے"...... عمران نے جواب دیا اور کیبن بے اختیار قہقہوں سے گونج
اٹھا کیونکہ سب سمجھ گئے تھے کہ عمران کا اشارہ تنویر کی طرف تھا اور پھر
اس سے پہلے کہ قہقہوں کی بازگشت ختم ہوتی۔ کیبن کے دروازے
سے ایک لمبے قد بھاری اور ٹھوس جسم کا دیو ہیکل آدمی اندر داخل ہوا۔
اس کے جسم پر شیر کی کھال کا بنا ہوا چست لباس تھا۔ وہ قد وقامت کے
لحاظ سے جوزف اور جوانا سے بھی باہر تھا اور اس کا ٹھوس جسم بتا رہا تھا
کہ اس کے اندر واقعی دیوؤں جیسی طاقت بھی موجود ہے۔ پیشانی
چوڑی اور آنکھیں بھی خاصی بڑی بڑی تھیں جن میں ذہانت کی چمک
موجود تھی۔
"بہت خوب تو موت کا جشن منایا جا رہا ہے"...... اس دیو ہیکل
نے اندر داخل ہوتے ہی مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے پیچھے ایک آدمی
تھا جس کے جسم پر قبائلی لباس تھا لیکن کاندھے سے جدید طرز کی

مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔
"موت واقعی اس قابل ہوتی ہے کہ اس کا جشن منایا جائے۔ وہ
زندگی کے تمام مسائل اور بکھیڑوں سے انسان کو نجات دلا دیتی ہے نہ
کسی لیبارٹری کی حفاظت کی فکر نہ کسی فارمولے کو چھپانے
کا ڈر"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو آنے والا بے اختیار
ہنس پڑا۔
"بہت خوب تمہارا نام یقیناً علی عمران ہوگا کیونکہ ان حالات میں
ایسا جواب علی عمران ہی دے سکتا ہے"...... آنے والے نے ہنستے
ہوئے کہا۔
"یہاں ملچوئی پہاڑی پر شاید سارے ہی رواج الٹے ہیں مہمانوں کو
باندھ کر رکھا جاتا ہے اور اپنا تعارف پہلے کرانے کی بجائے آنے والوں
کا تعارف پہلے پوچھا جاتا ہے۔ ویسے میرا نام واقعی علی عمران ہے اور
جہاں تک میں سمجھا ہوں تمہارا نام کارو ہی ہوگا"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔
"ہاں میرا نام سردار کارو ہے۔ تم درست سمجھے ہو۔ ویسے تو پرائم
منسٹر صاحب نے مجھے کال کرتے ہوئے یہی حکم دیا تھا کہ میں تم
لوگوں کو فوری طور پر ہلاک کر دوں لیکن میں نے تمہارے اور
تمہارے ان ساتھیوں کے متعلق جو یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
رکن ہوں گے بے شمار باتیں پڑھ بھی رکھی تھیں اور سن بھی رکھی
تھیں اس لئے میں نے تمہاری فوری موت کا فیصلہ بدل دیا اور تمہیں

بے ہوش کر کے یہاں پہنچانے کا حکم دیا تھا"...... سردار کارو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اگر موت زندگی کا فیصلہ تمہارے ہاتھوں میں ہوتا تو میں یقیناً تمہارا شکریہ ادا کرتا۔ لیکن مجبوری یہ ہے کہ اس کا اختیار سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے اور کسی کے پاس بھی نہیں ہے۔ اس کے باوجود تم سے مل کر بلکہ تمہیں دیکھ کر مجھے واقعی مسرت ہو رہی ہے کہ اس جنگل میں رہنے اور باقاعدہ قبائلی انداز اختیار کرنے کے باوجود تم نے ہمارے سامنے اس کی اداکاری کرنے کی کوشش نہیں کی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" شکریہ۔ چونکہ تم سیکرٹ ایجنٹ ہو کوئی عام سے مجرم نہیں ہو اس لئے تمہارے ساتھ قبائلی انداز اختیار کرنا حماقت ہی ہوتی۔ بہرحال تمہیں زندہ رکھنے کی ایک اور وجہ بھی تھی اور وہ یہ کہ میں نے سنا ہوا ہے کہ تم مارشل آرٹ میں بھی بے پناہ ماہر ہو اور تمہارا نشانہ بھی بے خطا ہے اور مجھے بھی اس کا دعویٰ ہے۔ یہاں جنگل میں شروع شروع میں تو درندے موجود تھے۔ ان سے لڑ کر کچھ لطف آجاتا تھا لیکن اب تو وہ بھی ختم ہو گئے ہیں اور یہاں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو میرے مقابلے میں ایک لمحہ بھی اپنے پیروں پر کھڑا ہو سکے اس لئے مجھے اس معاملے میں بے حد بوریت محسوس ہوتی ہے۔ جب پرائم منسٹر صاحب نے کال کرتے ہوئے بتایا کہ تم اپنے ساتھیوں سمیت یہاں آ رہے ہو تو مجھے حقیقتاً یہ سوچ کر بے حد مسرت ہوئی کہ چلو کوئی تو ایسا

آدمی میسر آیا جو چند لمحے سامنے کھڑا رہنے کی جرأت کر جائے گا"۔ سردار کارو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" میں تمہاری نفسیاتی کیفیت کو سمجھتا ہوں میرا ایک ساتھی ہے جوانا وہ کسی زمانے میں بڑا مشہور پیشہ ور قاتل تھا۔ گو اس نے اب یہ کام چھوڑ دیا ہے لیکن اس کی نفسیاتی کیفیت بھی تمہاری طرح ہے کہ جب تک وہ اپنی انگلیوں سے کسی کی گردن نہ توڑ ڈالے اسے بے چینی سی لگی رہتی ہے۔ ویسے وہ اگر ساتھ ہوتا تو یقیناً تمہیں دیکھ کر بے حد خوش ہوتا کہ اس طرح اسے ایک بار پھر اپنی بے چینی ختم کرنے کا موقع مل جاتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں جوانا کو جانتا ہوں جب میں ایکریمیا میں ٹریننگ کر رہا تھا تو اس زمانے میں ایک بار میرا اس سے ٹکراؤ ہوا تھا لیکن وہ مقابلہ کرنے کی بجائے فرار ہو گیا تھا۔ ورنہ شاید اس دن کے بعد زندہ نہ بچتا"...... سردار کارو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" وہ فرار اس لئے ہو گیا ہو گا کہ اسے پارٹی نے ہائر نہیں کیا ہو گا۔ پیشہ ور قاتل کی یہی مجبوری ہوتی ہے کہ وہ مفت قتل کرنے کو بیگار سمجھتا ہے۔ بہرحال اب تم بتاؤ تمہارا کیا پروگرام ہے۔ ویسے جہاں تک مقابلے کا تعلق ہے۔ میں تیار ہوں لیکن اس کے لئے میری دو شرائط ہوں گی"...... عمران نے کہا۔

" میں مشروط مقابلے کا قائل ہی نہیں ہوں۔ عمران صاحب کرنا مقابلہ اور لگانی شرطیں۔ یہ دونوں متضاد چیزیں ہیں۔ مقابلہ تو

بہر حال مقابلہ ہی ہوتا ہے"....... سردار کارو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پہلے شرطیں تو سن لو۔ پہلی شرط یہ ہے کہ مقابلہ فیصلہ کن ہونا چاہیئے اور دوسری یہ کہ مقابلے کا کوئی غیر جانبدار منصف ہونا چاہیئے"....... عمران نے جواب دیا۔

"ہاں یہ شرطیں ہو سکتی ہیں لیکن یہ دونوں شرطیں ایک دوسرے کے متضاد ہیں فیصلہ تو ظاہر ہے موت سے ہی ہوتا ہے اور موت سے بڑا منصف اور کون ہو سکتا ہے"....... سردار کارو نے جواب دیا تو عمران ہنس پڑا۔

"دیکھو سردار کارو تمہاری اور ہماری پوزیشن میں نمایاں فرق ہے اور تمہارے ساتھ یہاں پورا قبیلہ ہے جب کہ میرے ساتھ میرے یہ چند ساتھی ہیں۔ فرض کیا کہ تم مجھے مقابلے میں شکست دے کر ختم کر دیتے ہو تب تو تم میرے ساتھیوں کے بارے میں فیصلہ کر سکتے ہو۔ لیکن اگر میں نے تمہیں شکست دے دی تو کیا تمہارا قبیلہ میرا فیصلہ تسلیم کرے گا"....... عمران نے کہا۔

"اچھا واقعی اس طرف تو میرا ذہن ہی نہیں گیا تھا۔ لیکن یہاں تو ظاہر ہے میرے ساتھی ہی ہیں۔ غیر جانبدار آدمی کہاں سے آسکتا ہے اور اب میں دارالحکومت سے تو کسی کو بلوانے سے رہا"....... کارو نے جواب دیا۔

"دارالحکومت سے بلوانے کی کیا ضرورت ہے۔ تم جن دو سائنسدانوں کو اس دو پنکھوں والے ہیلی کاپٹر پر نقلی ملچوئی کے درخت

کے تنے میں کھلنے والے دروازے سے اندر پہنچا کر آئے تھے انہیں بلوا لو"۔ عمران نے جواب دیا تو سردار کارو بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر پہلی بار حیرت کے تاثرات نمودار ہوئے۔

"تمہیں اس بات کا کیسے علم ہوا ہے"....... سردار کارو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان باتوں کو چھوڑو سردار کارو مجھے تو اور بھی بہت کچھ معلوم ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب سے مقابلہ تو بعد کی بات ہے سردار کارو میں تمہیں مقابلے کا چیلنج دیتا ہوں"....... اچانک صفدر نے کہا تو سردار کارو نے چونک کر صفدر کی طرف دیکھا۔

"نہیں اسے پہلے مجھ سے مقابلہ کرنے دو تاکہ اس مچھر کو جو گھنٹے بھر سے بھیں بھیں کیئے جا رہا ہے معلوم ہو سکے کہ مقابلہ کسے کہتے ہیں"۔ یکلخت تنویر نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گڈ واقعی تمہارے ساتھی جی دار لوگ ہیں۔ حالانکہ انہیں معلوم ہے کہ یہ موت کو چیلنج کر رہے ہیں لیکن پھر بھی اتنی ہمت تو کر رہے ہیں"....... سردار کارو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم اگر اپنے آپ کو مرد سمجھتے ہو سردار کارو تو پھر پہلے مجھ سے مقابلہ کر لو تاکہ میں تمہیں بتا سکوں کہ تم مرد نہیں ہو۔ تیسری مخلوق ہو"....... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا حیرت ہے یہ تو ساری ٹیم ہی مسخروں پر مشتمل ہے۔ یہ چڑیا

مجھے مرد نہ ہونے کا طعنہ دے رہی ہے۔ بہت خوب"...... سردار کارو نے بڑے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

" جو بات میں نے کی ہے اس کا تمہارے پاس کیا جواب ہے"۔ عمران نے کہا۔

"سوری عمران تمہاری یہ شرط مجھے قبول نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے کیا سوچ کر یہ بات کی ہے۔ تمہیں زعم ہے کہ تم مجھ پر قابو پا لو گے اور اس کے بعد ان سائنس دانوں کو اپنے قبضہ میں کر کے ان کے بل بوتے پر وہ فارمولا حاصل کرنے کی کوشش کرو گے لیکن ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ وہ سائنس دان میری کال پر باہر نہیں آئیں گے وہ اپنی مرضی کے مالک ہیں وہ میرے ماتحت نہیں ہیں"...... سردار کارو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" چلو تم میری ان سے بات کرا دو۔ پھر اگر وہ نہ آئیں گے تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا"...... عمران نے جواب دیا۔

" سوری ہمارے اور ان کے درمیان جس قسم کا رابطہ ہے میں انہیں کال نہیں کر سکتا البتہ وہ مجھے کال کر سکتے ہیں"...... سردار کارو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے پھر تو واقعی مجبوری ہے۔ ٹھیک ہے جیسے تم کہو میں ویسے ہی مقابلے کے لئے تیار ہوں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" نہیں پہلے اسے مجھ سے لڑنا ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

" عورتوں سے لڑنا میری توہین ہے سمجھی تم۔ اس لئے اب اگر تم

نے کوئی بات کی تو ایک لمحے میں گردن توڑ دوں گا"...... سردار کارو نے یکلخت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" ارے ارے عورتوں سے اس لہجے میں بات کرنا تہذیب کے خلاف ہوتا ہے۔ ویسے ایک بات بتا دوں جس شیر کی تم نے کھال پہن رکھی ہے اس کی بھی ساری عمر شیرنی کے تھپڑ کھانے میں گزری ہو گی اور اگر واقعی تمہارا جولیا سے مقابلہ ہو جائے تو تمہیں بھی اندازہ ہو جائے گا کہ جولیا شیرنی ہے یا چڑیا"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

" تو اس کا نام جولیا ہے۔ لیکن یہ تو پاکیشیائی نام نہیں ہے۔ یہ تو غیر ملکی نام ہے"...... سردار کارو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہم پاکیشیائی جس دین کے پیروکار ہیں اس میں رنگ نسل اور قومیت کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ بہرحال تم آگے بات کرو۔ میری تو کھڑے کھڑے ٹانگیں بھی درد کرنے لگ گئی ہیں"۔ عمران نے کہا تو سردار کارو بے اختیار ہنس پڑا۔

" اگر تمہاری یہ حالت ہے تو تم نے مقابلہ کیا خاک کرنا ہے۔ اس کا مطلب ہے میں خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہا ہوں۔ اوکے پھر تم لوگ چھٹی کرو"...... سردار کارو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور اپنے پیچھے کھڑے ہوئے قبائلی کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس نے انتہائی پھرتی سے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار کر اس کے ہاتھ میں دے دی۔

" میں تو سوچ رہا تھا کہ تمہارے اس پلے ہوئے جسم میں بہادر دل بھی ہو گا لیکن تم تو انتہائی بزدل آدمی ہو۔ اگر بندھے ہوؤں پر فائر ہی

کھولنا ہے تو کم از کم یہ کام تم تو نہ کرو اپنے پیچھے کھڑے ہوئے ساتھی کو کہہ دو۔ ٹریگر تو وہ بھی دبا ہی لے گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم نے مجھے بزدلی کا طعنہ دیا ہے۔ مجھے سردار کارد کو"...... سردار کارو نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن واپس اپنے ساتھی کی طرف پھینک دی۔

"تیار ہو جاؤ مقابلے کے لئے میرے آدمی آکر تم لوگوں کو لے جائیں گے"...... سردار کارو نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی مڑ کر وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا کیبن سے باہر نکل گیا۔ اس کے پیچھے اس کا ساتھی بھی باہر چلا گیا۔

"کیا واقعی آپ اس سے مقابلہ کرنے کا سوچ رہے ہیں عمران صاحب"...... ان دونوں کے باہر جاتے ہی صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے پاس ان کھیل تماشوں کا وقت نہیں ہے لیکن اگر میں کارو پر یہاں حملہ کر بھی دیتا تو باہر اس کا پورا قبیلہ موجود ہے اس لئے مجبوری تھی لیکن اب جب تک یہ مقابلے کا بندوبست کرے گا۔ ہمیں بہر حال اتنا وقت مل جائے گا کہ ہم یہاں سے نکل سکیں"...... عمران نے فرانسیسی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا تاکہ باہر کھڑے ہوئے محافظ اس کی گفتگو نہ سن سکیں۔

"میں نے اپنے دونوں ہاتھ آزاد کرا لئے ہیں لیکن یہ محافظ باہر

موجود ہیں۔ یہ زنجیریں کھڑکنے کی آواز سن کر اندر آ جائیں گے"۔ اچانک صالحہ نے بھی فرانسیسی زبان میں کہا۔

"اوہ تم فوراً اپنے آپ کو آزاد کرو ہم سب مل کر قہقہے لگاتے ہیں۔ یہ لوگ پہلے بھی اندر نہ آئے تھے اور اب بھی نہ آئیں گے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سب ساتھیوں کو اشارہ کیا اور سب نے بے اختیار اونچی آواز میں مل کر قہقہہ لگایا تو کیبن زور دار قہقہے سے گونج اٹھا اور اسی لمحے صالحہ بجلی کی سی تیزی سے اپنے جسم کے گرد موجود زنجیروں میں سے نکلی جیسے مچھلی پانی میں لہراتی ہوئی آگے بڑھتی ہے اور جب تک قہقہے کی بازگشت ختم ہوئی وہ زنجیروں سے آزاد ہو چکی تھی۔ زنجیروں کی کھڑکھڑاہٹ زور دار قہقہے میں دب گئی تھی۔ صالحہ آزاد ہوتے ہی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔

"ایک منٹ پہلے مجھے آزاد کرو باہر دو آدمی موجود ہیں"...... عمران نے فرانسیسی زبان میں کہا لیکن صالحہ اس کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے دروازے پر پہنچ کر بجلی کی سی تیزی سے باہر نکل گئی اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ باہر چند لمحوں تک ایسی آوازیں سنائی دیتی رہیں جیسے تین افراد ایک دوسرے سے لڑ پڑے ہوں اور پھر صالحہ کی کراہ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی خاموشی طاری ہو گئی۔ دوسرے لمحے ایک گنجا قبائلی دروازے میں داخل ہوا۔ اس کے کاندھے پر صالحہ لدی ہوئی تھی وہ بے ہوش تھی۔ اس نے اندر آکر صالحہ کو ایک جھٹکے سے گھاس پر پٹخا اور پھر زہریلی نظروں سے عمران اور اس کے ساتھیوں

کو دیکھتا ہوا دوبارہ کیبن سے باہر نکل گیا۔

"اگر آج کے بعد صالحہ زندہ رہ جائے تو اسے سمجھا دینا کہ آئندہ اگر اس نے میری بات کو اس طرح نظر انداز کیا تو پھر اس کی موت پر رونے والا بھی کوئی نہ ہوگا"....... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں اسے سمجھا دوں گی ۔ یہ ابھی نئی ہے اس لئے غلطی کر گئی ہے"۔ جولیا نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہمارے پیشے میں پہلی غلطی ہی آخری کہلاتی ہے ۔ بہر حال جس طرح صالحہ نے کوشش کر کے اپنے ہاتھ زنجیروں سے آزاد کرالئے تھے تم بھی اسی طرح کوشش کرو"....... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا لیکن جیسے ہی عمران کی بات ختم ہوئی اچانک ایک آدمی کیبن میں داخل ہوا۔ اس نے اندر داخل ہوتے ہی ہاتھ گھمایا تو عمران کے ساتھ کیبن کی دیوار سے کوئی چیز ٹکرائی اور پٹاخ جیسی آواز سنائی دی ۔ عمران نے فوراً ہی سانس بند کر لیا لیکن اس کے باوجود دوسرے لمحے اس کے ذہن پر اس طرح تاریکی چھا گئی جیسے چلتی ہوئی فلم اچانک ٹوٹ جانے سے سکرین تاریک ہو جاتی ہے اور پھر جب اس کے تاریک ذہن میں روشنی ہوئی اور اس نے آنکھیں کھولیں تو یہ دیکھ کر اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کہ پہلے والا منظر تبدیل ہو چکا تھا۔ اس وقت وہ کسی سرخ کیبن کی بجائے بہت بڑے ہال نما کمرے میں ایک لوہے کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور سب سے حیرت انگیز بات یہ

تھی کہ اس کے جسم کو باندھا بھی نہ گیا تھا جب کہ ہال کی سائیڈ دیوار کے ساتھ اس کے ساتھی دیوار میں نصب لوہے کے کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے ۔ ان کے دونوں ہاتھ ان کے سروں کے اوپر دیوار میں جڑے ہوئے کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے جب کہ دونوں پیر بھی دیوار میں نصب فولادی کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے لیکن ان سب کے جسم نیچے کی طرف ڈھلکے ہوئے تھے اور گردنیں ایک طرف کو لٹکی ہوئی تھیں ۔ اس کرسی جس پر عمران بیٹھا ہوا تھا اس کے علاوہ ہال میں کسی قسم کا کوئی فرنیچر نہ تھا اور نہ ہی کوئی آدمی تھا۔ عمران نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ محسوس کر کے حیران رہ گیا کہ اس کے جسم نے حرکت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کا صرف سر گردن کی حد تک حرکت کر رہا تھا ۔ باقی جسم مکمل طور پر بے حرکت تھا ۔ حالانکہ وہ بے حس نہ تھا اس میں حسیات موجود تھیں اور اس کا احساس عمران کو ہو رہا تھا لیکن شاید اس کے ذہن اور اعصاب کا لنک منقطع کر دیا گیا تھا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا وہ سمجھ گیا تھا کہ ٹرائسم کا انجکشن اس کے کاندھے میں لگایا گیا ہوگا کیونکہ یہی ایک ایسی دوا تھی جس سے جسم بے حس تو نہ ہوتا تھا لیکن اس میں حرکت بھی پیدا نہ ہوتی تھی اور جس جگہ پر انجکشن لگایا جائے اس کے اثرات اس جگہ سے نیچے کی طرف ہوتے تھے ۔ اور اسے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ٹرائسم کا انجکشن چند منٹ پہلے ہی لگایا گیا ہے اور اس لئے اسے ہوش بھی آگیا ہے لیکن اس کا مقصد کیا تھا یہ بات اس کی

سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ابھی عمران ہونٹ بھینچے مقصد کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ ہال کے ایک کونے میں دیوار کا ایک حصہ سرر کی آواز کے ساتھ ہی غائب ہوا اور اس سے بننے والے خلا سے ایک قبائلی اندر داخل ہوا۔اس کے ہاتھ میں ایک بڑی سرخ رنگ کی بوتل تھی۔

وہ تیزی سے قدم بڑھاتا اس طرف کو بڑھنے لگا جدھر عمران کے ساتھی موجود تھے۔اس نے ایک سرسری سی نظر عمران پر ڈالی تھی لیکن کچھ کہا نہ تھا۔عمران اسے دیکھتا رہا۔اس نے صفدر کے سامنے جا کر بوتل کا ڈھکن کھولا اور بوتل کا منہ صفدر کی ناک سے لگا دیا۔چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور اس کے دہانے پر انگوٹھا رکھ کر وہ صفدر کے ساتھ تنویر کی طرف بڑھ گیا۔اسی طرح اس نے باری باری سب ساتھیوں کی ناک سے بوتل لگائی اور سب سے آخر میں موجود صالحہ کے بعد اس نے بوتل کا ڈھکن بند کیا اور واپس مڑ گیا۔

"ایک منٹ"...... عمران نے کہا تو وہ آدمی مڑ کر عمران کی کرسی کی طرف آگیا۔

"کیا پوچھنا چاہتے ہو"...... اس آدمی نے قریب آ کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا بتا سکتے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو وہ آدمی بے اختیار ہنس پڑا۔

"میرا نام کرشن ہے اور میں سردار کارو کا نائب ہوں۔اتنا کافی ہے یا کچھ اور بھی بتاؤں"...... اس آدمی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"فی الحال تعارف کے لئے تو اتنا کافی ہے لیکن یہ سارا سیٹ اپ کس لئے کیا گیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مقابلے کے لئے۔سردار کارو کا خیال ہے کہ تم اس کا مقابلہ کر سکتے ہو"...... کرشن نے جواب دیا۔

"یہ مقابلہ کیا میں صرف سہلا کر کر سکوں گا"...... عمران نے کہا تو کرشن بے اختیار ہنس پڑا۔

"فی الحال ڈاکٹر نرائن مصروف ہے اس لئے تمہیں ایک ایسا انجکشن لگا دیا تھا تاکہ تم ہوش میں رہو لیکن حرکت نہ کر سکو کیونکہ سردار کارو کا خیال ہے کہ مقابلے سے پہلے تمہیں ذہنی طور پر پوری طرح چاق وچوبند ہونا چاہئے اور تمہارے ساتھیوں کو بھی اس لئے ہوش میں لایا جا رہا ہے تاکہ وہ بھی پوری طرح ہوش میں رہ کر اس مقابلے سے محظوظ ہو سکیں بشرطیکہ تم نے واقعی مقابلہ کر لیا تو"۔کرشن نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ ڈاکٹر نرائن صاحب کون ہیں۔کیا انہیں مقابلے کے بعد اپنی ٹوٹ پھوٹ کی مرمت کے لئے تمہارے سردار کارو نے بلایا ہے"۔عمران نے کہا تو کرشن بے اختیار اونچی آواز میں ہنس پڑا۔

"تم واقعی دلچسپ باتیں کرتے ہو۔اب چونکہ تم نے زندہ تو واپس نہیں جانا اس لئے تمہیں بتا دیتا ہوں کہ ڈاکٹر نرائن کنٹرولنگ سنٹر کے انچارج ہیں۔سردار کارو نے انہیں مقابلے کے منصف کے طور پر بلایا ہے۔وہ تمہیں جانتے ہیں اس لئے انہوں نے اس مقابلے میں منصف

کے فرائض سرانجام دینے کی حامی بھر لی ہے لیکن وہ کسی ضروری کام
میں مصروف ہیں اس لئے انہیں آنے میں کچھ دیر لگ جائے گی"۔
کرشن نے جواب دیا۔

" کنٹرولنگ سنٹر کے انچارج کیا مطلب ۔انہیں تو لیبارٹری انچارج
ہونا چاہئے"...... عمران نے کہا تو کرشن بے اختیار مسکرا دیا۔

" لیبارٹری یہاں نہیں ہے عمران صاحب وہ تو یہاں سے نجانے
کتنی دور ہو گی ۔اس کے بارے میں تو ہم میں سے کسی کو بھی کچھ نہیں
معلوم ۔البتہ اس کا کنٹرولنگ سنٹر یہاں ملحوئی میں ہے اور ڈاکٹر نرائن
اس کے انچارج ہیں"...... کرشن نے جواب دیا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ لیبارٹری مکمل طور پر مشینری پر مشتمل ہے
اور اسے یہاں سے کنٹرول کیا جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

" ہاں لیبارٹری مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ اور سیلڈ ہے ۔ اسے
کنٹرولنگ سنٹر سے کنٹرول کیا جاتا ہے"...... کرشن نے جواب دیا۔

" وہ فارمولا جو پاکیشیا سے چرایا گیا ہے وہ بھی اسی کنٹرولنگ سنٹر
میں ہی ہو گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ظاہر ہے اور کہاں جا سکتا ہے"...... کرشن نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔

" یہ ہال بھی اسی کنٹرولنگ سسٹم کا ہی حصہ ہے"..... عمران نے
کہا تو کرشن بے اختیار چونک پڑا۔

" تمہیں کیسے معلوم ہوا"...... کرشن نے حیرت بھرے لہجے میں

کہا۔

" اچھی بھلی عقلمندانہ گفتگو کرتے کرتے تم نے حماقت کا اظہار
کیوں شروع کر دیا ہے ۔اس ہال کی ساخت بتا رہی ہے کہ یہ ہال انڈر
گراؤنڈ ہے اور ظاہر ہے تم لوگ قبائلی طور پر رہتے ہو تمہیں اس ہال
کی ضرورت نہیں ہے ۔ پھر کیا یہ ہال کارو اور میرے مقابلے کے لئے
بنایا گیا ہے ۔اب اتنی بات تو میری سمجھ میں بھی آ سکتی ہے"۔ عمران
نے کہا تو کرشن مسکرا دیا۔

" ہاں واقعی مجھے نجانے کیوں یہ بات سن کر بے حد حیرت ہوئی تھی
بہرحال تمہارا خیال درست ہے اور میرا خیال ہے اب کافی باتیں ہو
گئی ہیں اس لئے اب مجھے اجازت"...... کرشن نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

" صرف ایک بات کا اور جواب دے دو پھر تم اطمینان سے چلے
جانا"...... عمران نے کہا تو کرشن واپس مڑ آیا۔

" چلو یہ بھی پوچھ لو"...... کرشن نے کہا۔

" تمہارے ساتھ کارو اور کتنے آدمی لے آیا ہے یہاں"...... عمران
نے کہا تو کرشن بے اختیار مسکرا دیا۔

"یہاں زیادہ آدمیوں کے لے آنے کی ضرورت بھی نہیں ہے ۔ سنٹر
میں انتہائی جدید ترین سائنسی مشینری نصب ہے ۔مجھے سردار کارو اس
لئے لے آیا ہے تاکہ میں یہ چھوٹے موٹے کام کر سکوں"...... کرشن
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک نظر عمران کے ساتھیوں پر
ڈالی اور پھر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا اس خلا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پھر جیسے

ہی وہ خلا کے باہر گیا خلا برابر ہو گیا ۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا تو وہ سب ہوش میں آچکے تھے ۔

" امید ہے تم لوگوں نے مقابلے کی شرائط سن لی ہوں گی ۔ ویسے ایک بات ہے ۔ تم ہو خوش قسمت کہ اس قدر دلچسپ مقابلہ تمہیں مفت دیکھنے کو مل رہا ہے "....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" عمران صاحب کیا سردار کارو واقعی اس قدر احمق ہو گا کہ وہ آپ سے اس انداز میں مقابلہ کرے گا "....... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" وہ احمق نہیں ہے انتہائی عقلمند آدمی ہے لیکن چونکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ بہادر بھی ہے اس لئے وہ ہمیں لڑ کر شکست دینا چاہتا ہے ورنہ اس کے لئے کیا مشکل تھی کہ وہ ہمیں بے ہوش کرانے کی بجائے ہلاک کرا دیتا یا جب ہم اس ریڈ کیبن میں تھے وہ واقعی ہم پر فائر کھول دیتا یا اب ہمیں گولی مار دے ۔ لیکن بہادر واقعی بہادر ہوتے ہیں اور پھر دیکھو یہ اس کی بہادری کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ اس نے اس مقابلے کے لئے ایک غیر جانبدار منصف کا بھی بندوبست کر لیا ہے ۔ میرے دل میں اس کی قدر بڑھ گئی ہے ۔ وہ واقعی با اصول آدمی ہے "....... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" مجھے افسوس ہے عمران صاحب کہ میں آزاد ہو جانے کے باوجود باہر موجود دونوں افراد پر قابو نہ پا سکی وہ میری توقع سے کہیں زیادہ تیز اور ہوشیار ثابت ہوئے تھے "....... اچانک صالحہ نے معذرت بھرے

لہجے میں کہا ۔

" میں نے جولیا کو کہہ دیا ہے کہ وہ تمہیں مزید ٹریننگ دے ۔ ورنہ تم نے جس انداز میں میری بات کو سنی ان سنی کر دیا تھا ۔ اگر میں یہ بات تمہارے چیف کو بتا دوں تو تم دوسرا سانس بھی نہ لے سکو گی ۔ بہرحال جولیا تمہیں مزید سمجھا دے گی اور مجھے یقین ہے کہ آئندہ تم یہ غلطی نہیں دوہراؤ گی "....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" تم چیف کو اس بارے میں کوئی رپورٹ نہ دینا میں صالحہ کو سمجھا دوں گی "....... جولیا نے کہا ۔

" ایک رپورٹ تو بہرحال مجھے دینی ہی پڑے گی ۔ ڈبل ایس والی "....... عمران نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی ۔

" تم واقعی پورے شیطان ہو ۔ تم نے زبردستی یہ مسئلہ بنا لیا ہے حالانکہ صفدر اس قبیل کا آدمی ہی نہیں ہے " ۔ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" کس قبیل کا "....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے ۔

" تمہاری قبیل کا "....... جولیا نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور اس بار ہال قہقہوں سے گونج اٹھا اور اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار میں اسی جگہ خلا پیدا ہوا اور ایک بوڑھا آدمی اندر داخل ہوا ۔ اس کی آنکھوں پر موٹے شیشوں والی عینک تھی جب کہ جسم پر سفید اوور آل تھا اور اسے دیکھتے ہی عمران پہچان گیا کہ یہی ڈاکٹر نرائن ہے کیونکہ وہ اسے پہلے سے جانتا

تھا۔ کافی عرصہ پہلے ایک لیبارٹری اس نے تباہ کی تھی تو اس وقت اس لیبارٹری میں یہی ڈاکٹر انچارج تھا اور اسے ہی چکر دے کر عمران اس لیبارٹری کو تباہ کرنے میں کامیاب ہوا تھا لیکن اس وقت اس کا نام ڈاکٹر ارجن تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کرشن کے یہ کہنے کے باوجود کہ ڈاکٹر نرائن تمہیں جانتا ہے۔ عمران کے ذہن میں یہ نام نہ آرہا تھا لیکن اب اسے دیکھ کر وہ آسانی سے پہچان گیا تھا۔ ڈاکٹر نرائن کے پیچھے کارو اندر داخل ہوا اور اس کے پیچھے کرشن اور اس کے ساتھ ہی سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار برابر ہو گئی۔ عمران کی نظریں کرشن پر جمی ہوئی تھیں جس کا ہاتھ جیکٹ کی جیب میں تھا۔ اس نے اس ہاتھ کی ہلکی سی حرکت کو نوٹ کر لیا تھا اور دیوار برابر ہوتے ہی کرشن نے فوراً جیب سے ہاتھ باہر نکال لیا تھا اس سے عمران سمجھ گیا کہ اس کی جیب میں کوئی آلہ موجود ہے جس سے یہ خلا نمودار ہوتا ہے اور برابر ہوتا ہے

" یہ علی عمران تو نہیں ہے سردار کارو۔ یہ تو کوئی اور آدمی ہے"...... اسی لمحے ڈاکٹر نرائن کی حیرت بھری آواز سنائی دی وہ عمران کی کرسی سے کچھ فاصلے پر پہنچ کر رک گیا تھا۔

" آپ بھی تو ڈاکٹر ارجن نہیں ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر نرائن بے اختیار چونک پڑا۔

" اوہ آواز تو علی عمران کی ہے مگر"...... ڈاکٹر نرائن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ میک اپ میں ہوگا"...... کارو نے کہا۔

" اوہ اچھا لیکن انتہائی حیرت انگیز میک اپ ہے۔ کسی طرح بھی یہ محسوس نہیں ہوتا کہ یہ میک اپ میں ہے"...... ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

" اب میک اپ کا فن بے حد ترقی کر چکا ہے ڈاکٹر"...... کارو نے کہا اور ڈاکٹر نرائن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" سردار کارو درست کہہ رہا ہے۔ اب تو یہ فن اس قدر ترقی کر چکا ہے کہ ناموں کا بھی کامیاب میک اپ کر دیا جاتا ہے"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر نرائن بے اختیار ہنس پڑا۔

" میرا پورا نام ڈاکٹر ارجن نرائن ہے۔ ویسے میرے دل میں بڑی حسرت تھی کہ میں تم سے اس اقدام کا کس طرح انتقام لے سکوں جب تم نے مجھے ہی استعمال کر کے کافرستان کی انتہائی قیمتی لیبارٹری تباہ کرا دی تھی لیکن ظاہر ہے مجھے براہ راست اس کا موقع نہ مل سکتا تھا لیکن آج جب سردار کارو نے مجھے بتایا کہ اس نے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا ہے تو میری حسرت خود بخود پوری ہونے کا وقت آگیا اور اسی لئے میں نے سردار کارو کو کہہ کر تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو یہاں بلوا لیا ہے تاکہ میں اپنے ہاتھوں سے تمہارے سینے میں گولیاں اتار کر اپنی حسرت پوری کر لوں لیکن سردار کارو بضد ہے کہ وہ تمہیں پہلے جسمانی طور پر شکست دے گا پھر تمہیں گولی ماری جائے گی اس لئے مجبوراً مجھے اس کی بات تسلیم کرنی پڑی ہے"۔ ڈاکٹر نرائن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" آپ نے خواہ مخواہ اس قدر طویل عرصہ تک حسرت کو دل میں

بٹھائے رکھا۔ آپ مجھے اطلاع کر دیتے میں خود آپ کے ہاتھوں گولی
کھانے کے لئے پہنچ جاتا کیونکہ میں سائنس کا طالب علم ہوں اس لئے
سائنس دانوں کی دل سے عزت کرتا ہوں آپ کو یقیناً وہ وقت یاد ہوگا
جب لیبارٹری تباہ ہوئی تھی۔ اگر میں چاہتا تو بڑی آسانی سے آپ کی
گردن بھی ٹوٹ سکتی تھی لیکن میں نے صرف آپ کو بے ہوش کر دینے
پر اکتفا کیا تھا اس کی وجہ یہی تھی کہ آپ بہرحال ایک معروف سائنس
دان ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات واقعی درست ہے اور میں کافی دنوں تک اس بات
پر غور بھی کرتا رہا تھا کہ تم نے مجھے ہلاک کرنے کی بجائے صرف بے
ہوش کیوں کیا۔ لیکن اس وقت میں یہی سمجھا تھا کہ تمہیں اچانک
کوئی خطرہ لاحق ہو گیا ہو گا اس لئے تمہیں مجھے ہلاک کرنے کا موقع نہ
مل سکا ہو گا"...... ڈاکٹر نرائن نے جواب دیا۔

"مجھے کیا خطرہ لاحق ہونا تھا۔ بہرحال چھوڑیں ان باتوں کو۔ سردار
کارو صاحب واقعی بضد ہیں کہ ان سے مقابلہ کیا جائے۔ میں نے اس
کے لئے کسی غیر جانبدار منصف کی شرط لگائی تھی اور مجھے خوشی ہے کہ
اس نے میری بات مان کر آپ کو منصف بنایا ہے۔ مجھے آپ کی
منصفی قبول ہے۔ لیکن اگر میں نے کارو کو شکست دے دی تو
پھر"...... عمران نے کہا۔

"سوری عمران میں اس بات کی مقابلے سے پہلے ہی وضاحت کر
دوں کہ مقابلے کا نتیجہ چاہے کچھ بھی کیوں نہ نکلے۔ بہرحال اب تم اور

تمہارے ساتھی یہاں سے کسی صورت زندہ واپس نہیں جا سکتے"۔
ڈاکٹر نرائن نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔ اصول پسند آدمی کو اسی طرح صاف گو ہونا چاہیئے ڈاکٹر
نرائن آپ نے یہ بات کر کے میرے دل میں اپنی عزت مزید بڑھا لی ہے
اب میرا وعدہ کہ یہاں سے جاتے ہوئے آپ کو ہلاک نہیں کیا جائے
گا"...... عمران نے جواب دیا تو ڈاکٹر نرائن بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہیں ابھی سردار کارو کے بارے میں علم نہیں ہے جب کہ میں
اسے جانتا ہوں۔ ہمارا ساتھ کافی عرصے سے ہے۔ اس لئے سردار کارو کی
شکست کا میرے نقطہ نظر سے پوائنٹ ون پرسنٹ بھی سکوپ نہیں
ہے"...... ڈاکٹر نرائن نے سردار کارو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو
سردار کارو کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"لیکن ڈاکٹر نرائن۔ ہمیشہ سیر کے مقابلے میں سوا سیر کی گنجائش
رہتی ہے۔ اونٹ بھی اپنے آپ کو سب سے بڑا اس وقت تک سمجھتا
رہتا ہے جب تک پہاڑ کے نیچے نہیں پہنچتا۔ اس کا فیصلہ بہرحال وقت
کرے گا کہ کون اونٹ ثابت ہوتا ہے اور کون پہاڑ"...... عمران نے
جواب دیا۔

"او کے ہم اب واپس جا رہے ہیں۔ ہمارے واپس جاتے ہی تم اس
کرسی کی گرفت سے آزاد ہو جاؤ گے اور یہ کرسی بھی فرش میں غائب ہو
جائے گی۔ پھر تمہیں دس منٹ دیئے جائیں گے تاکہ تم جسمانی طور پر
بھی پوری طرح چاق وچوبند ہو جاؤ۔ اس کے بعد سردار کارو اندر داخل

ہوگا اور اس کے ساتھ ہی مقابلہ شروع ہو جائے گا۔ یہ مقابلہ بغیر کسی ہتھیار کے ہوگا اور کسی ایک کی موت تک جاری رہے گا ہاں یہ بھی بتا دوں کہ تمہاری اس کرسی سے رہائی سے پہلے تمہارے ساتھیوں کے سامنے ایک شیشے کی دیوار آجائے گی۔ اس طرح تم آزاد ہونے کے بعد اپنے ساتھیوں کو کسی طرح بھی آزاد نہ کرا سکو گے اور نہ وہ کسی طرح اس لڑائی میں مداخلت کر سکیں گے"...... ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

"اگر یہ بات ہے ڈاکٹر نرائن تو پھر ان بیچاروں کو آپ کس بات کی سزا دے رہے ہیں کہ اس طرح دیوار کے پیچھے بھی یہ کڑوں میں جکڑے رہیں۔ کم از کم انہیں آزاد تو کر دیں تاکہ یہ اطمینان سے تو مقابلہ دیکھ سکیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر نرائن نے سردار کارو کی طرف دیکھا۔

"کوئی حرج نہیں ہے ڈاکٹر اس راہداری سے یہ نکل تو سکتے ہی نہیں گھومتے پھرتے رہیں اس کے اندر"...... سردار کارو نے کہا۔

"او کے انہیں آزاد کر دیا جائے گا"...... ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

"آپ اور مسٹر کرشن کیا یہ مقابلہ نہ دیکھیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"میں سپیشل روم میں سکرین پر یہ مقابلہ دیکھوں گا اور کرشن سردار کارو کے ساتھ اندر آئے گا کیونکہ سردار کارو جب تمہاری ہڈیاں توڑے گا تو تمہیں اس وقت تک زندہ رکھنے کا فریضہ کرشن ادا کرے گا جب تک میں تمہارے سینے میں اپنے ہاتھوں سے مشین گن کا برسٹ داخل نہیں کر دوں گا"...... ڈاکٹر نرائن نے اس طرح مسکراتے

ہوئے کہا۔ جیسے وہ عمران سے بڑے دوستانہ انداز میں گپ شپ کر رہا ہو۔

"چلو اچھا ہے۔ سردار کو سنبھالنے کے لئے واقعی یہاں ایک آدمی کی موجودگی کی اشد ضرورت تھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسے انٹی انجکشن لگا دو کرشن"...... ڈاکٹر نرائن نے کرشن سے مخاطب ہو کر کہا اور کرشن نے جیب سے ایک سرنج نکالی جس کی سوئی پر کیپ چڑھی ہوئی تھی۔ اس نے کیپ ہٹائی اور پھر کوٹ کے اوپر سے ہی سوئی عمران کے بازو میں گھونپ کر اس نے سرنج میں موجود محلول عمران کے بازو میں انجکٹ کر دیا۔

"پانچ منٹ بعد تم ٹھیک ہو جاؤ گے اور اس کے بعد دس منٹ تک تمہیں پوری طرح سیٹ ہونے کے لئے دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد سردار کارو ہال میں تمہاری موت بن کر داخل ہوگا"...... ڈاکٹر نرائن نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ سردار کارو اور کرشن بھی اس کے پیچھے چلتے ہوئے دیوار میں موجود اس خلا کی طرف بڑھ گئے اور چند لمحوں بعد جب وہ خلا کو پار کر گئے تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار برابر ہو گئی۔

سردار کیا یہ مقابلہ ضروری تھا"...... کمرے میں سردار کارو اور ڈاکٹر نرائن کے ساتھ بیٹھے ہوئے کرشن نے اچانک کہا تو سردار کارو اور ڈاکٹر نرائن دونوں چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ تینوں جس کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے اس کے سامنے والی پوری دیوار کسی سکرین کی طرح روشن تھی۔ اس پر اسی ہال کمرے کا منظر نظر آ رہا تھا جس میں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ عمران کے ساتھیوں کے ہاتھ اور پیر آہنی کڑوں سے آزاد ہو چکے تھے۔ البتہ ان کے سامنے شفاف شیشے کی ایک دیوار زمین سے چھت تک لگی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ اس طرح وہاں ایک راہداری سی بن گئی تھی جس میں عمران کے ساتھی کھڑے ہوئے تھے جب کہ ہال میں عمران اس طرح ٹہل رہا تھا جیسے وہ اپنے سست پڑے ہوئے جسم کو چست بنانے کی کوشش کر رہا ہو۔ جس کرسی پر وہ بیٹھا ہوا تھا وہ کرسی فرش میں غائب ہو چکی تھی اس لئے اب ہال کمرے

میں کسی قسم کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ ڈاکٹر نرائن کے عمران کو دیئے ہوئے وقت میں ابھی آٹھ منٹ باقی رہتے تھے کہ اچانک کرشن نے یہ بات کر دی تھی۔

"کیا مطلب کیا کہنا چاہتے ہو تم"...... سردار کارو نے سخت بلکہ انتہائی تند لہجے میں کہا۔

"سردار میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا اس مقابلے کی کوئی ضرورت بھی ہے یا آپ صرف شغل کے طور پر یہ مقابلہ کر رہے ہیں"۔ کرشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے یہ بات سوچی کیسے۔ جب میرا یہ فیصلہ ہے کہ مقابلہ ہو گا تو پھر تمہیں یہ بات سوچنے کا حق کس نے دیا ہے"...... سردار کارو نے اور زیادہ تلخ ہوتے ہوئے کہا۔

"سردار کارو آپ خواہ مخواہ مجھ سے ناراض ہو رہے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی عام ایجنٹ نہیں ہیں۔ یہ دنیا کے خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ اس لئے پرائم منسٹر صاحب نے حکم دیا تھا کہ انہیں فوری طور پر ہلاک کر دیا جائے لیکن آپ نے اس حکم کی تعمیل کی بجائے انہیں بے ہوش کر کے ریڈ کیبن میں پہنچوا دیا۔ پھر آپ نے مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر مقابلہ کسی کھلے میدان میں کرنے کی بجائے آپ ان سب کو یہاں کنٹرولنگ سنٹر کے مین ہال میں لے آئے اس طرح یہ لوگ جو چاہے صدیوں تک سر ٹکراتے رہتے اس سنٹر کے اندر داخل نہ ہو سکتے تھے خود بخود یہاں پہنچ گئے اور اب اس مقابلے کا

کیا فائدہ ہوگا۔آپ انہیں گولیوں سے اڑا کیوں نہیں دیتے"۔کرشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ اچانک تمہیں کیا ہو گیا ہے کرشن اب سے پہلے تو تم اس مقابلے میں پیش پیش تھے اور تم نے کسی قسم کا کوئی اعتراض بھی نہیں کیا تھا پھر یہ اچانک تم نے کیسی باتیں شروع کر دی ہیں"۔ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

" ڈاکٹر نرائن میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ اس مقابلے کا انجام ہمارے حق میں اچھا نہیں ہوگا"...... کرشن نے کہا تو سردار کارو یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔اس کی آنکھوں سے شعلے سے نکلنے لگے۔

" تمہاری یہ جرأت کہ تم میری ناکامی کی بات کرو"...... سردار کارو نے غصے سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" بیٹھ جاؤ سردار کارو ہمیں اس وقت آپس میں نہ لڑنا چاہئے"۔ڈاکٹر نرائن نے سخت لہجے میں کہا تو کارو ہونٹ بھینچ کر دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا لیکن اس کا چہرہ غصے کی شدت سے تانبے کی طرح سرخ ہو رہا تھا اور آنکھوں سے شعلے سے نکل رہے تھے وہ انتہائی زہر آلود نظروں سے کرشن کو دیکھ رہا تھا۔

" ڈاکٹر نرائن سچ پوچھیں تو مجھے اب اس مقابلے کے بارے میں سوچ کر ہی وحشت ہو رہی ہے۔اس کا کوئی مقصد نہیں ہے اور بغیر مقصد کے یہ سب کچھ کرنا سوائے حماقت کے اور کیا ہے۔پھر پرائم

منسٹر صاحب کے حکم کی تعمیل ہم پر فرض ہے"...... کرشن نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔اچانک ایک سائیڈ کی دیوار میں نصب ایک بڑی سی مشین سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی اور ڈاکٹر نرائن کے ساتھ ساتھ سردار کارو اور کرشن بھی یہ آواز سن کر چونک پڑے۔

" لانگ رینج ٹرانسمیٹر پر یہ کال کس کی ہو سکتی ہے"...... ڈاکٹر نرائن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" پرائم منسٹر صاحب کی کال ہو گی۔میں نے انہیں اس مقابلے کے بارے میں رپورٹ دے دی تھی"...... کرشن نے جواب دیا تو سردار کارو بے اختیار اچھل پڑا اور اس کے ساتھ ہی کرشن اچانک ایک بھیانک چیخ مار کر اچھلا اور کرسی سمیت ایک دھماکے سے فرش پر جا گرا سردار کارو نے اچانک ہاتھ گھما دیا تھا اور اس کا بھرپور تھپڑ کرسی پر بیٹھے ہوئے کرشن کے چہرے پر پڑا تھا اور کرشن تھپڑ کھا کر چیختا ہوا کرسی سمیت ایک دھماکے سے نیچے جا گرا۔

" یہ۔یہ کیا کر دیا تم نے"...... ڈاکٹر نرائن نے بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھتے ہوئے کہا۔ادھر مشین سے سیٹی کی تیز آواز مسلسل سنائی دے رہی تھی۔

" آپ کال اٹنڈ کریں اب یہ اس قابل نہیں رہا کہ سردار کارو پر اعتراض کر سکے"...... سردار کارو نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" کیا مطلب کیا یہ مر چکا ہے"...... ڈاکٹر نرائن نے اس بار قدرے

خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"ہاں تھپڑ کھا کر اس کی گردن ٹوٹ چکی ہے"....... سردار کارو نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اگر گردن نہ ٹوٹتی تو شاید وہ اپنے آپ کو گولی مار لیتا۔

"اوہ اوہ ویری بیڈ یہ تو"....... ڈاکٹر نرائن کا چہرہ زرد ہو گیا تھا۔ وہ چونکہ سائنس دان تھے اس لئے ظاہر ہے اس طرح کسی کے مرنے پر ان کی حالت تو خراب ہونی ہی تھی وہ دھم سے اس طرح اپنی کرسی پر گر گئے جیسے ان کے جسم سے ساری توانائی اچانک غائب ہو گئی ہو۔ مشین سے سیٹی کی تیز آواز مسلسل نکل رہی تھی۔ ڈاکٹر نرائن کی یہ حالت دیکھ کر سردار کارو تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے مشین کے بٹن آن کر دیئے۔

"ہیلو ہیلو سپیشل ملٹری سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر کالنگ اوور"۔ بٹن آن ہوتے ہی ایک تیز آواز سنائی دی۔

"یس سردار کارو اٹنڈنگ یو اوور"....... سردار کارو نے بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لیکن پرائم منسٹر صاحب تو ڈاکٹر نرائن سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ فریکونسی ڈاکٹر نرائن کی نہیں ہے اوور"....... اس بار دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو ڈاکٹر نرائن بول رہا ہوں بات کرائیں اوور"....... اچانک ڈاکٹر نرائن نے تیز لہجے میں کہا اس نے شاید اب اپنے آپ کو سنبھال لیا

تھا۔

"پرائم منسٹر صاحب کی کال کا ویٹ کریں اوور"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو پرائم منسٹر کالنگ ڈاکٹر نرائن اوور"....... چند لمحوں بعد پرائم منسٹر کی تیز اور تحکمانہ آواز سنائی دی۔

"یس سر ڈاکٹر نرائن فرام سپیشل کنٹرولنگ سنٹر بول رہا ہوں سر اوور"....... ڈاکٹر نرائن نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر نرائن مجھے سردار کارو کے اسسٹنٹ نے کال کیا تھا۔ میں اس وقت میٹنگ میں مصروف تھا اس لئے اس نے پی اے کو کال کر کے صرف اتنا کہا تھا کہ سپیشل سنٹر میں پاکیشیائی ایجنٹ اور سردار کارو کا مقابلہ ہونے والا ہے۔ پرائم منسٹر کو اس کی اطلاع دے دی جائے۔ اب میٹنگ ختم ہوئی ہے تو مجھے یہ حیرت انگیز اطلاع ملی ہے یہ کیسی اطلاع ہے اوور"....... پرائم منسٹر صاحب کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اطلاع درست ہے جناب واقعی یہاں سردار کارو اور پاکیشیائی ایجنٹ کے درمیان مقابلہ ہونے والا ہے اور اگر آپ کی کال نہ آجاتی تو اب تک یہ مقابلہ شروع بھی ہو چکا ہوتا اوور"....... ڈاکٹر نرائن نے سردار کارو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ مقابلہ کیسا اور وہ بھی سپیشل سنٹر میں یہ کیسے ممکن ہے۔ سپیشل سنٹر میں پاکیشیائی ایجنٹ کیسے پہنچ گیا اوور"....... پرائم منسٹر صاحب کی اس انداز میں چیختی ہوئی آواز سنائی

دی جیسے وہ حلق کے بل چیخ کر بول رہے ہوں ۔ حالانکہ پرائم منسٹر جیسے بڑے عہدے دار سے اس لہجے میں بات کرنے کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی ۔

" جناب میں تفصیل بتاتا ہوں ۔ میں سردار کارو بول رہا ہوں ۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو آپ کی کال ملتے ہی میں نے گرفتار کر لیا تھا ۔ پھر عمران کے ساتھیوں کا تو میں نے خاتمہ کر دیا ۔ البتہ عمران کے بارے میں چونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ مارشل آرٹ کا ماہر ہے اس لئے میں نے سوچا کہ اسے باقاعدہ مقابلہ میں شکست دے کر اس کا خاتمہ کیا جائے ۔ چنانچہ میں اسے بے ہوش کر کے سپیشل سنٹر میں لے آیا ۔ یہاں اب وہ ایک ہال میں قید ہے اور میں چند لمحوں بعد اس کی ہڈیاں توڑ ڈالوں گا اوور ......" سردار کارو نے ڈاکٹر نرائن کو آنکھ مار کر خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا تو ڈاکٹر نرائن کے ہونٹ سختی سے بھنچ گئے ظاہر ہے سردار کارو پرائم منسٹر سے جھوٹ بول رہا تھا کہ عمران کے ساتھیوں کو وہ ہلاک کر چکا ہے حالانکہ وہ زندہ تھے ۔

" تم احمق ۔ نانسنس ۔ تم نے یہ کیا حرکت کی ہے جب تمہیں میں نے حکم دے دیا تھا کہ اسے فوراً ہلاک کرنا ہے تو تم نے یہ مقابلہ کرنے کا سوچنے کی جرأت کیسے کی ۔ میں تمہیں فوری طور پر معطل کرتا ہوں ڈاکٹر نرائن آپ میری بات کا جواب دیں اوور" ...... پرائم منسٹر نے اسی طرح چیختے ہوئے لہجے میں کہا تو سردار کارو کا چہرہ غصے کی شدت سے تقریباً مسخ سا ہو کر رہ گیا ۔

" یس سر اوور" ...... ڈاکٹر نرائن نے کہا ۔

" ڈاکٹر نرائن آپ فوراً اس عمران کو ہلاک کر دیں اور کرشن کو بلا کر اسے میرا حکم سنا دیں کہ وہ سردار کارو کو گرفتار کر لے اس کا اب کورٹ مارشل ہو گا اور اب کرشن سردار کارو کی جگہ کام کرے گا ۔ آپ سمجھ گئے اوور" ...... پرائم منسٹر نے تیز لہجے میں کہا ۔

" کرشن ہلاک ہو چکا ہے سر اوور" ...... ڈاکٹر نرائن نے جواب دیا ۔

" کرشن ہلاک ہو چکا ہے کیا مطلب ۔ کس طرح اوور" ...... پرائم منسٹر کی آواز بتا رہی تھی کہ شدید ترین حیرت کے مسلسل جھٹکوں نے ان کے ذہنی توازن میں ہی خلل ڈال دیا ہے ۔

" کرشن نے سردار کارو کو اس مقابلے سے روکنے کی کوشش کی تھی اس پر سردار کارو نے کرشن کو تھپڑ مارا اور ایک ہی تھپڑ کھا کر کرشن کی گردن ٹوٹ گئی ۔ اس کی لاش اس وقت اس سپیشل روم میں موجود ہے جناب اوور" ...... ڈاکٹر نرائن نے جواب دیا ۔

" اوہ ویری بیڈ ۔ یہ سب آخر کیا ہو رہا ہے ۔ کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف سرسار کے علاقے میں اپنی ٹیم کے ساتھ موجود ہے میں اسے کال کر کے آرڈر دے رہا ہوں ۔ وہ اب سردار کارو کی جگہ لے گا ۔ آپ اس عمران کو فوری طور پر ہلاک کر دیں فوری بغیر ایک لمحہ ضائع کئے لیکن آپ خود اسے گولی مارنے نہ چلے جائیں اسے کسی گیس سے پہلے بے ہوش کریں پھر اسے گولی سے اڑا دیں ۔ کیا آپ میری بات سمجھ گئے ہیں اوور" ...... پرائم منسٹر صاحب نے کہا ۔

"یس سر آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی سر اوور"...... ڈاکٹر نرائن نے جواب دیا۔

"یہ کام کر کے مجھے رپورٹ دیں اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اب میں کیا کر سکتا ہوں سردار کارو میں نے تو تمہارے ساتھ مکمل تعاون کیا لیکن تمہارے اپنے ماتحت کرشن نے پرائم منسٹر صاحب کو کال کر کے مسئلہ خراب کر دیا"...... ڈاکٹر نرائن نے مشین کے بٹن آف کر کے سردار کارو کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"میری سمجھ میں یہی بات نہیں آ رہی کہ اس نے کس وقت پرائم منسٹر کو کال کر دی۔ وہ بھی تو ہمارے ساتھ ہی تھا"...... سردار کارو نے کہا

"جب عمران کو ٹھیک کرنے والا انجکشن لگا کر ہم واپس آئے تھے تو کرشن باتھ روم کا کہہ کر چلا گیا تھا اور پھر کچھ دیر بعد ہی واپس آیا تھا۔ شاید وہ باتھ روم کی بجائے کال روم چلا گیا ہو گا۔ بہر حال اب اس بات کو چھوڑو اب مسئلہ ہے پرائم منسٹر کے حکم کی فوری تعمیل کا۔ لیکن میرے پاس ایسی کوئی سائنسی مشین موجود نہیں ہے کہ میں یہاں سے بیٹھے بیٹھے عمران کو بے ہوش کروں اور پھر اسے گولی سے اڑا دوں"...... ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہال کا دروازہ کھولنے والا آلہ آپ نے کرشن سے لے لیا تھا۔ وہ آپ کے پاس ہے آپ مجھے دیں میں جا کر اس

عمران کا خاتمہ کر دیتا ہوں"...... سردار کارو نے کہا۔

"نہیں سردار کارو اب ایسا نہیں ہو سکتا ورنہ تمہاری طرح میں بھی معطل کر دیا جاؤں گا اور میرا بھی کورٹ مارشل ہو سکتا ہے۔ آئی ایم سوری اب مجھے خود ہی کچھ کرنا پڑے گا"...... ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں ڈاکٹر نرائن ویسے ہی ہو گا سمجھے۔ نکالو آلہ ورنہ کرشن کی طرح تمہاری گردن بھی ٹوٹ سکتی ہے"...... یکلخت سردار کارو نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر نرائن کے چہرے پر یکلخت خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ اوہ میں مرنا نہیں چاہتا۔ ٹھیک ہے تم جو چاہو کرو اب میں مداخلت نہیں کروں گا۔ آلہ سامنے الماری میں موجود ہے نکال لو"...... ڈاکٹر نرائن نے خوف سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عمران کی موت میرے ہاتھوں سے ہی لکھی ہوئی ہے اس لئے میں ہی اسے ہلاک کروں گا سمجھے۔ جہاں تک پرائم منسٹر کا تعلق ہے میں خود ان سے نمٹ لوں گا۔ فوج کے اعلیٰ ترین آفیسر میری مٹھی میں ہیں وہ پرائم منسٹر کو مجبور کر دیں گے اور وہ مجھے دوبارہ اسی عہدے پر بحال کر دیں گے"...... سردار کارو نے طنزیہ لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے کی ایک دیوار میں نصب الماری کی طرف بڑھ گیا لیکن اس کے مڑتے ہی ڈاکٹر نرائن نے تیزی سے ہاتھ بڑھایا اور مشین کے ایک بٹن پر انگلی رکھ دی۔ سردار کارو نے جیسے ہی الماری کے پٹ کھولے تو ڈاکٹر نرائن نے بٹن کو پریس کر دیا اور دوسرے لمحے ایک دھماکہ ہوا اور

سردار کارو چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا اور اس کے ساتھ ہی
اس طرح ساکت ہو گیا جیسے چابی بھرا کھلونا چابی ختم ہونے پر اچانک
حرکت کرتے کرتے رک جاتا ہے۔ ڈاکٹر نرائن کے بٹن دباتے ہی
الماری سے سرخ رنگ کی گیس کا بھبکا سا دھماکے کے ساتھ ہی سردار
کارو کے چہرے سے ٹکرایا تھا اور وہ چیختے ہوئے پیچھے گرا اور بے ہوش ہو
گیا۔ ڈاکٹر نرائن نے فوراً ہی بٹن سے انگلی ہٹا دی تھی۔

"تم کتنے بھی طاقتور ہو جاؤ سردار کارو لیکن سائنسی حربوں کے
سامنے تمہاری کوئی حیثیت نہیں ہے"...... ڈاکٹر نرائن نے بڑبڑاتے
ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مڑ کر مشین کے مختلف بٹن
پریس کرنے شروع کر دیئے۔ مشین سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

"ہیلو ہیلو ڈاکٹر نرائن کالنگ فرام سپیشل کنٹرولنگ سنٹر اوور"۔
ڈاکٹر نرائن نے بار بار کال دینی شروع کر دی۔

"یس سپیشل ملٹری سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر اٹنڈنگ یو اوور"۔ چند
لمحوں بعد مشین سے ایک آواز سنائی دی۔

"پرائم منسٹر صاحب سے بات کرائیں اوور"...... ڈاکٹر نرائن نے
کہا۔

"یس سرویٹ کریں اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو پرائم منسٹر اٹنڈنگ یو کیا میرے حکم کی تعمیل ہو گئی ہے
ڈاکٹر نرائن اوور"...... پرائم منسٹر صاحب کے لہجے میں بے پناہ
پریشانی تھی۔

"نہیں جناب صورت حال ایسی ہے کہ میں نے سوچا کہ آپ سے
مزید ہدایات لے لوں اوور"...... ڈاکٹر نرائن نے مؤدبانہ لہجے میں
کہا۔

"کیا ہوا کہیں کنٹرولنگ سنٹر تو تباہ نہیں ہو گیا اوور"۔ پرائم منسٹر
نے ایک بار پھر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ایسا کیسے ممکن ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ سردار کارو
نے آپ سے غلط بیانی کی تھی کہ اس نے عمران کے ساتھیوں کا خاتمہ
کر دیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ عمران کے سب ساتھی زندہ ہیں اور
وہ سب جس ہال میں موجود ہیں وہاں داخل ہوئے بغیر انہیں بے
ہوش یا ہلاک نہیں کیا جا سکتا اور وہ سب آزاد ہیں۔ میں یہاں کنٹرول
روم میں ہوں میں یہاں سے انہیں گیس سے بے ہوش نہیں کر سکتا
اور اگر میں نے کسی اور آدمی کو انہیں بے ہوش کرنے کے لئے ہال
کے اندر بھیجا تو مجھے دروازہ کھولنا پڑے گا اور وہ عمران انتہائی خطرناک
آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ باہر آ جائے اور اگر ایسا ہوا تو پھر اس
کنٹرولنگ سنٹر کو اس عفریت کے ہاتھوں بچانا ناممکن ہو جائے گا۔ میں
نے سردار کارو سے مشورہ کرنے کی کوشش کی کیونکہ یہ سب اسی کا کیا
دھرا ہے تو وہ اس پر بضد ہو گیا کہ وہ خود اندر جا کر عمران سے لڑ کر اسے
ہلاک کرے گا لیکن چونکہ آپ کے حکم کی خلاف ورزی میں نہیں کر سکتا
تھا اس لئے میں نے انکار کر دیا۔ اس پر سردار کا.. نے مجھ پر قاتلانہ حملہ
کرنے کی کوشش کی جس پر میں نے بڑی مشکل سے اس پر ایک

سائنسی حربہ استعمال کر کے اسے بے ہوش کیا ہے اور اپنی جان بچائی
ہے ۔اب اس وقت صورتحال یہ ہے کہ کرشن کی لاش پڑی ہے اور
سردار کارو بے ہوش پڑا ہوا ہے ۔ عمران اور اس کے ساتھی ہال میں
موجود ہیں ۔اب میری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی کہ میں انہیں کس
طرح کور کروں اور اس لئے میں نے کال کی ہے کہ اب آپ مجھے اس
صورتحال میں ہدایات دیں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے اوور"...... ڈاکٹر
نرائن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ کچھ نہ کریں یہ کام آپ کے بس کا نہیں ہے ۔اگر آپ نے ہال
کو کھولا تو وہ عفریت اپنے ساتھیوں سمیت آپ پر ٹوٹ پڑے گا اور پھر
سب کچھ تباہ ہو جائے گا ۔ میں آپ کی فریکونسی چیف آف سیکرٹ
سروس شاگل کو دے دیتا ہوں ۔ مسٹر شاگل آپ سے رابطہ کریں گے
آپ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو سنٹر میں لے جائیں وہ ایسے
معاملات میں تربیت یافتہ ہیں اس لئے وہ خود ہی انہیں سنبھال لیں
گے اوور"۔پرائم منسٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر میں جناب شاگل صاحب کو جانتا ہوں ۔ لیکن سر
سردار کارو کا کیا کرنا ہے سر اوور"...... ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

"مسٹر شاگل اسے بھی گرفتار کر لیں گے میں انہیں اس سلسلے میں
تفصیلی ہدایات دے دوں گا اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا
گیا اور ڈاکٹر نرائن نے ہاتھ بڑھا کر مشین کے بٹن آف کرنے شروع کر
دیئے ۔ان کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے

کیونکہ اب معاملات کا بوجھ ان کے سر سے اتر گیا تھا۔اب عمران جانے
اور شاگل جانے جو کچھ ہو گا بہر حال اب اس کی ذمہ داری ان کے سر پر نہ
آئے گی۔

ڈاکٹر نرائن ، سردار کارو اور کرشن کے واپس جانے کے چار پانچ منٹ بعد عمران کے جسم نے حرکت کرنی شروع کر دی تو وہ کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی سرر کی آواز کے ساتھ ہی پلک جھپکنے میں کرسی فرش میں غائب ہو گئی اور فرش برابر ہو گیا۔ ادھر شیشے کی ایک دیوار جولیا اور دوسرے ساتھیوں کے سامنے زمین سے نمودار ہوئی اور چھت تک پہنچ گئی اور چند لمحوں بعد جولیا اور دوسرے ساتھیوں کے ہاتھوں اور پیروں میں موجود کڑے خود بخود کھلے اور دیوار کے اندر غائب ہو گئے اور وہ سب اس قید سے آزاد ہو گئے۔ لیکن اب وہ ایک راہداری میں بند تھے۔ عمران نے غور سے ہال کا جائزہ لیا ساتھ ساتھ وہ ہال میں اس طرح ٹہل رہا تھا جیسے ہال کی بجائے کسی باغ میں ٹہل رہا ہو اس کا ذہن خاصی تیز رفتاری سے صورت حال کا جائزہ لے رہا تھا اسے معلوم تھا کہ اس ہال میں جدید سائنسی آلات نصب ہیں

اس لیۓ یقیناً اسے اور اس کے ساتھیوں کو کسی سکرین پر دیکھا جا رہا ہو گا اور ڈاکٹر نرائن نے تو خود یہی بات کی تھی کہ وہ یہ مقابلہ سکرین پر دیکھے گا۔ عمران کو سردار کارو سے مقابلے کی کوئی فکر نہ تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سردار کارو جیسے لوگ نفسیاتی مریض ہوتے ہیں۔ یہ لوگ طاقت اور مہارت سے معمولی سی شناسائی کے بعد احساس برتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگوں کو وہ نفسیاتی طور پر ڈیل کرنا اچھی طرح جانتا تھا۔ اسے اصل فکر اس بات کی تھی کہ وہ کسی طرح یہاں سے نکل کر ڈاکٹر نرائن سے وہ فارمولا حاصل کر لے لیکن کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ اس کے ساتھی آپس میں باتیں کر رہے تھے لیکن آواز اسے سنائی نہ دے رہی تھی اس لیۓ عمران نے بھی ان سے بات کرنے کی کوشش ہی نہ کی تھی لیکن اسے ہال میں ٹہلتے ہوئے کافی دیر گزر گئی لیکن نہ ہی دیوار میں خلا نمودار ہوا اور نہ ہی سردار کارو مقابلے کے لیۓ آیا تو عمران کو حیرت ہونے لگ گئی اس نے سوچا کہ شاید سردار کارو کسی ضروری کام میں مصروف ہو گا اور کسی بھی لمحے آ سکتا ہے اس لیۓ اس نے دوبارہ ٹہلنا شروع کر دیا لیکن ابھی وہ ٹہل ہی رہا تھا کہ اچانک چٹک کی آواز کے ساتھ ہی سیٹی کی تیز آوازیں ہال کی چھت کے ایک کونے سے نکلنے لگیں۔ عمران چونک کر اس جگہ کو دیکھنے لگا۔ سیٹی کی مخصوص آواز سے تو یہی معلوم ہو رہا تھا کہ یہ آواز ٹرانسمیٹر کال کی ہے لیکن ٹرانسمیٹر کال کی آواز یہاں ہال میں کیوں سنائی دے رہی تھی۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ سیٹی کی

مخصوص آواز مسلسل سنائی دیتی رہی اور عمران خاموش کھڑا اسے سنتا رہا۔ پھر اچانک ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو ہیلو سپیشل ملٹری سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر کالنگ اوور"۔

"یس سردار کارو اٹنڈنگ اوور"...... سردار کارو کی آواز سنائی دی۔

"لیکن پرائم منسٹر صاحب تو ڈاکٹر نرائن سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ فریکونسی ڈاکٹر نرائن کی نہیں ہے اوور"...... پہلی آواز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہیلو ڈاکٹر نرائن بول رہا ہوں بات کرائیں اوور"...... ڈاکٹر نرائن کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد پرائم منسٹر کی آواز سنائی دی اور پھر ان کے درمیان ہونے والی گفتگو جیسے جیسے آگے بڑھتی رہی عمران کے چہرے پر اسی طرح حیرت کے تاثرات بھی بڑھتے چلے گئے۔ خاصی طویل گفتگو ہوئی اور جب گفتگو کا اختتام ہوا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس گفتگو سے اسے پتہ چلا کہ کرشن نے اس مقابلے پر اعتراض کیا تھا جس پر سردار کارو نے اسے تھپڑ مار کر اس کی گردن توڑ دی اس طرح وہ ہلاک ہو گیا۔ پرائم منسٹر نے سردار کارو کو معطل کر دیا اور شاگل کو اس کی جگہ دے دی اور ڈاکٹر نرائن کو حکم دیا کہ وہ عمران کو گیس سے بے ہوش کر کے ہلاک کر دے۔ البتہ سردار کارو نے پرائم منسٹر سے یہ غلط بیانی کی تھی کہ وہ عمران کے ساتھیوں کو ختم کر چکا ہے اور ڈاکٹر نرائن نے اس کی تردید نہ کی تھی جب کال ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی چٹ کی آواز بھی سنائی دی تو عمران

تیزی سے واپس پلٹا اور ہال کی عقبی دیوار کے ساتھ جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی تیز نظریں سرچ لائٹوں کی طرح پورے ہال کا جائزہ لے رہی تھیں کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اب ڈاکٹر نرائن ہال میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرے گا اور وہ چاہتا تھا کہ جیسے ہی گیس فائر ہو وہ اپنی سانس روک لے اس طرح وہ ڈاکٹر نرائن کو ڈاج دینے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن کافی دیر گزر گئی اور گیس فائر نہ ہوئی تو عمران کے ہونٹ بھینچ گئے۔ اسی لمحے ایک بار پھر چٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر نرائن کی آواز سنائی دی۔ وہ پرائم منسٹر کو کال کر رہا تھا۔ اس ٹرانسمیٹر کا رابطہ اس ہال سے براہ راست تھا اور اس سسٹم کا بٹن یا تو آن تھا یا پھر یہ سسٹم خصوصی طور پر یہاں رکھا گیا تھا بہرحال اس سے فائدہ عمران کو ہو رہا تھا ورنہ اسے ان بدلتے ہوئے حالات کا سرے سے علم ہی نہ ہو سکتا تھا اور اب ڈاکٹر نرائن اتنی دیر بعد دوبارہ پرائم منسٹر کو کال کر رہا تھا اور پھر پرائم منسٹر اور ڈاکٹر نرائن کے درمیان جو گفتگو ہوئی اسے سن کر عمران کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی اسے معلوم ہو گیا تھا کہ سردار کارو نے ڈاکٹر نرائن سے زبردستی ہال کو کھولنے والا آلہ حاصل کرنا چاہا تا کہ وہ اندر آ کر اس کا خاتمہ کر سکے لیکن ڈاکٹر نرائن نے کسی سائنسی حربے سے اسے بے ہوش کر دیا اور اس بات کا علم بھی عمران کو ہو گیا کہ اس ہال میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنے کا کوئی سسٹم موجود نہیں ہے اس لئے ڈاکٹر نرائن بے بس ہو گیا تھا اور اب پرائم منسٹر نے سارا

چارج شاگل کو دے دیا تھا اور اب شاگل یہاں آکر عمران اور اس کے
ساتھیوں کے خلاف کارروائی کرے گا اور اتنا عمران جانتا تھا کہ شاگل
کو یہاں تک پہنچنے میں کافی وقت لگ جائے گا اور اب سردار کارو کے
ساتھ مقابلے والی بات بھی ختم ہو چکی تھی اس لئے اب اس نے کسی نہ
کسی طرح خود ہی حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا تاکہ اس سے پہلے کہ
شاگل اپنے ساتھیوں سمیت یہاں پہنچے وہ اس سنٹر پر قبضہ کر لے اس
کے بعد شاگل سے آسانی سے نمٹا جا سکتا تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور
اس دیوار کے قریب پہنچ کر رک گیا جہاں اس کے ساتھی شیشے کی دیوار
کی دوسری طرف موجود تھے۔ عمران نے دیوار پر انگلی رکھی اور پھر اس
نے ٹیلیگرام بھیجنے والے انداز میں دیوار پر رک رک کر اور وقفے سے
دیوار کو انگلی سے کھٹکانا شروع کر دیا۔ دوسری طرف سے صفدر نے
جواب دینا شروع کر دیا۔ تب عمران کو معلوم ہوا کہ ٹرانسمیٹر کی آواز
انہیں بھی سنائی دی ہے اور انہیں بھی حالات کا علم ہو چکا ہے۔

"ارے پھر تو میری آواز بھی تم تک پہنچ جانی چاہئے۔ میں خواہ مخواہ
اپنی انگلی کھٹکا رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"آپ کی آواز ہلکی سی سنائی دے رہی ہے عمران صاحب"۔ دوسرے
لمحے صفدر کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ
سمجھ گیا تھا کہ چیخ کر بولنے سے کہیں نہ کہیں سے آواز اس دیوار سے
کراس ہو جاتی ہے۔

"ہمیں شاگل کے پہنچنے سے پہلے یہاں سے نکلنا ہے۔ تم اپنی گیلری

کی دونوں سائیڈوں کو کھٹکھٹاؤ شاید کوئی راستہ سامنے آجائے"۔
عمران نے پہلے کی طرح اونچی آواز میں کہا۔

"عمران صاحب صالحہ ایسا پہلے ہی کر چکی ہے"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"ارے ارے اتنے بھی کٹھور نہ بنو۔ اگر صالحہ نے در دل پر دستک
دی ہے تو دل کا دروازہ کھول ہی دو"۔۔۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا
تو دوسری طرف سے موجود صفدر کے ساتھ ساتھ صالحہ اور دوسرے
ساتھی بھی ہنس پڑے لیکن اس سے پہلے کہ اس کی بات کا کوئی جواب
دیتا۔ اچانک کھٹاک کھٹاک کی ہلکی سی آواز عمران کو اپنی پشت پر سنائی
دی اور عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑا۔ اسی لمحے آواز ایک بار پھر سنائی
دی اور عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ اب اس نے واضح طور پر سنا تھا کہ
آواز فرش سے اسی جگہ سے آ رہی تھی جہاں کرسی غائب ہوئی تھی عمران
اس جگہ کے قریب پہنچ کر جھکا اور اس نے کان فرش سے لگا دیئے۔ فرش
کے نیچے سے ہلکی ہلکی کھڑکھڑاہٹ کی آوازیں مسلسل سنائی دے رہی
تھیں اور ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے نیچے کوئی بھاری مشین موجود ہو
جسے چلائے جانے کی کوشش کی جا رہی ہو۔ عمران نے سر اوپر اٹھایا اور
پھر غور سے فرش کی اس جگہ کو دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس کے لبوں پر
ہلکی سی مسکراہٹ رینگنے لگی۔ اس کی نظروں نے اب فرش پر موجود
ایک باریک سی لکیر کو چیک کر لیا تھا۔ یہ چار لکیریں تھیں جو آپس میں
اس طرح مل گئی تھیں کہ درمیان میں ایک بڑا چوکور خانہ سا بن گیا
تھا اور اس طرح کے خانوں کی ایک قطار اس ہال کی ایک دیوار سے

دوسری دیوار تک چلی گئی تھی۔ وہ وہی جگہ تھی جہاں وہ کرسی فرش میں
غائب ہوئی تھی جس پر عمران بیٹھا رہا تھا یہ لکریں اس قدر مدھم تھیں
کہ انتہائی غور سے دیکھنے کے بعد ہی نظر آنے لگی تھیں۔ عمران کی
نظریں ان خانوں کی قطار کے ساتھ ساتھ چلتی ہوئی ہال کی دیوار تک
پہنچ گئیں جہاں جا کر یہ خانے ختم ہو رہے تھے اور عمران تیزی سے اٹھا
اور پھر دوڑتا ہوا اس دیوار کی طرف بڑھ گیا اس نے دیوار کی اس جگہ کو
ہاتھ سے تھپتھپانا شروع کر دیا جہاں جا کر چوکور خانوں والی یہ قطار ختم
ہوئی تھی۔ ایک جگہ ہاتھ مارتے ہی ایسی آواز سنائی دی جیسے دیوار کا یہ
حصہ کھوکھلا ہو۔ اس نے ادھر ادھر ہاتھ مار کر دیوار کے اس پورے
حصے کو چیک کر لیا جو کھوکھلا تھا۔ اس کا ہاتھ دیوار کو تھپتھپاتا ہوا اوپر
چھت کی طرف جا رہا تھا کہ ایک جگہ پہنچ کر اس نے جیسے ہی ہاتھ مارا تو
وہاں سے ایسی آواز سنائی دی جیسے یہ حصہ کھوکھلا نہ ہو بلکہ یہاں ٹھوس
دیوار ہو تو عمران نے ہاتھ تھوڑا سا نیچے کیا اور پھر اس نے بازو گھما کر
پوری قوت سے عین اس جگہ دیوار پر مکہ مارا جہاں سے اوپر دیوار ٹھوس
تھی۔ ایک دھماکہ سا ہوا اور اس کے ساتھ ایک زوردار گڑگڑاہٹ
کے ساتھ ہی ہال کے فرش پر چوکور خانوں کی پوری قطار میں سے آدھے
سے زیادہ خانے کھل گئے۔ ان کی تعداد تقریباً آٹھ تھی جن میں سے چار
خانوں میں سے کرسیاں باہر آ گئی تھیں۔ ویسی ہی کرسیاں جن میں سے
ایک پر عمران بیٹھا رہا تھا جب کہ باقی چار خانے خالی تھے۔ عمران تیزی
سے مڑا اور ایک خالی خانے پر جھک گیا۔ اس نے دیکھا کہ خالی خانے

کے نیچے ایک چوکور پلیٹ فارم تھا جس پر ایک گھومنے والا باریک سا
آرا نصب تھا جو اس قدر تیزی سے گھوم رہا تھا کہ اس پر نظریں نہ ٹھہر
رہی تھیں عمران سمجھ گیا کہ کرسی اور خانہ نیچے جا کر ایک ہو جاتا ہوگا اور
اس طرح ڈاکٹر نرائن جب بھی چاہے اس کرسی کی مدد سے نیچے اس
آرے والے پلیٹ فارم پر پھینک کر اس کی بوٹیاں اڑا سکتا تھا اور اگر
عمران اور سردار کارو کے درمیان مقابلے کا مسئلہ نہ ہوتا تو شاید عمران
کا حشر بھی یہی ہوتا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اب وہ ہال کی
دوسری دیوار کی طرف بڑھ گیا لیکن پھر دیوار کے آگے وہ شیشے کی دیوار
آ گئی تھی جس کے پیچھے عمران کے ساتھی موجود تھے۔ عمران تیزی سے
اس شیشے والی دیوار کے قریب پہنچ گیا۔
"صفدر جس طرح میں نے دیوار کے آخری کھوکھلے حصے پر مکہ مارا
ہے اس طرح تم بھی وہاں مکہ مارو"...... عمران نے اونچی آواز میں چیختے
ہوئے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھنے لگا لیکن تنویر نے اسے
بازو سے پکڑ کر روک دیا اور خود آگے بڑھا اور دوسرے لمحے اس کا بازو
بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ایک دھماکے کی اچھی خاصی آواز عمران کو
سنائی دی جبکہ دیوار کی وجہ سے آواز ہلکی آئی تھی اس کا مطلب تھا کہ
دوسری طرف دھماکے کی آواز اس سے بھی زیادہ گونج دار ہوگی۔
دھماکے کے ساتھ ہی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے
عمران یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا کہ باقی آٹھ چوکور خانوں کے کھلنے
کے ساتھ ساتھ ان کے عقبی طرف ایک بہت بڑا چوکور خانہ سا فرش

میں کھل گیا۔ عمران تیزی سے اس خانے کی طرف بڑھا اور اس کے
ساتھ ہی اس کے چہرے پر بے اختیار مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔
کیونکہ اس بڑے خانے کے اندر گول چکر کھاتی ہوئی پتلی سی سیڑھی
نیچے جا رہی تھی لیکن نیچے اندھیرا تھا اس لئے دوسرے چکر کے بعد سیڑھی
غائب تھی۔ عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ
ہلا کر اس نے انہیں اشارہ کیا اور تیزی سے سیڑھی پر پیر رکھ کر نیچے
اترنے لگ گیا۔ دوسرے چکر کے بعد سیڑھی نیچے جا رہی تھی لیکن وہاں
گھپ اندھیرا تھا۔ لیکن عمران کی آنکھیں چند لمحوں بعد ہی اندھیرے
سے مانوس ہو گئیں اور پھر وہ احتیاط سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ چند
لمحوں بعد وہ ایک کافی بڑے ہال نما کمرے میں موجود تھا جس میں ہر
طرف عجیب و غریب مشینیں موجود تھیں اور ان سب مشینوں کے اوپر
والے سرے چھت میں غائب ہو رہے تھے۔

"یہ ہال تو پورا طلسم ہوشربا ہے لیکن ڈاکٹر نرائن تو اس طرح بے
بس تھا جیسے وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے
کہا اور پھر ان مشینوں کے درمیان سے گزرتا ہوا تیزی سے آگے بڑھتا
چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک بند دروازے کے سامنے پہنچ گیا۔
دروازے کے درمیان ایک گول حصہ کٹا ہوا تھا جس میں شیشہ نصب
تھا۔ عمران نے اس شیشے میں سے جھانکا تو دوسری طرف ایک راہداری
تھی جس میں تیز روشنی تھی۔ عمران نے دروازے کے ہینڈل کو گھما کر
اسے کھینچا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور عمران جھپٹ کر راہداری میں پہنچ

گیا۔ راہداری کا ایک سرا بند تھا جب کہ دوسرا کچھ آگے جا کر گھوم جاتا
تھا۔ عمران تیزی سے اس گھومتے ہوئے حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور
تھوڑی دیر بعد وہ ایک کھلے دروازے کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ اس
نے دیوار کے ساتھ پشت لگا کر سر کو آگے کیا اور کھلے دروازے کی
دوسری طرف جھانکا اور دوسرے لمحے وہ جھپٹ کر اس دروازے سے
اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں سامنے دیوار کے
ساتھ ایک قد آدم مشین نصب تھی جس پر بے شمار چھوٹے چھوٹے
بلب جل بجھ رہے تھے۔ اس مشین کے دونوں کونوں پر دو سرخ رنگ
کے بڑے بلب مسلسل جل رہے تھے۔ عمران ابھی اس مشین کے
قریب پہنچا ہی تھا کہ بے اختیار ٹھٹک کر رک گیا۔ اسے مشین کے
عقب سے کسی آدمی کے بولنے کی ہلکی سی آواز سنائی دی تھی۔ وہ تیزی
سے سائیڈ پر ہوا تو اس نے دیکھا کہ مشین کے عقب میں باقاعدہ ایک
چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی سائیڈ پر ایک دروازہ تھا جس کے اندر بھی گول
سوراخ تھا اور اس میں شیشہ نصب تھا۔ اندر ایک میز دو کرسیاں اور
ایک بیڈ پڑا تھا۔ ایک کرسی پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم
پر سفید اوور آل موجود تھا۔ اس کا جسم میز کی طرف جھکا ہوا تھا۔ وہ میز
پر رکھے ہوئے انٹر کام کا رسیور کانوں سے لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی
پشت دروازے کی طرف تھی۔ عمران نے دروازے کو ہاتھ سے ذرا سا
دبایا تو دروازہ کھل گیا۔

"فرانز بول رہا ہوں ڈاکٹر ایس ون روم سے یہاں ایک حیرت

انگیز بات ہوئی ہے۔ایس ون کنٹرولنگ مشین کے تھری زیرو سرکٹ خود بخود آن ہو گئے ہیں بغیر کسی کاشن کے اچانک"...... اس نوجوان کی آواز سنائی دی اور اس کی آواز اور لہجے سے ہی عمران سمجھ گیا کہ بولنے والا غیر ملکی ہے۔

" اسی بات پر تو مجھے حیرت ہو رہی ہے میں ایس ون کی ٹرانس مشین کو چیک کرنے کے بعد روٹین کے مطابق کھانا کھانے کے لئے چلا گیا اور اب واپس آیا ہوں تو مشین کے تھری زیرو سرکٹ چل رہے تھے۔حالانکہ آپریشنل سوئچ آف ہیں"...... فرانز نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے آنے والی بات سننے لگ گیا۔

" میں اسی بات پر تو حیران ہو رہا ہوں ڈاکٹر آپ خود آکر چیک کر لیں۔میری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آرہی"...... فرانز نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے آنے والی آواز سننے لگا۔

" ٹھیک ہے جناب آجائیں"...... فرانز نے کہا اور رسیور رکھنے لگا۔

عمران نے آہستہ سے دروازہ بند کیا اور پھر لپک کر تیزی سے مشین کی آڑ میں ہو گیا چند لمحوں بعد اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر فرانز گھوم کر سامنے آگیا۔پھر اس سے پہلے کہ وہ چونکتا عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور فرانز چیختا ہوا اچھل کر فرش پر گرا۔عمران کی لات حرکت میں آئی اور فرانز کی کنپٹی پر پڑنے والی زوردار ضرب نے دوسرے لمحے فرانز کو بے حس و حرکت کر دیا۔عمران نے جھک کر اسے بازو سے پکڑا اور گھسیٹتا ہوا واپس اسی کمرے کی طرف لے گیا۔

اس نے دروازہ کھولا اور اسے اندر فرش پر اچھال کر وہ تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کے قریب آکر سائیڈ پر ہو کر کھڑا ہو گیا۔چند لمحوں بعد اسے راہداری میں سے تیز تیز قدموں کی آواز سنائی دی۔آنے والا ایک ہی تھا قدموں کی آواز کھلے ہوئے دروازے کے قریب آئی اور پھر ایک ادھیڑ عمر آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا تھا کہ عمران کا بازو گھوما اور ادھیڑ عمر چیختا ہوا اچھل کر پہلو کے بل فرش پر جا گرا۔اس نے نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے اس کی کنپٹی پر لات جما دی اور وہ بھی فرانز کی طرح ضرب کھا کر بے حس و حرکت ہو گیا۔اس کے جسم پر بھی سفید اوورآل تھا عمران نے دروازہ بند کر دیا اور پھر اس نے جھک کر اسے اٹھایا اور اس کمرے کی طرف لے گیا جہاں فرانز بے ہوش پڑا تھا۔وہاں لے جا کر اس نے اس ادھیڑ عمر کو جسے فرانز ڈاکٹر کہہ رہا تھا ایک کرسی پر بٹھایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ایک الماری کھولتے ہی اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی کیونکہ الماری میں ایک ریوالور پڑا ہوا تھا جو باقاعدہ ہولسٹر میں رکھا ہوا تھا۔عمران نے جلدی سے ریوالور ہولسٹر سے نکالا اور اس کا میگزین چیک کیا تو میگزین فل تھا ایک گولی بھی فائر نہ ہوئی تھی۔عمران نے میگزین بند کیا اور پھر ڈاکٹر کی طرف بڑھ گیا۔اس نے اس کا اوورآل اتار کر ایک طرف پھینک دیا۔نیچے کوٹ تھا اس نے کوٹ کو پشت کی طرف سے کافی نیچے کر دیا۔اس طرح ڈاکٹر کے دونوں بازو جکڑے گئے تھے۔عمران نے ریوالور میز پر رکھا اور دونوں ہاتھوں سے

ڈاکٹر کا منہ اور ناک بند کر دی۔ چند لمحوں بعد جب ڈاکٹر کے جسم میں
حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو عمران نے ہاتھ چھوڑ دیئے اور
میز پر رکھا ہوا ریوالور اٹھا لیا۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر نے کراہتے ہوئے
آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے
کی کوشش کی لیکن کوٹ کی جکڑن کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔ اس کے
ساتھ ہی عمران نے ریوالور کی نال اس کی کنپٹی سے لگا دی تو اس نے
چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے اور آنکھوں میں یکلخت
انتہائی حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم مم میرا نام ڈاکٹر جانسن ہے۔ مگر مگر تم کون ہو اور یہاں کیسے
آ گئے ہو۔ کہاں سے آ گئے ہو"...... ڈاکٹر جانسن نے انتہائی حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اوپر ہال میں تھا وہاں سے یہاں آیا ہوں۔ لیکن کیا تمہیں
معلوم نہیں ہے کہ اوپر ہال میں کیا ہو رہا ہے"...... عمران نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ تو یہ بات ہے مگر تم ہو کون"...... ڈاکٹر جانسن نے کہا۔

"جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو ورنہ ایک لمحے میں تمہاری
کھوپڑی ہزاروں ٹکڑوں میں تقسیم ہو جائے گی"...... عمران کے لہجے
میں غراہٹ اور بڑھ گئی۔

"کک کک کیا پوچھا ہے تم نے کیا پوچھا ہے"...... ڈاکٹر جانسن

نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا تمہیں معلوم نہیں تھا کہ اوپر ہال میں کیا ہو رہا ہے"۔ عمران
نے پوچھا۔

"نہیں اوپر ہال سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ وہاں اگر کوئی
مشینری خراب ہو جائے تو ہمارا مکینک اوپر جا کر اسے ٹھیک کر دیتا ہے
ورنہ ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ نیچے والا حصہ مکمل طور پر اوپر والے
حصے سے علیحدہ ہے۔ اوپر صرف انتظامی یونٹ ہے۔ جب کہ نیچے
مکینکل یونٹ ہے اور میں مکینکل یونٹ کا انچارج ہوں۔ انتظامی
یونٹ کا انچارج ڈاکٹر نرائن ہے"...... ڈاکٹر جانسن نے جواب دیا۔

"تم لوگ پھر یہاں سے باہر کیسے جاتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"ایک سپیشل وے ہے۔ ہم وہاں سے آتے جاتے ہیں۔ ہمارے
پاس علیحدہ سپیشل ہیلی کاپٹرز ہیں۔ ہمارا براہ راست انتظامیہ سے
کوئی تعلق نہیں ہے"...... ڈاکٹر جانسن نے کہا۔

"انتظامیہ کیا کرتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"خوراک، مشینری، پارٹس وغیرہ کی سپلائی ان کے ذمے ہے۔
ہمارا ان سے کنٹریکٹ ہے۔ ہم اپنا کام کرتے ہیں وہ اپنا کام کرتے
ہیں"...... ڈاکٹر جانسن نے کہا۔

"تمہارا تعلق کارمن سے ہے"...... عمران۔ نے کہا۔

"نہیں ہمارا تعلق اسرائیل سے ہے۔ ہم یہاں سب اسرائیلی ہیں۔
ہماری حکومت کا کافرستان سے کنٹریکٹ ہے اور اس کنٹریکٹ

پر ہم یہاں کام کر رہے ہیں اور اب ہمارا کام تقریباً ختم ہونے والا ہے"...... ڈاکٹر جانسن نے کہا۔

"کیا کام تمہارے ذمے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ہم نے یہاں کافرستان میں ایک خفیہ کمپیوٹرائزڈ میزائل فیکٹری قائم کی ہے اور یہاں ہم اس فیکٹری کو کنٹرول کر کے میزائل تیار کرتے ہیں اور پھر یہ میزائل حکومت کافرستان کو سپلائی کر دیئے جاتے ہیں۔ تین سال کا معاہدہ تھا اب تین سال پورے ہونے والے ہیں۔ اب اگر حکومت نے کنٹریکٹ میں توسیع نہ کی تو ہم واپس چلے جائیں گے اس کے بعد کافرستانی سائنس دان یہ سب کچھ سنبھال لیں گے۔ ہماری حکومت ان تین سالوں میں کافرستانی سائنس دانوں کو وہاں اسرائیل میں تربیت دے رہی ہے تاکہ وہ اس فیکٹری کو سنبھال سکیں"...... ڈاکٹر جانسن نے کہا۔

"یہاں تمہارے ساتھ کتنے آدمی ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"یہاں ہمارا یونٹ ہے۔ ہمارا گروپ پچیس افراد پر مشتمل ہے جن میں دس اسسٹنٹ ہیں اور پندرہ سائنس دان"...... ڈاکٹر جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا وہ چونکہ ایک سائنس دان تھا تربیت یافتہ ایجنٹ نہ تھا اس لئے صرف ریوالور اور عمران کی آواز میں غراہٹ کی بنا پر ہی خود بخود سب کچھ بتائے چلا جا رہا تھا۔

"اور انتظامی یونٹ میں کتنے آدمی کام کرتے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"اس کا مجھے علم نہیں ہے۔ ہم میں سے کوئی اوپر نہیں جاتا اور نہ اوپر سے کوئی نیچے آتا ہے۔ میرا تعلق سپیشل ٹرانسمیٹر پر ڈاکٹر نرائن سے رہتا ہے اور بس"...... ڈاکٹر جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک فارمولا پاکیشیا سے حاصل کیا گیا ہے۔ ان میزائلوں سے اس کا تعلق ہے جو تمہاری فیکٹری تیار کر رہی ہے وہ کہاں ہے"۔ عمران نے پوچھا تو ڈاکٹر جانسن بے اختیار چونک پڑا۔

"فارمولا۔ کیسا فارمولا۔ ہمیں تو کسی فارمولے کا علم نہیں ہے"...... ڈاکٹر جانسن نے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر کرسی سمیت نیچے جا گرا کیونکہ اس کے لہجے سے ہی عمران سمجھ گیا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ چنانچہ عمران کا بھرپور تھپڑ اس کے گال پر پڑا تھا اور وہ کرسی سمیت نیچے جا گرا تھا۔ عمران نے جھک کر اسے بازو سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے کھینچ کر دوسری کرسی پر بٹھا دیا۔ ڈاکٹر جانسن کا وہ گال جس پر تھپڑ پڑا تھا پھٹ گیا تھا اور اس کی ناک اور منہ سے خون کے قطرے باہر رسنے لگ گئے تھے۔ تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ مسخ ہو رہا تھا لیکن تھا وہ ہوش میں۔

"یہ معمولی سا کاشن ہے سمجھے اب اگر جھوٹ بولا تو ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ وہ فارمولا ڈاکٹر جوزف کے پاس ہے وہ اسے ڈی کوڈ کرنے میں مصروف ہے۔ وہ کوڈ کا ماہر ہے"...... اس بار ڈاکٹر جانسن نے کہا۔

"کہاں ہے ڈاکٹر جوزف"...... عمران نے کہا۔

"اپنے دفتر میں ہوگا۔ اس کا دفتر علیحدہ ہے"...... ڈاکٹر جانسن نے
جواب دیا تو عمران نے اس سے اس مکینکل حصے کے بارے میں
تفصیلات معلوم کرنی شروع کر دیں جو ڈاکٹر جانسن نے بتا دیں۔ تھپڑ
کھانے کے بعد وہ اب بالکل موم ہی ہو چکا تھا۔

"اب میری بات غور سے سنو"...... عمران نے کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے اوپر ہال میں اپنے ساتھیوں کی پوزیشن اسے تفصیل
سے بتا دی۔

"اگر تم اپنی زندگی بچانا چاہتے ہو تو بتاؤ کہ میں اپنے ساتھیوں کو
کس طرح اس شیشے کی دیوار ہٹا کر یہاں لے آسکتا ہوں"...... عمران
نے کہا۔

"اس ہال کا تمام تر آپریشنل سسٹم ڈاکٹر نرائن کے کنٹرول میں ہے
ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمارے آدمی صرف مرمت کے
لئے اوپر جاتے ہیں اور وہ بھی اس وقت جب ڈاکٹر نرائن اس کو اوپن
کرتے ہیں۔ اس کو اوپن کرنے کا کنٹرول بھی اس کے پاس ہے
ہمارے پاس نہیں ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب مجھے فرانز نے بتایا کہ
کنٹرول پینل پر میکنزم خود بخود آن ہو گیا ہے تو میں یہاں دوڑ آیا۔
کیونکہ اس کا سسٹم ایسا ہے کہ ڈاکٹر نرائن کو جب کسی کو اوپر ہال میں
بلانا ہوتا ہے تو وہ مجھ سے بات کرتا ہے میں فرانز سے پوچھتا ہوں کہ وہ
مشین کا کمپیوٹر کاشن دے۔ وہ کاشن میں ڈاکٹر نرائن کو بتاتا ہوں تو وہ
اس کاشن کے ذریعے سپیشل فریکونسی کنٹرولنگ پینل میں ایڈجسٹ

کر کے مشینری کو آن کرتا ہے اور اس طرح راستہ کھلتا ہے اور ہمارا
آدمی اوپر جاتا ہے۔ جب کہ اب ایسا نہ ہوا اور اچانک راستہ کھل
گیا"...... ڈاکٹر جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں تمہارے یونٹ میں اسلحہ تو ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں یہاں اسلحے کا کوئی کام ہی نہیں ہے۔ ہم سب سائنس دان
ہیں۔ ہمارا کام سائنسی مشینری سے ہے اسلحے سے نہیں"...... ڈاکٹر
جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر تمہارے پاس کوئی راستہ یا ترکیب نہیں ہے تو پھر تم چھٹی
کرو تم میرے لئے بیکار ہو"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے ریوالور کی نال اس کی کنپٹی سے ہٹا کر اس کی پیشانی پر رکھ دی
ڈاکٹر جانسن کا جسم خوف کی شدت سے کانپنے لگ گیا۔

"میرے پاس کوئی راستہ نہیں ہے میں سچ کہہ رہا ہوں کوئی راستہ
نہیں ہے۔ سب کنٹرول ڈاکٹر نرائن کے پاس ہے"...... ڈاکٹر جانسن
نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے ریوالور ہٹا لیا کیونکہ ڈاکٹر
جانسن کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ ویسے وہ اب ساری
صورتحال سمجھ گیا تھا کہ یہاں واقعی دو علیحدہ علیحدہ یونٹ قائم کئے گئے
ہیں جن کا ایک دوسرے سے رابطہ صرف ٹرانسمیٹر پر ہے۔ عمران نے
ریوالور جیب میں ڈالا اور پھر پیچھے ہٹ کر اس نے مڑی ہوئی انگلی کا ہک
اس کی کنپٹی پر مار دیا اور ڈاکٹر جانسن نے ایک بار پھر چیخ مار کر جھٹکا
کھایا اور پھر اس کی گردن ایک سائیڈ پر ڈھلک گئی۔ عمران تیزی سے

واپس مڑا اور پھر دوڑتا ہوا اس کمرے کے دروازے سے باہر نکلا اور آگے
بڑھتا چلا گیا۔ ڈاکٹر جانسن سے وہ اس یونٹ کا محل وقوع معلوم کر چکا
تھا اور ڈاکٹر جوزف کے آفس کے بارے میں بھی اس نے معلومات
حاصل کر لی تھیں۔ چونکہ فارمولا ڈاکٹر جوزف کے پاس تھا اس لئے وہ
سب سے پہلے یہ فارمولا حاصل کرنا چاہتا تھا اسے اپنے ساتھیوں کے
بارے میں فکر ضرور تھی لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس کے ساتھی موم
کے بنے ہوئے نہیں ہیں وہ اپنا تحفظ خود کرنے کے اہل ہیں اس لئے
اس نے فوری طور پر فارمولا حاصل کرنے کا پروگرام بنایا تھا کیونکہ
اس کا اصل مشن بھی یہی تھا۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد
وہ ایک بند دروازے کے سامنے جا کر رک گیا کیونکہ یہ تمام ترمکینکل
یونٹ تھا اور یہاں کسی غیر کے آنے کا کوئی تصور ہی نہ تھا اس لئے
یہاں کام کرنے والے افراد اپنے اپنے شعبوں میں کام کر رہے تھے۔
راہداریوں میں کوئی آدمی نظر نہ آرہا تھا۔ دروازے کے باہر ڈاکٹر
جوزف کے نام کی پلیٹ بھی موجود تھی۔ اس دروازے کے درمیان
میں بھی گول سوراخ تھا جس میں شیشہ نصب تھا۔ عمران نے اس سے
اندر جھانکا تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا۔ ایک دفتری میز کے سامنے ایک
بوڑھا غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کا رخ میز کی طرف ہونے کی بجائے
سائیڈ کی طرف تھا۔ اس نے ٹانگیں پھیلا رکھی تھیں اور کرسی کی پشت
سے سر ٹکائے وہ آنکھیں بند کئے یا تو سو رہا تھا یا پھر گہری سوچ میں غرق
تھا۔ میز پر مختلف کتابوں کا ایک انبار موجود تھا جن میں سے کچھ کھلی

ہوئی لیکن الٹا کر رکھی گئی تھیں۔ عمران نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو
دروازہ کھلتا چلا گیا اور شاید اس لئے دروازے لاک کرنے کا کوئی تصور
نہ تھا کہ یہاں کوئی غیر آدمی تو آ ہی نہیں سکتا۔ عمران نے آہستہ سے
دروازہ کھولا اور پھر اندر داخل ہو گیا۔ بوڑھا ڈاکٹر جوزف اسی طرح سویا
ہوا تھا۔ کمرے کے فرش پر دبیز قالین بچھا ہوا تھا اس لئے ظاہر ہے عمران
کے قدموں کی آواز پیدا نہ ہو رہی تھی اور ویسے بھی عمران احتیاط کر رہا
تھا۔ اس نے اندر داخل ہو کر احتیاط سے دروازہ بند کیا اور پھر اس
دروازے کے اندر موجود لیکن ایک طرف بنے ہوئے پردے کو آہستہ
سے کھسکا کر دروازے کے سامنے کر دیا تاکہ اگر اتفاقاً باہر سے کوئی
گزرے تو وہ اندر نہ جھانک سکے اور اس کے بعد عمران تیزی سے ڈاکٹر
جوزف کی میز کی طرف بڑھا۔ اسی لمحے ڈاکٹر جوزف نے شاید کوئی آہٹ
محسوس کر کے آنکھیں کھولیں اور دوسرے لمحے وہ عمران کو سامنے دیکھ
کر اس بری طرح اچھلا کہ کرسی کھسک کر پیچھے ہو گئی اور ڈاکٹر جوزف
چیخ مار کر قالین پر جا گرا۔ اس کا سر اور کاندھے میز سے باہر تھے جب کہ
باقی جسم میز اور دیوار کے درمیان تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا۔
عمران نے پیر اس کی گردن پر رکھ کر گھمایا اور ڈاکٹر جوزف کے حلق
سے یکلخت خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں اس کی حالت اس قدر تیزی
سے خراب ہوئی کہ عمران نے بے اختیار پیر ہٹا لیا۔ وہ سمجھ گیا کہ ڈاکٹر
جوزف دل کا مریض ہے اس لئے اگر چند لمحے اس نے مزید اس کی
گردن پر دباؤ رکھا تو وہ مر جائے گا۔ عمران کے پیر ہٹاتے ہی ڈاکٹر

جوزف کی حالت تیزی سے سنبھلنے لگی۔اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھنے کی کوشش شروع کر دی۔ عمران نے جھک کر اسے بازو سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے کرسی پر پھینک دیا۔

"کک کک کون ہو تم ۔ کک کک کون ہو تم یہاں یہاں اس جگہ"...... ڈاکٹر جوزف کے منہ سے اس طرح الفاظ نکل رہے تھے جیسے وہ کہنا کچھ اور چاہتا ہو لیکن کہہ کچھ اور رہا ہو۔

"زیادہ حیرت کی ضرورت نہیں ہے ڈاکٹر جوزف ڈاکٹر جانسن سمیت یہاں میکنیکل یونٹ میں موجود سارے افراد موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں لیکن میں تمہیں زندہ چھوڑ سکتا ہوں کیونکہ تم ہارٹ کے مریض ہو اور میں تمہارے جیسے مریضوں کو مار کر اپنے مقتولوں کی لسٹ میں مزید اضافہ نہیں کرنا چاہتا لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ تم وہ فارمولا میرے حوالے کر دو جسے تم ڈی کوڈ کر رہے ہو"...... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"فف فف فارمولا کون سا فارمولا"...... ڈاکٹر جوزف نے جھٹکا کھاتے ہوئے کہا تو عمران نے ریوالور کی نال اس کی آنکھوں کے درمیان رکھی اور اسے دبا دیا۔

"بولو کہاں ہے فارمولا میں صرف تین تک گنوں گا"...... عمران کا لہجہ بے پناہ سرد تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رک رک کر گننا شروع کر دیا۔

"رک جاؤ رک جاؤ فارمولا میز کی پہلی دراز میں ہے"...... یکلخت

ڈاکٹر جوزف نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی۔خوف کی شدت سے وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا۔اس نے میز کی دراز کھولی اور دوسرے لمحے ایک پیکٹ کے اندر موجود چار مائیکرو فلمیں پڑی دیکھ کر اس نے پیکٹ اٹھایا اور پھر اس میں سے چاروں فلمیں نکال کر اس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال لیں۔اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر پڑی ہوئی کتابوں پر طائرانہ سی نظریں دوڑائیں۔یہ سب کتابیں کوڈ کے بارے میں ہی تھیں اور عمران مسکراتا ہوا تیزی سے واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔چند لمحوں بعد وہ ایک بار پھر اس راہداری میں موجود تھا جس میں اس کمرے کا دروازہ تھا جس میں فرانز اور ڈاکٹر جانسن کو وہ چھوڑ آیا تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ مشین روم میں پہنچا اور پھر سیڑھیاں چڑھتا ہوا وہ جیسے ہی اوپر ہال میں پہنچا اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ سی دوڑ گئی کیونکہ شیشے کی دیوار کے پیچھے اس کے سارے ساتھی اس طرح فرش پر بیٹھے ہوئے تھے جیسے دس ہزار میٹر کی ریس میں حصہ لینے والے ریس کے اختتام پر ٹانگیں پھیلا کر بیٹھ جاتے ہیں لیکن عمران کے ہال میں نمودار ہوتے ہی ان سب میں جیسے بجلی کی رو سی دوڑ گئی۔وہ سب بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور عمران تیزی سے دیوار کی طرف بڑھتا گیا۔

"میں نے فارمولا حاصل کر لیا ہے۔ہم یہاں سے نکل سکتے ہیں بشرطیکہ یہ شیشے کی دیوار اگر ہٹ جائے"...... عمران نے دیوار کے

قریب پہنچ کر اونچی آواز میں کہا۔

" تم نے فارمولا حاصل کر لیا ہے اور تم نکل سکتے ہو تو فوراً نکل جاؤ فارمولا محفوظ رہنا چاہیئے۔ ہم اپنا تحفظ خود کر لیں گے"...... دوسری طرف سے جولیا کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران کے چہرے پر بے اختیار مسرت کی لہر سی دوڑ گئی۔

" تمہارے بغیر میں کیسے جا سکتا ہوں۔ چلو ڈبل ایس تو اکٹھے موجود ہیں لیکن ہمارے درمیان یہ شیشے کی دیوار حائل ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میں نے چیک کر لیا ہے میں نے چیک کر لیا ہے یہ دیوار ہٹ سکتی ہے"...... اچانک صالحہ نے چیختے ہوئے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ دوسری طرف موجود عمران کے ساتھی بھی اس کی بات سن کر بری طرح چونک پڑے۔ وہ شاید اب صالحہ سے پوچھ رہے تھے لیکن چونکہ وہ چیخ کر نہ بول رہے تھے اس لئے ان کی آواز عمران تک نہ پہنچ رہی تھی صالحہ انہیں کچھ بتاتی رہی اور پھر ان سب نے اس طرح سر ہلائے جیسے صالحہ کی بات ان کی سمجھ میں آگئی ہو۔ اسی لمحے صفدر تیزی سے دیوار کے ساتھ زمین پر اکڑوں بیٹھ گیا تو تنویر اچھل کر اس کے کاندھوں پر چڑھ گیا۔ اس نے صفدر کا سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا تھا اور صفدر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تو تنویر نے دونوں ہاتھ اوپر کی طرف بڑھائے پھر اس کے دونوں ہاتھ تیزی سے اس طرح شیشے کی دیوار پر دائیں بائیں حرکت کرنے لگے جیسے بارش کے دوران کار کی

ونڈ سکرین پر وائپرز حرکت کرتے ہیں۔ چند لمحوں بعد اچانک کھٹاک کی تیز آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی دیوار سرر کی تیز آواز کے ساتھ بجلی کی سی تیزی سے زمین میں غائب ہوتی چلی گئی اور ہال کمرہ سب ساتھیوں کے مسرت بھری آوازوں سے گونج اٹھا۔ عمران کے چہرے پر بھی مسرت تھی کیونکہ دیوار کے اس طرح زمین میں غائب ہو جانے والی بات اس کی سمجھ میں بھی نہ آئی تھی۔ تنویر نے دیوار کے غائب ہوتے ہی صفدر کے کندھوں سے ہی نیچے فرش پر چھلانگ لگا دی تھی۔

" یہ کیسے ہو گیا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہاں سے چلو عمران۔ کسی بھی لمحے یہ سب کچھ ہمارے خلاف بھی ہو سکتا ہے"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا تو عمران نے سر ہلایا اور تیزی سے فرش پر موجود اسی خلا کی طرف بڑھ گیا جس میں سے سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں اور پھر وہ ایک ایک کر کے ان سیڑھیوں پر سے تیزی سے اترتے ہوئے چند لمحوں بعد نیچے مشین روم میں پہنچ گئے۔ ان سب کے چہرے مسرت سے جیسے جگمگا سے رہے تھے کیونکہ ایک لحاظ سے وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو چکے تھے۔

کنٹرول روم کے دروازے پر ڈاکٹر نرائن ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر دوسرے لمحے دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے شاگل بھی اندر داخل ہو گیا۔

"آپ کس طرح عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کریں گے جناب آپ تو اندر اکیلے آئے ہیں"...... ڈاکٹر نرائن نے سامنے موجود مشین کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"میں سردار کارو کی طرح احمق نہیں ہوں ڈاکٹر نرائن کہ ہال میں جا کر عمران سے کشتی لڑنا شروع کر دوں۔ میں ایسے معاملات میں عقل استعمال کرنے کا قائل ہوں"...... شاگل نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"لیکن عقل سے وہ کیسے ہلاک ہو جائیں گے"...... ڈاکٹر نرائن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے

شروع کر دیئے۔ دوسرے لمحے سامنے کی پوری دیوار کسی سکرین کی طرح روشن ہو گئی اور اس پر روشنی کے جھماکے سے ہونے لگے۔ شاگل کی نظریں بھی اس پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد جب منظر ساکت ہوا تو ڈاکٹر نرائن بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ ہال خالی پڑا ہوا تھا وہ شیشے کی دیوار جس کے پیچھے عمران کے ساتھی موجود تھے وہ بھی غائب تھی۔ ہال کے تقریباً درمیان میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک چوکور خانے کھلے ہوئے تھے جن میں سے کرسیاں باہر نکلی ہوئی تھیں اور ان کے عقب میں ایک بڑا سا چوکور خانہ بھی نظر آ رہا تھا۔

"یہ۔ یہ کیا مطلب۔ یہ عمران اور اس کے ساتھی کہاں گئے"۔ ڈاکٹر نرائن نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس نے واقعی اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھوں کو ملنا شروع کر دیا۔

"کیا کیا مطلب کیا یہ وہی ہال ہے جس میں وہ موجود تھے"۔ شاگل نے یکلخت اچھلتے ہوئے کہا۔

"ہاں لیکن اس کا مکینکل یونٹ والا سپیشل وے کھلا ہوا ہے جب کہ اسے تو صرف میں ہی کھول سکتا ہوں اور وہ دیوار۔ وہ وہ کہاں غائب ہو گئی کیسے غائب ہو گئی۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ"...... ڈاکٹر نرائن نے ایسے انداز میں کہا جیسے اس کے حواس درست نہ رہے ہوں اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اس نے اس وسیع وعریض مشین کے یکے بعد دیگرے کئی بٹن آن کرنے شروع کر دیئے

اور دوسرے لمحے فرش پر موجود کرسیاں فرش کے نیچے غائب ہو گئیں
اور سارے خانے بھی پلک جھپکنے میں بند ہو گئے۔ اب ہال کا فرش اس
طرح سپاٹ نظر آرہا تھا جیسے چند لمحے پہلے وہاں نظر آنے والی کرسیاں اور
خانے سب فریب نظر ہوں۔

"سسٹم تو درست ہے۔ پھر یہ سب کیسے ہو گیا"....... ڈاکٹر نرائن
نے کہا۔

"مجھے بتاؤ مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے۔ مجھے بتاؤ احمق آدمی"....... شاگل
نے یکلخت حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"جناب .... آپ ذرا تمیز سے بات کریں میں ڈاکٹر نرائن ہوں
اور......" ڈاکٹر نرائن نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ
بری طرح چیختا ہوا اچھل کر فرش پر جا گرا۔ شاگل کا زوردار تھپڑ اس کے
گال پر پڑا تھا۔

"نانسنس۔ احمق۔ ڈیم فول۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ عمران اور اس
کے ساتھی کہاں ہیں اور تم اپنی بکواس کئے جا رہے ہو۔ بتاؤ ورنہ ابھی
گردن توڑ دوں گا"....... شاگل نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا
اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر ڈاکٹر نرائن کا بازو پکڑا اور اسے
ایک جھٹکے سے کھڑا کر دیا۔ ڈاکٹر نرائن کا چہرہ اس طرح تھپڑ کھانے
سے بری طرح مسخ سا ہو گیا تھا شاید غصے اور ندامت کے ملے جلے
تاثرات نے اس کا چہرہ مسخ کر دیا تھا۔

"تم۔ تم۔ تم نے مجھے تھپڑ مارا ہے تم نے میں پرائم منسٹر صاحب

سے بات کرتا ہوں"....... ڈاکٹر نرائن نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے
ہوئے کہا اور تیزی سے مشین کی طرف مڑنے لگا۔

"اوہ یو نانسنس۔ پہلے مجھے بتاؤ کہ عمران کہاں ہے۔ کہاں گیا ہے
پھر کرتے رہنا اپنے باپ سے بات جلدی بتاؤ ورنہ"....... شاگل نے
غصے کی شدت سے جیسے ناچتے ہوئے کہا۔

"وہ مکینکل یونٹ میں چلے گئے ہیں۔ پتہ نہیں انہوں نے کس
طرح راستہ کھول لیا ہے حالانکہ سسٹم بھی درست کام کر رہا ہے پھر
نجانے کس طرح وہ"....... ڈاکٹر نرائن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہنا
شروع کیا۔

"اوہ لعنت بھیجو سسٹم پر۔ چلو کہاں ہے وہ مکینکل یونٹ چلو ورنہ
وہ تمہارے باپ نکل جائیں گے"....... شاگل نے حلق پھاڑ کر چیختے
ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ تو علیحدہ یونٹ ہے وہاں تو کوئی نہیں جا سکتا"....... ڈاکٹر
نرائن نے کہا تو شاگل اسے اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا جیسے
اچانک اس کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی ہو۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ابھی تم کہہ رہے ہو کہ وہ اس یونٹ میں
چلے گئے ہیں اور ابھی کہہ رہے ہو کہ وہاں کوئی نہیں جا سکتا کیا تمہارا
دماغ تو خراب نہیں ہو گیا"....... شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

"وہ وہ نجانے کس طرح ہال کا سپیشل وے کھل گیا تھا لیکن اب تو
وہ بند ہو گیا۔ ٹھہرو میں کھلواتا ہوں۔ میں ڈاکٹر جانسن سے بات کرتا

ہوں"...... ڈاکٹر نرائن نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور مشین کی طرف مڑ گیا اور پھر اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چلنے لگے ٹرانسمیٹر آن کر کے اس نے کال دینی شروع کر دی۔ شاگل ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا ہوا تھا لیکن جب کافی دیر تک کال کا جواب نہ ملا تو شاگل سے برداشت نہ ہو سکا۔

"لعنت بھیجو اس سارے سسٹم پر۔ وہ نیچے جا کر واپس اوپر تو آئیں گے۔ بتاؤ کہاں سے راستہ ہے۔ ہم وہاں چیک کر لیتے ہیں۔ اب وہ زمینی کیڑے تو نہیں ہیں کہ زمین کے اندر سرنگ لگا کر نکل جائیں گے"۔ شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ ویری بیڈ۔ اوہ اوہ"...... شاگل کی بات سنتے ہی ڈاکٹر نرائن نے انتہائی بوکھلاہٹ میں بے اختیار ناچنا شروع کر دیا۔

"کیا ہوا۔ بات تو کرو۔ یہ کیا اوہ اوہ شروع کر دی ہے تم نے" شاگل نے انتہائی جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ وہ نیچے والے یونٹ سے تو باہر جانے کا علیحدہ راستہ ہے اور وہ وہ فارمولا بھی تو نیچے ہی ہے"...... ڈاکٹر نرائن نے کہا تو شاگل نے یکلخت جھپٹ کر ڈاکٹر نرائن کے گلے میں ہاتھ ڈالا اور اسے اس طرح جھنجھوڑنا شروع کر دیا کہ جیسے وہ اس کی گردن جھٹکے دے دے کر توڑنا چاہتا ہو۔

"تم۔ تم۔ سور۔ احمق۔ تم پاگل نانسنس ڈیم فول۔ تم نے یہ کیا کر دیا۔ وہ۔ وہ تو لے گئے سب کچھ اور یہ کیا کیا تم نے"۔ شاگل نے

حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور پھر ڈاکٹر نرائن کا گلا چھوڑ کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف پلٹا۔

"مم مم میں بند کر دیتا ہوں۔ اسے یہاں سے بند کیا جا سکتا ہے"...... ڈاکٹر نرائن نے دونوں ہاتھوں سے اپنے گلے کو مسلتے ہوئے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔

"پھر کھڑے کیوں ہو الو کی دم جلدی کرو بند اسے۔ جلدی کرو"۔ شاگل نے مڑ کر چیختے ہوئے کہا تو ڈاکٹر نرائن تیزی سے ایک بار پھر مشین کی طرف لپکا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

"جلدی کرو جلدی۔ فوراً بند کرو ورنہ وہ نکل جائیں گے اوہ جلدی کرو"...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

"کر تو رہا ہوں اور کیا مشین کو ٹکر مار دوں۔ تم خاموش نہیں رہ سکتے"...... یکلخت ڈاکٹر نرائن نے مڑ کر غراتے ہوئے کہا شاید اب بوکھلاہٹ نے غصے کا روپ دھار لیا تھا۔

"اچھا اچھا۔ جلدی کرو وقت مت ضائع کرو جلدی کرو"۔ شاگل نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا شاید اسے بھی احساس ہو گیا تھا کہ ڈاکٹر نرائن اس کا ماتحت نہیں ہے وہ خود بھی حکومت میں ایک باوقار حیثیت رکھتا ہے۔ چند لمحوں بعد مشین میں سے ایک تیز گونج سی پیدا ہوئی اور پھر خاموشی چھا گئی۔

"بند ہو گیا۔ بالکل بند ہو گیا اب وہ باہر نہ نکل سکیں گے۔ اب تو

وہ پنجرے میں بند ہوگئے ہیں لیکن نیچے تو انتہائی احساس مشینری ہے اور سارے سائنس دان ہیں۔ان کے پاس تو اسلحہ بھی نہیں ہے۔اوہ اوہ ویری بیڈ اس طرح تو وہ سب کو یرغمال بنالیں گے"...... اچانک ڈاکٹر نرائن نے ایک خیال کے تحت کہا تو شاگل بھی بے اختیار اچھل پڑا۔

"نانسنس جلدی کھولو۔کیوں بند کیا تھا۔اوہ جلدی کھولو احمق آدمی ورنہ وہ سب کچھ تباہ کر دیں گے جلدی کرو"...... شاگل ڈاکٹر نرائن پر ہی الٹ پڑا۔

"تم نے خود ہی تو کہا تھا۔اب ایسا کہہ رہے ہو"...... ڈاکٹر نرائن نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ مجھے کیا معلوم کہ یہاں کیا کیا تماشہ بنا رکھا ہے تم لوگوں نے۔جلدی کھولو اور مجھے بتاؤ کہ راستہ کہاں جاکر کھلتا ہے"۔شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"راستہ تو بہت دور پہاڑیوں میں نکلتا ہے اور وہاں تو باقاعدہ خصوصی قسم کے ہیلی کاپٹرز بھی موجود رہتے ہیں"...... ڈاکٹر نرائن نے چیختے ہوئے کہا۔

"پھر کیا ہوگا وہ تو نکل جائیں گے۔قریب ہی ناپال کی سرحد ہے وہ تو وہاں پہنچ جائیں گے۔لانگ رینج ٹرانسمیٹر دکھاؤ مجھے۔اب مجھے ایئر فورس کو حرکت میں لانا پڑے گا لیکن وہ کیسے ہیلی کاپٹر ہیں ان کی نشانی بتاؤ، جلدی کرو نمبر بتاؤ۔جلدی کرو۔کہاں ہے لانگ رینج

ٹرانسمیٹر جلدی بتاؤ۔جلدی کرو"...... شاگل نے انتہائی بے چین سے لہجے میں چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا۔

"تم خاموش نہیں رہ سکتے مجھے سوچنے دو۔پہلے بھی تمہارے شور اور تمہارے اس طرح چیخنے کی وجہ سے میرا دماغ خراب ہو گیا ہے خاموش ہو جاؤ"...... اس بار ڈاکٹر نرائن نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ تم احمق آدمی تم سب کچھ ختم کر بیٹھو گے وہ نکل جائیں گے۔کیا تم چیک کر سکتے ہو کہ وہ اندر ہیں بھی سہی۔پہلے ہی نکل تو نہیں گئے"...... شاگل نے اس سے زیادہ اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر نرائن نے مڑ کر مشین کے انتہائی دائیں طرف موجود بٹنوں کے ایک پینل کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔اس پینل کے اوپر ایک چھوٹی سی سکرین موجود تھی جو روشن ہو گئی اور اس پر ایک بڑے ہال نما کمرے کا منظر ابھر آیا۔ہال کمرے کی چاروں دیواروں کے ساتھ انتہائی عجیب وغریب مشینری نصب تھی لیکن اس میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ہال خالی پڑا ہوا تھا۔ڈاکٹر نرائن نے اس بٹن کے نیچے موجود ایک ناب کو تیزی سے گھمانا شروع کر دیا تو سکرین پر منظر بدلنے لگے۔مختلف کمروں کے مناظر آتے رہے لیکن وہ سب خالی پڑے ہوئے تھے۔پھر جیسے ہی ایک بڑے ہال کا منظر سکرین پر ابھرا، ڈاکٹر نرائن کے ساتھ ساتھ شاگل بھی بے اختیار اچھل پڑا، کیونکہ اس کمرے میں تقریباً پچیس افراد دیواروں کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ان سب کے جسموں پر سفید اوورآل تھے۔ان کے سامنے عمران اپنے

ساتھیوں سمیت کھڑا تھا اور ان سب کے ہاتھوں میں سوائے عمران کے مشین گنیں موجود تھیں جب کہ عمران کے ہاتھ میں ایک بڑا ساجدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا جس کے وہ بٹن دبا رہا تھا۔

" یہ تو یہیں موجود ہیں۔ انہوں نے سارے سائنس دانوں کو یہاں گھیر رکھا ہے "...... ڈاکٹر نرائن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم نے تو کہا تھا کہ نیچے اسلحہ نہیں ہے جب کہ ان کے پاس تو اسلحہ موجود ہے "...... شاگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" میرا تو خیال یہی تھا کہ اسلحہ نہیں ہے۔ یہ سب غیر ملکی سائنس دان ہیں شاید وہ اسلحہ اندر لے آئے ہوں۔ لیکن اب کیا کرنا ہے "...... ڈاکٹر نرائن نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کرنا کیا ہے۔ ان سب کو بے ہوش کر دو گیس فائر کر دو "۔ شاگل نے کہا۔

" یہاں تو ایسا کوئی سسٹم نہیں ہے۔ کسی کے تصور میں بھی نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے "...... ڈاکٹر نرائن نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی اچانک مشین میں سے تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

" اوہ ٹرانسمیٹر کال "...... ڈاکٹر نرائن نے چونک کر مشین کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

" یہ۔ یہ عمران کر رہا ہے۔ میری بات کراؤ اس سے میری "۔ شاگل نے کہا تو ڈاکٹر نرائن نے سر ہلاتے ہوئے مشین کے اوپر لگے ہوئے دو

بٹن پریس کر دیئے۔ اس کے ساتھ ہی سیٹی کی آواز بند ہو گئی اور عمران کی آواز سنائی دی۔

" ہیلو ہیلو علی عمران کالنگ ڈاکٹر نرائن اوور "...... عمران کال دے رہا تھا۔

" بات کرو "...... ڈاکٹر نرائن نے شاگل سے کہا۔

" پہلے تم بات کر دیکھو وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ جب میں ضروری سمجھوں گا بات کر لوں گا "...... شاگل نے کہا۔

" یس ڈاکٹر نرائن بول رہا ہوں اوور "...... ڈاکٹر نرائن نے ایک اور بٹن پریس کرتے ہوئے کہا۔

" ڈاکٹر نرائن تمہیں اب تک یہ تو معلوم ہو چکا ہو گا کہ ہم لوگ تمہارے اس ہال نما قید خانے سے نکل کر یہاں نیچے یونٹ نمبر دو میں پہنچ گئے ہیں اور اس وقت یونٹ نمبر دو کے تمام سائنس دان ہماری تحویل میں ہیں اور یہاں نصب انتہائی قیمتی مشینری بھی ہمارے رحم و کرم پر ہے اوور "...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" ہاں مجھے معلوم ہے میں سکرین پر تم لوگوں کو دیکھ رہا ہوں لیکن تم بچ نہیں سکتے اوور "...... ڈاکٹر نرائن نے تیز لہجے میں کہا۔

" اوہ یہ بات ہے۔ پھر تو اور بھی اچھا ہے۔ تم خود اپنے سائنس دانوں کو ہلاک ہوتے اور مشینری کو تباہ ہوتے دیکھ سکو گے اور سنو اگر تم چاہتے ہو کہ میں ان سائنس دانوں کو زندہ چھوڑ دوں اور مشینری کو تباہ نہ کروں تو پھر باہر جانے والا وہ راستہ جو تم نے بلاک

کیا ہے وہ کھول دو اوور"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تم انہیں کچھ مت کہو میں کھول دیتا ہوں راستہ ۔ پلیز سائنسدانوں کو ہلاک مت کرو اور مشینری بھی مت تباہ کرو میں کھول دیتا ہوں راستہ اوور"۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نرائن نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا

"ٹھیک ہے کھول دو راستہ جلدی کرو اوور"۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہیلو میں شاگل بول رہا ہوں ۔ میں یہاں موجود ہوں ۔ میری اجازت کے بغیر یہ راستہ نہیں کھل سکتا اوور"۔۔۔۔۔۔ اچانک شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔اس نے خود ہی ہاتھ بڑھا کر بٹن پریس کر دیا تھا۔

"واہ تو میرا عقل مند دوست بھی یہاں پہنچ گیا ہے ۔ گڈ شو ۔ اب مجھے پوری طرح اطمینان ہو گیا ہے کہ تم یقیناً عقلمندی کا مظاہرہ کرو گے اور لیبارٹری اور سائنس دانوں سب کو بچا لو گے اور سنو مجھے معلوم ہے کہ اس راستے سے باہر دو سپیشل ہیلی کاپٹر موجود ہیں لیکن تم ایئر فورس کو حرکت میں لانے کی کوشش نہیں کرو گے ورنہ ہمارا تو کچھ نہیں بگڑے گا البتہ یہ لیبارٹری بھی مکمل طور پر تباہ ہو جائے گی اور تمہارے سائنس دان بھی اوور"۔۔۔۔۔۔ عمران نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو ۔ سنو مسٹر شاگل میں ان ہیلی کاپٹروں کو یہاں سے بھی جس وقت چاہوں کنٹرول میں بھی کر سکتا ہوں اور تباہ بھی کر سکتا ہوں اور

ناکارہ بھی کیونکہ وہ ریڈیو کنٹرولڈ ہیلی کاپٹرز ہیں اور ان کا کنٹرول بھی اس مشین میں موجود ہے"۔۔۔۔۔۔ اچانک ڈاکٹر نرائن نے کہا۔چونکہ ٹرانسمیٹر کا بٹن آف تھا اس لئے ان کی بات چیت دوسری طرف ٹرانسمٹ نہ ہو رہی تھی تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ ویری گڈ ۔ تم تو واقعی انتہائی ہوشیار اور عقل مند آدمی ہو میں پہلے ہی سوچ رہا تھا کہ اس قدر اہم لیبارٹری کا انچارج احمق نہیں ہو سکتا ۔ویری گڈ ڈاکٹر نرائن پھر تو ایک یا دو ہیلی کاپٹرز کی قربانی دے کر ہم ان عفریتوں سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں"۔ شاگل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر اس طرح ڈاکٹر نرائن کو گلے سے لگا لیا جیسے وہ اس کا جگری دوست ہو۔

"ابھی تو تم مجھے گالیاں دے رہے تھے ۔ احمق کہہ رہے تھے"۔ ڈاکٹر نرائن نے روٹھنے کے سے انداز میں کہا۔

"اوہ اوہ نہیں ۔ وہ تو بوکھلاہٹ میں کہہ رہا تھا ورنہ تم تو واقعی بے حد عقلمند آدمی ہو ۔ میں صدر صاحب سے اور پرائم منسٹر صاحب کے سامنے تمہاری پرزور تعریف کروں گا"۔۔۔۔۔۔ شاگل نے علیحدہ ہوتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر نرائن کا چہرہ مسرت سے بے اختیار کھل اٹھا۔

"تم بھی تو عقلمند آدمی ہو ۔ تمہاری تعریف تو وہ عمران بھی کر رہا ہے"۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نرائن نے جواب دیا اور شاگل نے اس طرح اثبات میں سر ہلانا شروع کر دیا جیسے عمران کی تعریف اس کے لئے سرٹیفکیٹ کی حیثیت رکھتی ہو۔

"ہیلو ہیلو جواب دو فوراً ورنہ میں سائنس دانوں کو ہلاک کر دوں گا اوور"....... یکلخت عمران کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس شاگل بول رہا ہوں۔ ہم آپس میں مشورہ کر رہے تھے۔ سنو میں باہر کا راستہ کھول دیتا ہوں اور میرا وعدہ کہ ایئر فورس کو بھی حرکت میں نہ لاؤں گا لیکن تم بھی وعدہ کرو کہ نہ ہی سائنس دانوں کو ہلاک کرو گے اور نہ ہی مشینری کو تباہ کرو گے اوور"....... شاگل نے بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میرا وعدہ ہے۔ لیکن مجھے تمہارے وعدے پر اعتبار نہیں ہے اس لئے میں انچارج ڈاکٹر جانسن کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا باقی کو یہیں چھوڑ جاؤں گا اوور"....... عمران نے کہا۔

"ڈاکٹر جانسن کو جانے دو۔ ایک ڈاکٹر کی قربانی سے اگر یہ لوگ مرتے ہیں تو اسے مرنے دو"....... ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

"ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن مشینری تباہ نہیں ہونی چاہئے اوور"....... شاگل نے بٹن دبا کر کہا۔

"اوکے پھر معاہدہ ہو گیا لیکن یہ سن لو کہ اگر تم نے معاہدے کی خلاف ورزی کی تو پھر میرا وعدہ بھی ختم ہو جائے گا اوور"....... عمران نے کہا۔

"میں معاہدے کی پابندی کروں گا اوور"....... شاگل نے کہا۔

"اوکے پھر تم اس راستے پر پہنچ جاؤ ہم راستہ کھولتے ہیں اوور اینڈ آل"....... شاگل نے کہا اور ڈاکٹر نرائن نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کے

بٹن آف کر دیئے۔

"ساتھ ساتھ چیک کرتے رہو۔ یہ عمران بہت دھوکے باز آدمی ہے"....... شاگل نے ڈاکٹر نرائن سے کہا اور ڈاکٹر نرائن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران اپنے ساتھیوں کو ہدایات دے رہا تھا۔ پھر اس کے دو ساتھی تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئے تو ان کے ہاتھوں میں رسیوں کے بنڈل تھے۔ پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے عمران کے ساتھیوں نے سوائے ایک بوڑھے سائنس دان کے باقی سب کے ہاتھ ان کے عقب میں کر کے باندھ دیئے اور اس کے بعد ان کے پیر بھی باندھ دیئے۔

"یہ بوڑھا جسے باندھا نہیں جا رہا یہ کون ہے"....... شاگل نے ڈاکٹر نرائن سے پوچھا۔

"یہ یونٹ نمبر دو کا انچارج ڈاکٹر جانسن ہے"....... ڈاکٹر نرائن نے جواب دیتے ہوئے کہا اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر عمران ڈاکٹر جانسن کو ساتھ لئے اس کمرے سے باہر آ گیا۔ اس کے پیچھے اس کے سارے ساتھی بھی تھے۔ جیسے ہی وہ کمرے سے باہر آئے ڈاکٹر نرائن نے ناب گھمانی شروع کر دی اور سکرین پر منظر بدلنا شروع ہو گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی ایک راہداری میں سے گزر رہے تھے۔ پھر جیسے جیسے وہ آگے بڑھتے رہے ڈاکٹر نرائن ساتھ ساتھ ناب گھماتا جا رہا تھا اور عمران اور اس کے ساتھی سکرین پر نظر آتے رہے۔ پھر راہداری کافی آگے جا کر یکلخت بند ہو گئی۔ سامنے سرخ رنگ کی ایک

ٹھوس دیوار نظر آرہی تھی۔

"اسی دیوار سے راستہ بند ہوا ہے میں اسے کھول دوں"...... ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

"ہاں کھول دو"...... شاگل نے کہا اور ڈاکٹر نرائن تیزی سے مڑا اور اس نے مشین کے ایک حصے پر مشتمل مختلف بٹن تیزی سے پریس کرنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد مشین میں سے تیز گونج کی آواز سنائی دی اور شاگل نے دیکھا کہ جیسے ہی مشین میں سے گونج کی آواز پیدا ہوئی سرخ رنگ کی دیوار تیزی سے زمین میں غائب ہوتی چلی گئی پھر جیسے ہی گونج ختم ہوئی۔ دیوار غائب ہو چکی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی ڈاکٹر جانسن کو ساتھ لئے اس کھلی جگہ کو کراس کر کے باہر چلے گئے۔ اب عمران اور اس کے ساتھی سکرین پر نظر نہ آرہے تھے۔

"باہر انہیں فوکس کرو"...... شاگل نے کہا۔

"باہر اس کا سسٹم نہیں ہے"...... ڈاکٹر نرائن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر کیسے پتہ چلے گا کہ وہ ہیلی کاپٹرز میں بیٹھ گئے ہیں یا نہیں"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"جب ہیلی کاپٹر میں بیٹھیں گے تب پتہ چلے گا"...... ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

"تو پھر پہلے یہ دیوار بند کر دو تاکہ یہ واپس نہ آجائیں جلدی کرو"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے اب تو وہ باہر چلے گئے ہیں"...... ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

"میں جیسے کہہ رہا ہوں ویسے ہی کرو۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں جلدی کرو۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ان میں سے ایک اندر آجائے اور سب کچھ ختم کر کے باہر چلا جائے"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں واقعی"...... ڈاکٹر نرائن نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے مشین کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے چند لمحوں بعد مشین میں ایک بار پھر گونج پیدا ہوئی اور اس کے ساتھ ہی سرخ دیوار دوبارہ نمودار ہو گئی۔

"اب ہیلی کاپٹرز کو چیک کرو"...... شاگل نے کہا اور ڈاکٹر نرائن نے تیزی سے مشین کے ایک اور پینل کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے ساتھ ہی اس پینل کے اوپر لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی۔ اس پر ایک ہیلی کاپٹر کا اندرونی حصہ نظر آرہا تھا۔ ڈاکٹر نرائن نے ایک اور بٹن دبایا تو سکرین دو حصوں میں تقسیم ہو گئی اور اب ایک حصے پر ایک ہیلی کاپٹر کا اندرونی حصہ اور دوسرے پر دوسرے ہیلی کاپٹر کا اندرونی حصہ نظر آنے لگا لیکن دونوں ہیلی کاپٹروں میں کوئی آدمی سوار نہ ہوا تھا۔

"یہ لوگ ہیلی کاپٹروں میں کیوں نہیں بیٹھ رہے کہیں انہیں شک تو نہیں پڑ گیا۔ تمہارے انہیں کنٹرول کرنے پر کوئی بلب وغیرہ تو نہیں جل پڑتا ہیلی کاپٹر کے باہر"...... شاگل نے ڈاکٹر نرائن سے

مخاطب ہو کر تیز لہجے میں کہا۔

" بلب کس لئے جلے گا اور یہ کنٹرول بھی اس وقت ہو سکتا ہے جب مشینری آن کی جائے۔ ساکت مشینری کو کیسے کنٹرول کیا جا سکتا ہے"...... ڈاکٹر نرائن نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا تو شاگل اپنی احمقانہ بات پر قدرے جھینپ سا گیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ مشین میں موجود ٹرانسمیٹر کی تیز سیٹی بج اٹھی۔

" ٹرانسمیٹر کال"...... ڈاکٹر نرائن نے چونک کر کہا اور شاگل بھی سیٹی کی آواز سن کر چونک پڑا تھا۔ ڈاکٹر نرائن نے تیزی سے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" ہیلو علی عمران کالنگ اوور"...... عمران کی تیز اور غصیلی آواز سنائی دی۔

" شاگل بول رہا ہوں اب کیا بات ہے اوور"...... شاگل نے ہاتھ اٹھا کر ڈاکٹر نرائن کو بولنے سے روکتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

" تم نے ہمارے ساتھ دھوکا کیا ہے۔ دونوں ہیلی کاپٹروں سے پٹرول نکال دیا گیا ہے۔ اس کے آئل ٹینک خالی پڑے ہوئے ہیں اوور"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم یہاں سے ایسا کیسے کر سکتے ہیں"۔ شاگل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ڈاکٹر نرائن کو بات کرنے کا اشارہ کیا۔

" ہیلو میں ڈاکٹر نرائن بول رہا ہوں عمران صاحب یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ باہر کون ہیلی کاپٹروں کے ٹینک خالی کر سکتا ہے۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے اور کم از کم ہم تو ایسا کر ہی نہیں سکتے ہمارا تو ان ہیلی کاپٹروں سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ یہ تو ڈاکٹر جانسن کی تحویل میں ہوتے ہیں اور ڈاکٹر جانسن آپ کے پاس ہے۔ آپ اس سے پوچھ سکتے ہیں اوور"...... ڈاکٹر نرائن نے تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

" تو پھر یہ سب کس نے کیا ہے اوور"...... عمران کی تیز آواز سنائی دی۔

" یہ میں نے کیا ہے علی عمران۔ میں نے سردار کارو نے اور اب تم اور تمہارے ساتھیوں میں سے ایک آدمی بھی یہاں سے بچ کر نہ جا سکے گا۔ میں نے اور میرے قبیلے نے اس پورے علاقے کو گھیرے میں لے رکھا ہے اوور"۔ اچانک سردار کارو کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور یہ آواز سنتے ہی شاگل اور ڈاکٹر نرائن دونوں ہی بے اختیار اچھل پڑے۔

" اوہ تو یہ گیم کھیلی ہے شاگل نے کہ سردار کارو اور اس کے آدمیوں کو پہلے ہی یہاں بھیج دیا ہے۔ میں تمہیں اپنے بچاؤ کے لئے صرف دس منٹ دیتا ہوں۔ دس منٹ بعد تمہاری یہ لیبارٹری دھماکے سے اڑ جائے گی اور یہ دس منٹ بھی میں تم پر رحم کھاتے ہوئے دے رہا ہوں۔ جاؤ اگر اپنی جانیں بچا سکتے ہو تو نکل جاؤ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی مشین سے سیٹی

کی آواز نکلنے لگی۔ ڈاکٹر نرائن نے جلدی سے بٹن آف کرنے شروع کر دیئے۔

"اوہ اوہ نکلو جلدی سے وہ واقعی تباہ کر دے گا۔ جلدی کرو نکلو یہاں سے اور آدمی ہوں تو انہیں بھی نکالو"...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف اس طرح دوڑ پڑا جیسے اس کا پیچھا پاگل کتے کر رہے ہوں۔

سردار کارو کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں۔ پہلے چند لمحوں تک تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ ہوا میں کٹی ہوئی پتنگ کی طرح اڑتا پھر رہا ہو لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور بیدار ہوتا گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا اور حیرت سے اپنے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اس کے ذہن میں وہ منظر فلم کی طرح چلنے لگا جب اس نے ڈاکٹر نرائن کے کنٹرول روم کی الماری کھولی اور پھر دھماکے کے ساتھ ایک گیس کا بھپکا اس کی ناک سے ٹکرایا اور وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا اور وہ کس جگہ پر ہے کہ کیبن کا دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے سردار کارو بے اختیار چونک پڑا آنے والا اس کا انتہائی بہترین دوست روشن سنگھ تھا جو لیبارٹری میں کام کرتا تھا اور وہاں اس کا عہدہ سیکورٹی آفیسر کا تھا۔

"تمہیں ہوش آگیا سردار کارو"...... روشن سنگھ نے مسکراتے

ہوئے کہا تو سردار کارو اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں کہاں ہوں اور تم کیسے آئے ہو"...... سردار کارو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم اس وقت ٹرانس پوائنٹ میں ہو سردار کارو آؤ باہر آجاؤ"۔ روشن سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ باہر کی طرف مڑ گیا۔ سردار کارو ہونٹ بھینچے اس کے پیچھے باہر آیا تو اس نے اپنے آپ کو گھنے جنگل میں پایا جہاں ایک بڑا سا لکڑی کا کیبن بنا ہوا تھا اور باہر نکلتے ہی وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کے دس ساتھی بھی باہر موجود تھے۔ البتہ ان کے جسموں پر وہی قبائلی لباس تھے۔ انہوں نے سردار کارو کو دیکھتے ہی مؤدبانہ انداز میں سر جھکا دیئے۔

"تم۔ تم یہاں کیا ہوا"...... سردار کارو نے کہا۔

"آؤ اس کیبن میں چلتے ہیں۔ وہاں اطمینان سے بیٹھ کر میں تمہیں ساری تفصیل بتاؤں گا"...... روشن سنگھ نے کہا اور اسے لے کر اس بڑے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ سردار کارو کے ساتھی باہر رہ گئے۔

"اب مجھے جلد از جلد تفصیل بتاؤ کہ یہ سب کیا ہوا ہے اور کیسے ہوا ہے۔ میں تو لیبارٹری کے کنٹرول روم میں بے ہوش ہوا تھا پھر یہاں کیسے آگیا"...... سردار کارو نے کیبن میں داخل ہوتے ہی کہا۔

"بیٹھ جاؤ ابھی سب کچھ بتاتا ہوں"...... روشن سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک طرف کونے میں موجود ایک لوہے کی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے

شراب کی ایک بوتل نکال کر وہ مڑا اور اس نے بوتل سردار کارو کے سامنے رکھ دی۔ سردار کارو نے بوتل کھولی اور اسے منہ سے لگا لیا۔ وہ اس طرح غٹا غٹ شراب پی رہا تھا جیسے صدیوں کا پیاسا ہو اور اس نے اس وقت بوتل کو منہ سے الگ کیا جب بوتل میں موجود آخری قطرہ تک اس کے منہ میں نہ چلا گیا۔ پھر اس نے خالی بوتل ایک طرف اچھال دی۔

"ہاں اب بتاؤ"...... سردار کارو نے اس بار بڑے نرم اور مطمئن لہجے میں کہا۔ شراب پینے کے بعد اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"میں آج کل یہاں ٹرانس پوائنٹ پر ڈیوٹی دے رہا ہوں۔ مجھے ایک سرکاری کام کی وجہ سے لیبارٹری جانا پڑا تو وہاں تم بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل وہاں موجود تھا۔ اس نے حکم دیا کہ تمہیں اسی بے ہوشی کے عالم میں لے جا کر قبیلے میں قید رکھا جائے اور جب وہ پاکیشیائی ایجنٹوں سے فارغ ہو گا تو پھر تمہیں دارالحکومت کورٹ مارشل کے لئے بھجوائے گا۔ میں وہاں موجود تھا اس لئے میں نے تمہیں لے جانے کے لئے اپنی خدمات پیش کر دیں۔ ڈاکٹر نرائن نے اجازت دے دی تو میں تمہیں وہاں سے اٹھا لایا لیکن تمہارے قبیلے میں لے جانے کی بجائے میں تمہیں یہاں لے آیا کیونکہ تمہارے قبیلے پر سیکرٹ سروس والوں کا قبضہ تھا۔ تم وہاں سے یہاں محفوظ تھے۔ تمہیں یہاں لے آنے کے بعد میں نے خصوصی

ٹرانسمیٹر پر تمہارے خاص ساتھیوں سے رابطہ کیا تو تمہارے یہ دس
آدمی خاموشی سے قبیلے سے نکل کر یہاں پہنچ گئے لیکن تمہیں نجانے کس
گیس سے بے ہوش کیا گیا تھا کہ تمہیں ہوش ہی نہ آ رہا تھا۔ میں نے
اس بات کو معلوم کرنے کے لئے لیبارٹری میں ڈاکٹر نرائن کے
اسسٹنٹ سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کیا تو پتہ چلا کہ سیکرٹ سروس کے
چیف نے سوائے ڈاکٹر نرائن کے باقی سب افراد کو باہر بھجوا دیا ہے
کیونکہ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں سے خوفزدہ تھا۔ لیکن ٹرانسمیٹر کا رابطہ قائم
ہو گیا اور پھر مجھے اس سے ایک حیرت انگیز بات کا علم ہوا کہ پاکیشیائی
ایجنٹ کسی خاص راستے سے یونٹ نمبر دو میں چلے گئے ہیں اور وہاں
انہوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ اس کا سپیشل وے یہاں سے قریب ہی ہے
اس لئے میں تمہارے ہوش میں آنے کا منتظر تھا تاکہ اس سپیشل وے
کے ذریعے اندر جا کر ان لوگوں کو ہلاک کر دیا جائے۔ اس طرح
سیکرٹ سروس کے چیف کی بجائے تم یہ کارنامہ سرانجام دو گے تو
تمہارا کورٹ مارشل نہیں ہو گا اور اب تم ہوش میں آ گئے ہو۔ اس لئے
اب تم جس طرح چاہو ویسے ہی کر لیتے ہیں"...... روشن سنگھ نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ کام میں نے ہی کرنا ہے۔ ان لوگوں کا خاتمہ میرے ہی
ہاتھوں سے ہونا ہے۔ تم ایسا کرو پہلے تو کسی طرح موجودہ سچوئشن
معلوم کرو کہ اس وقت کیا پوزیشن ہے اور مجھے وہ سپیشل وے دکھاؤ۔
اس کے بعد میں پلان مرتب کروں گا"...... سردار کارو نے جواب

دیا

"ٹھیک ہے میں ابھی معلوم کر لیتا ہوں۔ ماسٹر ٹرانسمیٹر کے ساتھ
فریکونسی ایڈجسٹ ہے۔ صرف بٹن دبا کر ہم ان کے درمیان ہونے
والی کال سن سکتے ہیں"...... روشن سنگھ نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے
ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"لیکن اگر انہوں نے ٹرانسمیٹر کال نہ کی تو"۔ سردار کارو نے کہا۔

"پھر تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ میں نے یہ کال سن کر ہی معلوم کیا
تھا کہ وہ لوگ نیچے گئے ہیں"...... روشن سنگھ نے الماری میں سے
ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر لا کر درمیانی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"او کے چلو آن کرو دیکھو کیا ہوتا ہے"...... سردار کارو نے کہا تو
روشن سنگھ نے ٹرانسمیٹر کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو ہیلو جواب دو فوراً ورنہ میں سائنس دانوں کو ہلاک کر دوں گا
اوور"...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ یہ تو عمران کی آواز ہے"...... سردار کارو نے چونکتے ہوئے کہا
اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر کوئی تھی لیکن دوسری طرف سے کوئی
جواب نہ آ رہا تھا۔

"بند کرو اسے اب یہ معلوم ہو گیا ہے کہ یہ لوگ یونٹ نمبر دو میں
موجود ہیں اور لازماً اسی سپیشل وے سے ہی نکلیں گے۔ ہم نے فوراً
وہاں پہنچنا ہے۔ جلدی کرو اٹھاؤ اسے"...... سردار کارو نے یکلخت کرسی
سے اٹھتے ہوئے کہا اور روشن سنگھ نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اسے اٹھا

کر وہ تیزی سے کیبن سے باہر آ گئے۔

"آؤ دوستو آج دل بھر کر شکار کھیلیں گے"...... سردار کارو نے باہر نکلتے ہی اپنے دس ساتھیوں سے کہا اور ان سب کے چہروں پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے اور پھر وہ روشن سنگھ کی رہنمائی میں تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی ہی دور جانے کے بعد وہ ایک پہاڑی ڈھلان پر پہنچے تو بے اختیار رک گئے کیونکہ سامنے ایک مسطح قطعہ تھا جس سے درخت کاٹ دیئے گئے تھے۔ ایک طرف ایک بڑی سی بیرک بنی ہوئی تھی اور دوسری طرف ایک کافی بڑا شیڈ تھا جس کے نیچے دو بڑے بڑے ہیلی کاپٹر موجود تھے۔

"یہ سپیشل وے ہے سردار کارو مجھے یقین ہے کہ یہ پاکیشیائی اسی سپیشل وے سے نکلیں گے اور ان ہیلی کاپٹروں کی مدد سے فرار ہو جائیں گے"...... روشن سنگھ نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے لیکن سپیشل وے کہاں ہے مجھے تو کہیں نظر نہیں آرہا"...... سردار کارو نے کہا۔

"جہاں ہیلی کاپٹر موجود ہیں ان کے پیچھے ایک سرخ رنگ کی دیوار ہے۔ یہ ایسے میٹریل سے بنائی گئی ہے کہ چاہے اس پر ایٹم بم ہی کیوں نہ فائر کر دیئے جائیں یہ نہیں ٹوٹ سکتی۔ اس کے کھولنے اور بند کرنے کا سسٹم لیبارٹری کے اوپر انتظامی یونٹ میں ہے۔ مطلب ہے ڈاکٹر نرائن کے پاس۔ سائنس دان اسی سے کہہ کر کھلواتے اور بند کراتے ہیں"...... روشن سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پہلے تو ان ہیلی کاپٹروں کو ناکارہ کرنا چاہئے تاکہ یہ لوگ اگر باہر آئیں تو ان ہیلی کاپٹروں کے ذریعے فرار نہ ہو سکیں۔ اس کے بعد اس انداز میں پکٹنگ کی جائے کہ جیسے ہی یہ باہر آئیں انہیں ہلاک کر دیا جائے"...... سردار کارو نے کہا۔

"لیکن اس طرح حکومت کو نقصان ہو گا۔ یہ انتہائی قیمتی ہیلی کاپٹر ہیں اور ان کی حفاظت تو میری ذمہ داری ہے۔ میں انہی کی حفاظت کے لئے تو یہاں رہتا ہوں اس طرح تو میرا بھی کورٹ مارشل ہو جائے گا"...... روشن سنگھ نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ان کے آئل ٹینکروں پر گولیاں مار کر تمام پٹرول بہا دو اس طرح مشینری محفوظ رہے گی اور ہیلی کاپٹر بھی ناکارہ ہو جائیں گے"...... سردار کارو نے کہا۔

"لیکن ان میں تو پٹرول بھرا ہوا ہو گا۔ فائرنگ سے آگ لگ گئی تو ہیلی کاپٹر جل کر راکھ ہو جائیں گے"...... روشن سنگھ نے کہا۔

"نہیں فائرنگ سے ایسا نہیں ہوتا کیونکہ گولی سوراخ کرتی ہے۔ ہاں جب پٹرول بہہ رہا ہو اس وقت اگر فائرنگ ہو تو شعلے کی وجہ سے آگ لگ سکتی ہے"...... سردار کارو نے کہا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ گیا۔

"جامو تم اپنے ساتھ راجندر کو لے جاؤ اور دونوں ہیلی کاپٹروں کو ناکارہ کر آؤ"........... سردار کارو نے اپنے دو ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... ان دونوں نے کہا۔

"خیال رکھنا آگ نہ لگے صرف پٹرول بہہ جائے"...... سردار کارو نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس ہمیں اس کی مکمل تربیت حاصل ہے"...... ایک نے کہا اور سردار کارو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ دونوں کاندھوں سے مشین گنیں اتار کر تیزی سے ڈھلوان پر اترتے چلے گئے۔

"میرا خیال ہے ہم ٹرانسمیٹر نہ آن کر لیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے"...... روشن سنگھ نے کہا۔

"ابھی نہیں پہلے ہیلی کاپٹر ناکارہ ہو جائیں"...... سردار کارو نے کہا اور روشن سنگھ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"باقی لوگ بھی آئیں ہم نے اب اس طرح اس جگہ کو چاروں طرف سے گھیرنا ہے کہ کوئی بچ کر نہ جا سکے"...... سردار کارو نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے ڈھلوان اترتے چلے گئے۔ ابھی وہ نیچے پہنچے ہی تھے کہ ہیلی کاپٹروں والی طرف تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔

"یہاں رک جاؤ۔ راجندر اور جامو آ جائیں پھر پلاننگ کریں گے"...... سردار کارو نے کہا اور سب رک گئے۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ دونوں دوڑتے ہوئے ان کے پاس پہنچ گئے۔

"باس دونوں ہیلی کاپٹروں کا تیل بہہ رہا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر بعد ہی خالی ہو جائیں گے"...... ان میں سے ایک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب ہم نے انہیں گھیر کر مارنا ہے لیکن جب تک میں فائر نہ کروں کسی نے فائر نہیں کھولنا اور میں نے ان کے لیڈر کو اپنے ہاتھ سے مارنا ہے"...... سردار کارو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے اپنے ساتھیوں کو سپاٹس بتانے شروع کر دیئے۔ اس کے سارے ساتھی تیزی سے اپنی اپنی مخصوص جگہوں کی طرف چلے گئے۔

"ہم یہاں ٹھیک ہیں"۔ سردار کارو نے روشن سنگھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور روشن سنگھ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دینے لگی۔

"راستہ کھل رہا ہے"...... روشن سنگھ نے تیز لہجے میں کہا اور سردار کارو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس شیڈ میں سے عمران اور اس کے ساتھی باہر آ گئے۔ ان کے ساتھ ایک بوڑھا غیر ملکی بھی تھا۔

"اوہ یہ تو ڈاکٹر جانسن ہے۔ یونٹ نمبر دو کا انچارج سائنس دان"...... روشن سنگھ نے کہا۔

"ویری بیڈ اس طرح تو یہ بھی ساتھ ہی مر جائے گا۔ بہرحال دیکھو کیا ہوتا ہے"...... سردار کارو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت شیڈ سے باہر نکل کر ادھر ادھر کا جائزہ لے رہا تھا کہ اسی لمحے ایک بار پھر گڑگڑاہٹ کی تیز آواز سنائی دی۔

"اوہ راستہ دوبارہ بند ہو گیا ہے۔ اب یہ واپس اندر نہ جا سکیں گے"...... روشن سنگھ نے کہا تو سردار کارو کی آنکھیں بے اختیار چمک

اٹھیں ۔ اسی لمحے عمران کے دو مزید ساتھی اندر سے دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے عمران سے کچھ کہا تو عمران تیزی سے مڑا اور دوڑ کر ہیلی کاپٹروں کی طرف جانے لگا۔

" اس کے ساتھیوں نے چیک کر لیا ہے کہ ہیلی کاپٹر ناکارہ ہو چکے ہیں ۔ ٹرانسمیٹر آن کرو اب یہ لازماً ڈاکٹر نرائن سے بات کرے گا" ۔ سردار کارو نے کہا اور روشن سنگھ نے ایک طرف رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھا کر سامنے رکھا اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا جیسے ہی اس نے بٹن آن کیا عمران کی تیز آواز سنائی دی ۔

" ہیلو علی عمران کالنگ اوور" ...... عمران کال دے رہا تھا۔

" کیا میں بھی بات کر سکتا ہوں اس ٹرانسمیٹر سے " ...... سردار کارو نے اچانک روشن سنگھ سے پوچھا۔

" ہاں بٹن آن کر کے بات ہو سکتی ہے لیکن اس طرح انہیں ہمارا پتہ چل جائے گا" ...... روشن سنگھ نے کہا۔

" میں انہیں یہی تو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ میرا شکار ہے شاگل کا نہیں " ...... سردار کارو نے سرہلاتے ہوئے کہا۔ ادھر کال کا جواب ملنے لگ گیا تھا اور عمران اور ڈاکٹر نرائن کی بات ہو رہی تھی ۔ ڈاکٹر نرائن عمران کو بتا رہا تھا کہ اس نے ہیلی کاپٹرز کے پٹرول ٹینک خالی نہیں کئے اور نہ وہ کر سکتا ہے ۔

" پھر یہ سب کس نے کیا ہے اوور" ...... عمران کی تیز آواز سنائی دی تو سردار کارو نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر دیا۔

" یہ ہم نے کیا ہے علی عمران ۔ ہم نے سردار کارو نے اور اب تم اور تمہارے ساتھیوں میں سے ایک آدمی بھی یہاں سے بچ کر نہ جا سکے گا۔ میں نے اور میرے قبیلے نے اس پورے علاقے کو گھیرے میں لے رکھا ہے اوور" ...... سردار کارو نے بڑے فاتحانہ انداز میں اور چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اوہ تو یہ گیم کھیلی ہے شاگل تم نے کہ سردار کارو اور اس کے آدمیوں کو پہلے ہی یہاں بھیج دیا ہے ۔ ٹھیک ہے میں تمہیں اپنے بچاؤ کے لئے صرف دس منٹ دیتا ہوں ۔ دس منٹ بعد تمہاری یہ لیبارٹری دھماکے سے پھٹ جائے گی اور یہ دس منٹ بھی میں تم پر رحم کھاتے ہوئے دے رہا ہوں ۔ جاؤ اگر اپنی جانیں بچا سکتے ہو تو پھر نکل جاؤ اوور اینڈ آل" ...... عمران کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" اوہ اوہ یہ لیبارٹری تباہ کر رہے ہیں ہمیں انہیں روکنا ہوگا" ۔ سردار کارو نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر آگے کی طرف دوڑ پڑا ۔ روشن سنگھ ٹرانسمیٹر اٹھائے اس کے پیچھے دوڑنے لگا۔

عمران نے ٹرانسمیٹر آف کیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور نکالا اور تیزی سے باہر کھڑے اپنے ساتھیوں کی طرف دوڑ پڑا۔

"ہمیں گھیرا جا رہا ہے۔ سردار کارو اپنے قبیلے کے ساتھ یہاں موجو ہے"...... عمران نے باہر آکر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا رخ ایک طرف کھڑے ڈاکٹر جانسن کی طرف کیا اور دوسرے لمحے ایک دھماکے کے ساتھ ہی گولی ڈاکٹر جانسن کے سینے پر پڑی اور وہ چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

"آؤ ادھر ہمیں پیچھے جانا ہوگا آؤ"...... عمران نے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا عقبی طرف ایک ڈھلوان کی طرف بڑھ گیا۔

"عمران صاحب اس طرف تو لیبارٹری ہے اور لیبارٹری تباہ ہو گئ تو ہم بھی ساتھ ہی ہلاک ہو جائیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"فی الحال یہی سمت محفوظ ہے کیونکہ باقی ہر طرف سردار کارو کے آدمی موجود ہوں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کافی آگے جا کر عمران نے رخ بدل دیا۔ کچھ دور جانے کے بعد وہ رکا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی ہاتھ دے کر روک دیا۔

"بس اتنا کافی ہے۔ سب بکھر جاؤ اور مختلف آڑیں لے لو۔ میں لیبارٹری کو تباہ کر رہا ہوں اس کے بعد ہم سردار کارو اور اس کے آدمیوں کا رد عمل دیکھ کر کارروائی کریں گے"...... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی تیزی سے سائیڈوں پر بکھرتے چلے گئے لیکن جولیا اور صالحہ وہیں اس کے قریب ہی رک گئیں۔

"کس طرح تباہ کرو گے لیبارٹری اندر کوئی بم تو لگایا نہیں ہے ہم نے"...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران چاہے تو پھونک مار کر بھی لیبارٹری تباہ کر سکتا ہے۔ تم بم کی بات کر رہی ہو۔ تم ابھی اس شیطان سے پوری طرح واقف نہیں ہو"...... جولیا نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ اس دوران ٹرانسمیٹر پر ایک مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کرنے میں مصروف تھا۔

"تم بم کا کہہ رہی تھیں یہ لو بم تیار ہو گیا ہے۔ بس اب میں بٹن پریس کروں گا اور لیبارٹری بھک سے اڑ جائے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ کیسے کیا مطلب"...... صالحہ نے حیران ہو کر کہا۔

"ایسے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی ٹرانسمیٹر پر ایک بلب روشن ہوا اور پھر جھماکے سے بجھ گیا۔

"لو معاملہ ختم ہو گیا"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر ایک طرف رکھ دیا۔

"کیا ہوا ہے"...... صالحہ نے حیران ہو کر کہا کیونکہ کہیں بھی کچھ نہ ہوا تھا۔ لیکن پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا دور سے گڑگڑاہٹ کی تیز آواز سنائی دی اور پھر ایک انتہائی خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس طرح زمین پھٹی اور آگ کے شعلے آسمان کی طرف بلند ہوئے جیسے کوئی سویا ہوا آتش فشاں اچانک جاگ کر پھٹ پڑا ہو۔

"اوہ۔ اوہ یہ تو واقعی لیبارٹری تباہ ہو گئی ہے۔ مگر یہ کیسے ہوا ہے"...... صالحہ کی شکل دیکھنے والی تھی وہ اس طرح عمران کو دیکھ رہی تھی جیسے عمران کوئی مافوق الفطرت مخلوق ہو۔

"اگر تم مجھے اسی طرح دیکھنے کا وعدہ کرو تو میں کافرستان کی ساری لیبارٹریاں اڑانے کے لئے تیار ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"بس۔ بس اس بیچاری کو چکمہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک میں ہی کافی ہوں جس نے تمہاری انہی باتوں میں آکر اپنی زندگی

خراب کر لی ہے"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"جولیا میں نے محسوس کیا ہے کہ عمران صاحب تمہیں چکر نہیں دیتے بلکہ یہ جو کچھ کہتے ہیں ان کی دل کی آواز ہوتی ہے۔ البتہ یہ ان مردوں میں شامل ہیں جو بزدلی کی وجہ سے عملی اقدام کا خطرہ مول نہیں لیتے اور صرف زبانی باتیں کر کے ہی اپنا کتھارسس کرتے رہتے ہیں"...... صالحہ نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ کیا ذہانت ہے۔ دیکھا جولیا تم جو کچھ اتنے عرصے میں نہیں سمجھ سکیں وہ صالحہ نے اس قدر قلیل مدت میں سمجھ لیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"یہ بیچاری ابھی پوری طرح تم سے واقف نہیں ہوئی۔ اسی لئے تمہیں عام لوگوں کی طرح سمجھ رہی ہے۔ بہرحال جلدی سمجھ جائے گی"...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک ان کے عقب میں دائیں ہاتھ سے تیز فائرنگ کی آواز سنائی دی اور عمران جولیا اور صالحہ تینوں تیزی سے پلٹے۔ فائرنگ میں یکلخت شدت سی آگئی تھی۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے دو پارٹیاں آپس میں الجھ پڑی ہوں۔

"ادھر آؤ میرے ساتھ"...... عمران نے کہا اور پھر پہاڑیوں کی اوٹ لیتا ہوا تیزی سے واپس اس طرف کو جانے لگا جہاں سے وہ آیا تھا۔ اس

طرف ڈھلوان تھی۔ تباہ شدہ لیبارٹری سے ابھی تک دھواں اٹھ رہا تھا
عمران لیبارٹری والی جگہ کے قریب سے ہوتا ہوا مڑا اور پھر کافی آگے
جانے کے بعد وہ ایک بار پھر اوپر چڑھتا چلا گیا۔ اوپر مسلسل فائرنگ ہو
رہی تھی۔

"ہمارے ساتھیوں کے پاس تو اسلحہ بھی بے حد کم ہے"...... جولیا
نے کہا۔

"اسی لئے تو ان لوگوں کے عقب میں جا رہا ہوں ورنہ تو ہم سب
چوہوں کی طرح مار دیئے جائیں گے"...... عمران نے کہا اور جولیا اور
صالحہ دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ اب وہ فائرنگ سپاٹ کو پیچھے
چھوڑ گئے تھے۔

"اب یہاں سے ہم نے ان کے عقب میں جانا ہے۔ یہ تربیت یافتہ
لوگ ہیں اس لئے بکھر کر فائرنگ کر رہے ہیں"...... عمران نے کہا اور
اس کے بعد وہ پہاڑیوں کی اوٹ لیتا ہوا تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا جولیا
اور صالحہ اس کے پیچھے تھیں۔ ان دونوں کے پاس مشین گنیں تھیں
جب کہ عمران کے پاس صرف ریوالور تھا۔ کچھ آگے بڑھنے کے بعد
عمران رک گیا۔

"جولیا تم یہاں سے دائیں ہاتھ تقریباً سو گز دور جا کر درخت پر چڑھ
جاؤ اور صالحہ تم بائیں طرف جا کر ایسا ہی کرو۔ کوشش کرنا کہ
درخت ایسے ہوں جو ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہوں اور جہاں
سے شعلہ نکلے وہاں فائر کر کے بجلی کی سی تیزی سے وہاں سے ہٹ

جانا"...... عمران نے ان دونوں کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور وہ
دونوں سر ہلاتی ہوئی تیزی سے دائیں اور بائیں طرف کو مڑ گئیں تو
عمران آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔ تھوڑی دور جانے کے بعد وہ ایک
چٹان کے پیچھے رک گیا۔ اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی
کیونکہ اس سے تقریباً بیس گز کے فاصلے پر دو آدمی جھاڑی کی اوٹ میں
موجود تھے۔ ان میں سے ایک سردار کارو تھا کیونکہ اس کا ڈیل ڈول
نمایاں تھا جب کہ دوسرا اس کا کوئی ساتھی تھا۔ سردار کارو کے پاس
ایک جدید ساخت کی مشین گن تھی لیکن وہ اس گن سے فائر نہ کر رہا
تھا۔ اس کے پاس ایک چھوٹا سا جی فائیو ٹرانسمیٹر بھی پڑا ہوا تھا۔ جی
فائیو ٹرانسمیٹر سے کال کی آواز سنائی دینے لگی تو عمران انتہائی محتاط انداز
میں آگے بڑھنے لگا۔ فائرنگ کی آوازیں اب بھی سنائی دے رہی تھیں
کچھ فاصلے پر پہنچ کر عمران رک گیا۔

"ہیلو ہیلو راجندر بول رہا ہوں باس ہم نے تین مردوں کو بے
ہوش کر دیا ہے لیکن چوتھا مرد اور دونوں عورتیں غائب ہیں
اوور"......

"گھیرا وسیع کر کے انہیں تلاش کرو لیکن ان مردوں کی طرح انہیں
بھی میگزین ختم ہو جانے کے بعد بے ہوش کرنا ہے مارنا نہیں۔ اب
سب کی ہڈیاں میں اپنے ہاتھوں سے توڑنا چاہتا ہوں اوور اینڈ
آل"...... سردار کارو نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر ابھی اس نے
ٹرانسمیٹر رکھا ہی تھا کہ اچانک دائیں طرف سے فائر ہوا اور سردار کارو

کے ساتھ بیٹھا ہوا آدمی جو اس کے دائیں طرف ہی بیٹھا ہوا تھا بری طرح چیختا ہوا اچھلا اور نیچے ڈھلوان کی طرف لڑھکتا چلا گیا۔ سردار کارو بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر سائیڈ پر ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن کا فائر کیا اور دوسرے لمحے تھوڑی دور سے ایک جسم چیختا ہوا درخت سے نیچے گرا۔ اسی لمحے دائیں طرف سے فائر ہوا اور سردار کارو کے ہاتھ سے مشین گن نکل گئی لیکن وہ واقعی بجلی کا بنا ہوا تھا کہ اس نے پلک جھپکنے میں نہ صرف اپنے آپ کو فائرنگ کی زد سے بچا لیا تھا بلکہ دوسرے لمحے ریوالور کا دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی بائیں طرف سے بھی ایک انسانی جسم چیختا ہوا نیچے گرا اور عمران کے ہونٹ بے اختیار بھنچ گئے کیونکہ وہ نیچے گرنے والوں کو پہچان گیا تھا۔ یہ جولیا اور صالحہ تھیں۔

" خبردار دونوں ہاتھ اٹھا دو تم میرے ریوالور کی زد میں ہو"۔ اچانک جولیا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس کی آواز سنتے ہی سردار کارو نے یکلخت چھلانگ لگائی اور اس کے ساتھ ہی اس کے ریوالور سے دھماکہ ہوا مگر دوسرے لمحے ایک اور دھماکہ ہوا اور اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا اور سردار کارو نے جھک کر بجلی کی سی تیزی سے اس طرف کو بھاگنا شروع کیا جدھر عمران جھاڑی کی اوٹ میں موجود تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ عمران کی فائرنگ رینج میں آتا۔ اچانک ایک سائے نے اس پر چھلانگ لگا دی اور وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ رول ہوتے ہوئے کافی دور تک لڑھکتے چلے گئے اور

عمران بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ سردار کارو پر حملہ کرنے والی جولیا تھی شاید اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا تھا اور ظاہر ہے جھاڑیوں میں گرنے والا ریوالور اسے کسی صورت بھی نہ مل سکتا تھا اس لئے اس نے خود سردار کارو پر حملہ کر دیا تھا۔ پھر جیسے ہی دونوں کا لڑھکنا بند ہوا۔ اچانک جولیا کی چیخ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی جولیا کسی گیند کی طرح فضا میں اچھلتی ہوئی کافی دور جھاڑیوں پر جا گری اور سردار کارو یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا لیکن اس سے پہلے کہ عمران سامنے آتا اچانک ایک طرف سے صالحہ نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ گو صالحہ کا حملہ اچانک تھا لیکن سردار کارو واقعی اچھا لڑاکا تھا۔ اس کا جسم بے اختیار سائیڈ میں ہوا اور اس کے ساتھ ہی صالحہ کے حلق سے بھی چیخ نکلی اور وہ بھی کسی گیند کی طرح فضا میں اچھلتی ہوئی عین اسی جگہ جا گری جہاں پہلے جولیا گری تھی اور پھر وہ دونوں ایک بار پھر اٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ دونوں ذرا سا ایک دوسرے سے ہٹ کر سردار کارو کی طرف اس طرح بڑھنے لگیں جیسے بلیاں اپنے شکار کی طرف بڑھتی ہیں۔ گو دیو قامت سردار کارو اپنی جسامت کے لحاظ سے ہی ناقابل تسخیر نظر آ رہا تھا اور جس طرح اس نے ان دونوں کو اچھالا تھا۔ اس کے بعد تو ان دونوں کو اس سے خوفزدہ ہو جانا چاہئے تھا لیکن وہ دونوں اس طرح اطمینان سے اس کی طرف بڑھ رہی تھیں جیسے سردار کاروان کے سامنے ایک بچے سے زیادہ حقیقت نہ رکھتا ہو۔

" رک جاؤ خواہ مخواہ میرے ہاتھوں اپنی نازک گردنیں نہ تڑواؤ۔

میں نے پہلے بھی تمہیں زندہ رکھا ہے ورنہ جس طرح میں نے تمہیں اچھالا تھا اگر میں اپنے بازو کو ذرا سا بھی بل دے دیتا تو تمہاری گردنیں ٹوٹ چکی ہوتیں۔ میرا مقابلہ عمران سے ہے بتاؤ وہ کہاں ہے"۔ سردار کارو نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روکتے ہوئے کہا۔

"عمران کا تم جیسے اناڑی سے لڑنا اس کی توہین ہے"...... جولیا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو سردار کارو اس طرح ہنس پڑا جیسے کوئی بڑا کسی بچے کی معصومانہ بات پر ہنس پڑتا ہے۔

"رک جاؤ جولیا اور صالحہ سردار کارو درست کہہ رہا ہے۔ یہ تمہارے بس کا نہیں ہے"...... اچانک عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے اونچی آواز میں کہا تو سردار کارو بے اختیار چونک کر عمران کی طرف مڑا ہی تھا کہ یکلخت جولیا نے اس پر چھلانگ لگا دی لیکن سردار کارو کا ہاتھ حرکت میں آیا اور جولیا ایک بار پھر چیختی ہوئی ہوا میں اچھلی اور اس کے سر کے اوپر سے گزرتی ہوئی دور جا گری۔ ابھی سردار کارو اسے اچھال کر سیدھا ہوا ہی تھا کہ صالحہ نے اس پر بڑے بچے تلے انداز میں چھلانگ لگا دی لیکن اس کا بھی وہی حشر ہوا وہ بھی چیختی ہوئی اور اڑتی ہوئی دور جا گری۔

"احمق لڑکیاں ہیں یہ"...... سردار کارو نے غراتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو سردار کارو تم واقعی اچھے لڑاکے ہو۔ تمہارا یہ انداز مجھے پسند آیا ہے"...... عمران نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"تم نے لیبارٹری تباہ کر دی ہے اب تم کسی صورت بھی بچ کر

یہاں سے نہ جا سکو گے"...... سردار کارو نے غراتے ہوئے کہا۔

"لیبارٹری تمہاری وجہ سے تباہ ہوئی ہے۔ اگر تم ہیلی کاپڑوں کا پٹرول ضائع نہ کر دیتے تو میرا لیبارٹری تباہ کرنے کا کوئی ارادہ نہ تھا"...... عمران نے جواب دیا۔

"بہرحال جو بھی تھا اب تم بچ کر نہیں جا سکتے"...... سردار کارو نے انتہائی جارحانہ انداز میں کہا۔

"ایک منٹ مقابلے کا لطف اسی وقت آتا ہے جب مقابلے کو دیکھنے والے بھی ہوں۔ یوں اکیلے بھوتوں کی طرح لڑنے کا کیا فائدہ تمہاری مہارت، تمہاری طاقت اور تمہارے اس خوبصورت انداز کی کوئی تعریف کرنے والا بھی تو ہو"...... عمران نے کہا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو تم"...... سردار کارو نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تمہارے آدمیوں نے میرے تین ساتھیوں کو بے ہوش کر دیا ہے۔ میں اس وقت تمہارے عقب میں موجود تھا اور میرے پاس اس وقت بھی ریوالور تھا۔ اگر میں چاہتا تو ایک چھٹانک سیسہ اطمینان سے تمہاری پشت میں اتار دیتا اور یہ سیسہ ٹھیک تمہارے دل میں جا کر ٹھہرتا اور تمہیں دو کے بعد تیسرے سانس کا بھی موقع نہ ملتا۔ لیکن میں نے ایسا نہیں کیا اس لئے کہ تم واقعی ایک اچھے لڑاکے ہو اور ساتھ ہی بہادر آدمی بھی ہو۔ تم نے میرے ساتھیوں کو ہلاک کرانے کی بجائے صرف بے ہوش کرایا ہے اور اب ان دونوں

لڑکیوں کو بھی تم نے دوسری بار حملے کے باوجود صرف بے ہوش کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے اس لئے میں تم جیسے بہادر اور اعلیٰ ظرف کے ساتھ ایک معاہدہ کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیسا معاہدہ"...... سردار کارو نے کہا۔

"تم نے ٹرانسمیٹر کال کے درمیان بول کر شاگل کو اپنی پوزیشن بتا دی ہے اور شاگل اب اپنے ساتھیوں کو لے کر یہاں پہنچنے ہی والا ہو گا اور اس کے بعد تم جانتے ہو کہ کیا ہو گا۔ تم اور تمہارے ساتھی سرکاری طور پر موت کے گھاٹ اتار دیئے جاؤ گے کیونکہ یہ بات شاگل بھی جانتا ہے اور ڈاکٹر نرائن بھی کہ لیبارٹری تمہاری وجہ سے تباہ ہوئی ہے۔ اس لئے میں تمہیں ایک موقع دینا چاہتا ہوں۔ تم میرے اور اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کر لو۔ اس کے بعد ہم یہاں سے کسی ایسی جگہ چلے جاتے ہیں جہاں شاگل فوری طور پر نہ پہنچ سکے۔ اس کے بعد تم مقابلہ کر لینا اگر تم نے مجھے شکست دے دی تو میری موت یقینی ہے اور اس کے بعد تم میرے ساتھیوں کے ساتھ جو چاہے سلوک کر لینا۔ لیکن میرا وعدہ کہ اگر میں نے تمہیں شکست دے دی تو میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو زندہ چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ اس کے بعد تمہارے ساتھ تمہارے ملک والے کیا سلوک کرتے ہیں کیا نہیں کرتے یہ میری ذمہ داری نہ ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے مجھے یہ معاہدہ منظور ہے"...... سردار کارو نے جواب

دیا۔ شاید یہ بات اس کی سمجھ میں آ گئی تھی کہ شاگل کے یہاں پہنچنے کے بعد وہ واقعی گرفتار کر لیا جائے گا اور پھر اسے کورٹ مارشل میں سزائے موت ہی ملے گی۔ البتہ اگر اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا تو پھر شاید اس کی جان بخش دی جائے۔

"او کے تم جا کر اپنے ساتھیوں کو بلاؤ انہیں کہو کہ میرے ساتھیوں کو ساتھ لے آئیں میں ان لڑکیوں کو ہوش میں لاتا ہوں"۔ عمران نے کہا تو سردار کارو سر ہلاتا ہوا مڑا اور تیزی سے اس طرف کو بڑھ گیا جہاں اس کا ٹرانسمیٹر پڑا ہوا تھا۔

شاگل اور ڈاکٹر نرائن دونوں بجلی کی سی تیزی سے جنگل میں دوڑے چلے جا رہے تھے کہ اچانک ان کے عقب میں گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی انتہائی خوفناک دھماکہ ہوا۔ یہ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ وہ دونوں بھی چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں اس طرح ڈھلوان پر لڑھکتے چلے گئے جیسے گیندیں لڑھکتی ہیں۔ کافی نیچے جانے کے بعد وہ دونوں درختوں کے تنوں سے جا کر ٹکرائے اور رک گئے۔ اس کے ساتھ ہی ان دونوں کی آنکھیں خوف کی شدت سے پھٹنے لگیں کیونکہ جہاں سے وہ نیچے لڑھکے تھے۔ وہاں سے کچھ فاصلے پر پتھر، درختوں کے تنے اور شاخیں اس طرح گر رہی تھیں کہ اگر وہ لڑھک کر یہاں تک نہ آ جاتے تو ان کے جسموں کی بوٹیاں اڑ چکی ہوتیں۔ گو پتھر اب بھی لڑھک کر نیچے آ رہے تھے لیکن وہ اس قدر خطرناک نہ تھے۔ دھماکے ابھی تک مسلسل ہو رہے تھے اور پتھروں

اور درختوں کے ٹوٹے ہوئے تنوں کی بارش بھی جاری تھی۔

" یہ۔ یہ لیبارٹری اس نے کیسے تباہ کر دی۔ یہ یہ کس طرح ہو گیا واپسی کا راستہ تو بند تھا اور نیچے تو کوئی بم بھی نہ تھا"....... ڈاکٹر نرائن نے اچانک پھٹے پھٹے سے لہجے میں کہا۔

" یہ دھماکے تو بتا رہے ہیں کہ وہاں اسلحہ موجود تھا اور تم کہہ رہے ہو کہ نیچے اسلحہ نہیں تھا"....... شاگل نے بھنچے ہوئے ہونٹوں کے ساتھ جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ اسلحے کے دھماکے نہیں ہیں۔ یہ دھماکے سرہالجم کے ہیں۔ اس کا کافی بڑا سٹاک یونٹ نمبر دو میں موجود تھا۔ یہ ایک خاص قسم کا پوڈر ہے جو یونٹ میں لگی ہوئی ایک انتہائی اہم مشین میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کے بغیر وہ مشین نہیں چل سکتی لیکن وہ اس طرح فائر نہیں ہو سکتی۔ اس کے فائر ہونے کے لئے ایک خاص حدت چاہیے جو گولی وغیرہ سے پیدا نہیں ہوتی اور نہ ہی آگ سے"....... ڈاکٹر نرائن نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

" جو کچھ بھی ہوا ہے غلط ہوا ہے اور یہ اس احمق سردار کارو کی وجہ سے ہوا ہے۔ اب ہم نے فوری طور پر وہاں پہنچنا ہے ورنہ عمران لازماً نکل جائے گا"....... شاگل نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا کیونکہ اب دھماکوں کی شدت ختم ہو گئی تھی اور پتھروں اور دوسری چیزوں کی ہونے والی بارش بھی ختم ہو گئی تھی۔

" ہمیں قبیلے میں جانا پڑے گا وہاں خصوصی ساخت کا ہیلی کاپٹر

موجود ہے دو پروں والا۔ اس کے اندر انتہائی جدید سسٹم موجود ہیں"...... ڈاکٹر نرائن نے جواب دیا۔

"اوہ ہاں لیکن مجھے تو نہ ہی اس قبیلے کے راستے کا علم ہے اور نہ ہی اس جگہ کا جہاں وہ کنٹرولڈ ہیلی کاپٹر موجود تھے"...... شاگل نے سٹپٹائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلو میں تمہیں لے چلتا ہوں"...... ڈاکٹر نرائن نے کہا تو شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں قبیلے میں پہنچ گئے۔ وہ لوگ بھی ایک جگہ اکٹھے تھے اور ان کے چہرے زرد پڑے ہوئے تھے شاید لیبارٹری کی تباہی کا اثر تھا۔

"سر سر۔ پرائم منسٹر صاحب کی کال ہے سر"...... ان کے وہاں پہنچتے ہی شاگل کے ایک آدمی نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سمیت دوڑ کر شاگل کی طرف آتے ہوئے کہا اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہیلو سر میں شاگل بول رہا ہوں سر اوور"...... شاگل نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا ہوا ہے مسٹر شاگل مجھے بتایا گیا ہے کہ لیبارٹری تباہ ہو گئی ہے اور تم اور ڈاکٹر نرائن اور وہاں موجود سارے سائنس دان ہلاک ہو گئے ہیں۔ آخر یہ کیسے ہوا۔ کس نے تباہ کی ہے یہ لیبارٹری اوور"۔ وزیراعظم کی ہذیانی انداز میں چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو شاگل نے انہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے یونٹ نمبر دو میں جانے اور پھر

انہیں کنٹرولڈ ہیلی کاپٹروں کے ذریعے تباہ کرنے کی ساری روئیداد سنانے کے بعد بتایا کہ کس طرح سردار کارو نے وہاں ہیلی کاپٹروں کے آئل ٹینکوں پر فائرنگ کر کے پٹرول بہا دیا اس طرح عمران نے لیبارٹری تباہ کر دی۔

"لیکن سردار کارو وہاں کیسے پہنچ گیا اور لیبارٹری کیسے تباہ ہوئی اوور"...... پرائم منسٹر نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا۔

"میں اور ڈاکٹر نرائن تو ابھی یہاں پہنچے ہیں جناب اب ہمارا پروگرام یہ ہے کہ یہاں سے ہیلی کاپٹر لے کر وہاں جائیں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کریں سردار کارو بھی وہاں موجود ہوگا لیکن عمران اس سردار کارو کے بس کا روگ نہیں ہے اوور"...... شاگل نے کہا۔

"فوراً جاؤ اور اس سردار کارو کو بھی گولی سے اڑا دو۔ اس احمق کی وجہ سے کافرستان کو اس کی تاریخ کا سب سے بڑا نقصان اٹھانا پڑا ہے اور اس عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی ہر قیمت پر ہلاک ہونا چاہئے اوور"...... پرائم منسٹر نے انتہائی غضبناک لہجے میں کہا۔

"یس سر ایسا ہی ہوگا سر اوور"...... شاگل نے کہا تو دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا گیا تو شاگل نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"سیٹھی سردار کارو یہاں سے کیسے فرار ہوا ہے"...... شاگل نے ٹرانسمیٹر لے آنے والے سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا۔

"سردار کار وہ تو یہاں آیا ہی نہیں باس"....... سیٹھی نے جواب دیا تو شاگل اور ڈاکٹر نرائن بے اختیار اچھل پڑے۔

"یہاں نہیں آیا کیا مطلب۔ میں نے اسے خود سیکورٹی آفیسر روشن سنگھ کے ذریعے بھجوایا تھا"....... ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

"یہاں تو کوئی نہیں آیا جناب"....... سیٹھی نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے روشن سنگھ نے غداری کی ہے۔ وہ اسے یہاں لانے کی بجائے وہاں لے گیا ہے وہ وہاں کا ہی سیکورٹی آفیسر تھا"۔ ڈاکٹر نرائن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کہاں کا"....... شاگل نے چونک کر پوچھا۔

"اس علاقے کا جہاں یونٹ نمبر دو کا سپیشل وے ہے جہاں وہ ہیلی کاپٹر موجود تھے جن کا پٹرول بہا دیا گیا ہے"....... ڈاکٹر نرائن نے جواب دیا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ ہمیں اب فوراً وہاں پہنچنا چاہئے۔ اب ہیلی کاپٹروں کے ناکارہ ہونے کا بہرحال ایک فائدہ ہو گیا ہے کہ اب عمران آسانی سے وہاں سے فرار نہ ہو سکے گا"....... شاگل نے کہا۔

"سر یہاں ایک گن شپ ہیلی کاپٹر بھی ہے اور کافی بڑا ہے"۔ سیٹھی نے کہا تو شاگل اچھل پڑا۔

"گن شپ ہیلی کاپٹر اور یہاں، کہاں ہے"....... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہاں موجود ہے اور جناب یہاں تو انتہائی جدید ترین اسلحہ بھی

ہے اور دو پروں والا ایک ایسا ہیلی کاپٹر بھی ہے جس کا پائلٹ مجھے بتا رہا تھا کہ اس میں انتہائی جدید ترین سسٹم موجود ہے لیکن اس کے اندر پائلٹ کے علاوہ صرف تین آدمی بیٹھ سکتے ہیں"....... سیٹھی نے کہا۔

"ٹھیک ہے تم اپنے ساتھیوں کو تیار کرو جدید اسلحہ لے لو اور تم سب گن شپ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو جاؤ جب کہ میں اور ڈاکٹر نرائن ہم اس دو پروں والے ہیلی کاپٹر میں بیٹھیں گے جلدی کرو"....... شاگل نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک عجیب سی ساخت کے ہیلی کاپٹر میں سوار تیزی سے اس طرف کو بڑھے چلے جا رہے تھے جدھر تباہ شدہ لیبارٹری کے یونٹ نمبر دو کا سپیشل وے تھا۔ اس کے ساتھ اس ہیلی کاپٹر میں ڈاکٹر نرائن بھی موجود تھا جب کہ اس کے چھ ساتھی دوسرے گن شپ ہیلی کاپٹر میں موجود تھے۔ ہیلی کاپٹر کا پائلٹ راٹھور شاگل کو ہیلی کاپٹر میں موجود سسٹمز کے بارے میں تفصیلات بتا رہا تھا۔

"ہم نے انہیں اس طرح چیک کرنا ہے کہ انہیں معلوم نہ ہو سکے ورنہ وہ شیطان ہیلی کاپٹر کو بھی تباہ کر سکتا ہے"....... شاگل نے کہا۔

"جناب ہم اتنی بلندی پر چلے جائیں گے کہ نیچے سے تو ہم فائرنگ رینج سے باہر ہوں گے لیکن وہ لوگ ہماری فائرنگ رینج میں ہوں گے"....... پائلٹ راٹھور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن نیچے تو جنگل ہو گا۔ یہ جنگل کیا شیشے کا بنا ہوا ہے احمق آدمی"....... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب میں نے بتایا ہے کہ اس میں سکرین سسٹم ہے۔ ہم جنگل

کے باوجود انہیں اس طرح دیکھ سکیں گے جیسے ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہوں"...... راٹھور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر ٹھیک ہے چلو"...... شاگل نے اس بار مطمئن لہجے میں کہا اور راٹھور نے سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس مقام پر پہنچ گئے اور راٹھور نے ہیلی کاپٹر کو کافی بلندی پر لے جا کر معلق کیا اور پھر اس نے انہیں سکرین پر سرچ کرنا شروع کر دیا۔ سکرین پر تباہ شدہ ہیلی کاپٹر۔ بیرک اور شیڈ سب نظر آ رہے تھے لیکن وہاں ایک آدمی بھی نظر نہ آ رہا تھا۔

"اس کی رینج وسیع کرو وہ اب یہاں ہمارے انتظار میں تو نہ بیٹھے ہوں گے"...... شاگل نے کہا تو راٹھور ہیلی کاپٹر کو اور اوپر لے گیا۔ لیکن دور دور تک کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ راٹھور ہیلی کاپٹر کو چاروں طرف گھماتا پھرتا رہا۔

"رک جاؤ رک جاؤ وہ نظر آئے ہیں رک جاؤ"...... اچانک شاگل نے چیختے ہوئے کہا جس کی نظریں سکرین پر جیسے چپکی ہوئی تھیں اور راٹھور نے ہیلی کاپٹر روک لیا۔

"اوہ احمق آدمی واپس لے جاؤ اسے اور آہستہ آہستہ"...... شاگل نے دانت پیستے ہوئے کہا اور راٹھور نے ہیلی کاپٹر کو گھمایا اور پیچھے لے جانے لگا۔

"بس ۔ بس"...... شاگل نے یکلخت چیخ کر کہا اور راٹھور نے ہیلی کاپٹر روک لیا۔ اس بار واقعی سکرین پر سائے سے نظر آ رہے تھے۔

"یہ یہ تو بہت سے لوگ ہیں ۔ یہ تو کوئی تماشا ہو رہا ہے ۔ کیا

مطلب نیچے لے جاؤ ہیلی کاپٹر تاکہ کوئی پتہ تو چلے"...... شاگل نے کہا اور راٹھور آہستہ آہستہ ہیلی کاپٹر کو نیچے لے جانے لگا۔

"خیال رکھنا فائرنگ رینج میں نہ آ جائے"...... شاگل نے کہا۔

"میں جانتا ہوں سر"...... راٹھور نے کہا۔

"خاک جانتے ہو ۔ اس قدر بلندی پر لے گئے تھے کہ کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ اگر جانتے ہوتے تو پہلے کیوں سر کھپانا پڑتا احمق آدمی"۔ شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور راٹھور نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے

"لیکن شاگل صاحب گن شپ ہیلی کاپٹر کی آواز تو دور تک سنائی دے گی"۔ اچانک ڈاکٹر نرائن نے کہا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ ہاں روکو روکو ہیلی کاپٹر کو ۔ تاکہ میں ٹرانسمیٹر کال کر کے سیٹھی کو روکوں"...... شاگل نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور راٹھور نے ایک جھٹکے سے ہیلی کاپٹر روک دیا۔

"اوہ اوہ ۔ اسی طرح اڑاتے ہوئے ہیلی کاپٹر۔ کس احمق نے تمہیں پائلٹ بنا دیا ہے ۔ تم تو کوچوان سے بھی بدتر ہو ۔ نانسنس"۔ شاگل نے چیخ کر کہا۔ اچانک جھٹکے کی وجہ سے وہ گرتے گرتے بچا تھا۔

"یس سر"...... راٹھور نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"کیا یس سر یس سر لگا رکھی ہے ۔ گن شپ ہیلی کاپٹر سے کال ملاؤ"...... شاگل نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا اور راٹھور نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کے بٹن آن کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو ہیلو راٹھور کالنگ فرام ایس ایس اوور"...... راٹھور نے

ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے کہا۔

"یس سیٹھی اٹنڈنگ یو اوور"...... چند لمحوں بعد سیٹھی کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو سیٹھی میں شاگل بول رہا ہوں اوور"...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر اوور"...... سیٹھی کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یہ پائلٹ راٹھور تمہیں اس جگہ کی تفصیلات بتائے گا جہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود ہیں۔ تم نے وہاں سے کافی دور جا کر اپنا ہیلی کاپٹر کسی مناسب جگہ پر نیچے اتارنا ہے اور پھر ساتھیوں کو ساتھ لے کر ان کے گرد گھیرا ڈال لینا ہے لیکن جب تک میں کاشن نہ دوں تم نے کوئی حرکت نہیں کرنی۔ سمجھ گئے ہو اوور"...... شاگل نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر اوور"...... سیٹھی کا لہجہ اور بھی مؤدبانہ ہو گیا۔ وہ شاگل کا مزاج شناس تھا اس لئے اسے اسی انداز میں ڈیل کر رہا تھا۔

"زیرو فائیو ٹرانسمیٹر ساتھ رکھنا میں اس پر کاشن دوں گا لیکن خیال رکھنا ان کی نظروں میں نہ آ جانا اوور"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر میں خیال رکھوں گا اوور"...... سیٹھی نے جواب دیا۔

"میں جس ہیلی کاپٹر میں ہوں اس میں ایسا سسٹم موجود ہے کہ ہم فضا سے ہی انہیں ہلاک کر سکتے ہیں اس لئے تم نے از خود کوئی حرکت نہیں کرنی سمجھ گئے ہو یا نہیں اوور"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر سمجھ گیا ہوں سر اوور"...... راٹھور نے کہا۔

"اب سمجھاؤ اسے تفصیلات"...... شاگل نے راٹھور سے مخاطب ہو کر کہا اور راٹھور نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا کر سیٹھی کو اس جگہ کے بارے میں تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔

"میں سمجھ گیا ہوں اوور"...... سیٹھی نے کہا۔

"اچھی طرح سمجھ گئے ہو ناں اوور"...... شاگل نے کہا۔

"یس باس اوور"...... سیٹھی نے کہا۔

"تو پھر جاؤ اوور اینڈ آل"...... شاگل نے کہا اور خود ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اب سکرین روشن کرو تاکہ میں معلوم کر سکوں کہ کیا پوزیشن ہے"...... شاگل نے راٹھور سے کہا اور راٹھور نے اس سسٹم کے بٹن آن کرنے شروع کر دیئے کیونکہ یہ سسٹم ٹرانسمیٹر کے ساتھ اٹیچ تھا اس لئے ٹرانسمیٹر آن کرنے کے لئے اسے بند کرنا پڑا تھا۔ چند لمحوں بعد سکرین روشن ہو گئی۔ اب اس پر سائے قدرے واضح نظر آ رہے تھے لیکن پوری طرح واضح نہ تھے۔

"اور نیچے لے جاؤ"...... شاگل نے کہا اور راٹھور نے ہیلی کاپٹر اور نیچے لے جانا شروع کر دیا۔

"بس بس روک دو احمق آدمی اب کیا نیچے زمین پر جا کھڑا کرو گے"...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا اور راٹھور نے ہیلی کاپٹر روک لیا۔

"اوہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ تو باقاعدہ مقابلہ ہو رہا ہے۔ یہ عمران اور

سردار کارو کے درمیان ۔ کیا مطلب "...... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ سردار کارو ہر قیمت پر اس عمران سے مقابلہ کرنا چاہتا تھا"۔ ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

"اوہ اوہ یہ احمق آدمی مارا جائے گا اس کے ہاتھوں ۔ وہ تو شیطان ہے عفریت ہے ۔ وہ آدمی تو نہیں ہے مقابلہ تو آدمیوں سے ہوتا ہے شیطانوں سے تو نہیں ہوتا"...... شاگل نے انتہائی جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" سر انہیں ابھی ختم نہ کر دیں اس وقت یہ سب اکٹھے ہیں"۔ راٹھور نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

" کر سکتے ہو ختم ۔ کس طرح کرو گے "...... شاگل نے چونک کر پوچھا۔

" ریڈ ریز کے ذریعے انہیں جلا کر راکھ کر دوں گا"...... راٹھور نے کہا۔

" لیکن نیچے تو جنگل ہے ۔ ان ریز کی وجہ سے تو جنگل میں آگ لگے گی یہ تو فرار ہو جائیں گے "...... شاگل کے بولنے سے پہلے ڈاکٹر نرائن بول پڑا۔

"اوہ یس سر واقعی سر"...... راٹھور نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" یو نانسنس ۔ احمق آدمی اور کیا سسٹم ہے اس اڑن کھٹولے میں ابھی تو تم تعریفوں کے پل باندھ رہے تھے"...... شاگل نے انتہائی

جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" جناب بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی جا سکتی ہے پھر نیچے اتر کر انہیں ہلاک کیا جا سکتا ہے"...... راٹھور نے کہا۔

" اتنی بلندی سے یہ گیس اثر کرے گی"...... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... راٹھور نے کہا۔

" تو پھر فائر کرو میری شکل کیا دیکھ رہے ہو جلدی کرو"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

" ہیلی کاپٹر ان کے عین اوپر لے جاتا ہوں"...... راٹھور نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

" تو لے جاؤ جب یہ فائرنگ رینج میں ہی نہیں ہے تو پھر لے جانے میں کیا حرج ہے "...... شاگل نے کہا اور راٹھور نے جلدی سے ہیلی کاپٹر کو آگے بڑھا دیا۔ تھوڑا سا آگے جانے کے بعد اس نے اسے معلق کیا اور پھر تیزی سے اس نے گیس فائرنگ سسٹم آن کرنا شروع کر دیا۔

" جلدی کرو نانسنس وہ لوگ بھاگ نہ جائیں"۔ شاگل نے کہا۔

" یس سر"...... راٹھور نے کہا اور تیزی سے چند بٹن دبائے اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر یکلخت دھندسی چھا گئی ۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی دھواں سا سکرین کے سامنے پھیل گیا ہو ۔ تھوڑی دیر بعد دھواں چھٹا اور سکرین صاف ہوئی تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ سب لوگ بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے ۔

"ویری گڈ یہ ہوئی ناں بات اب جلدی سے ہیلی کاپڑ اتارو تاکہ میں انہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر سکوں جلدی کرو"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور راٹھور نے جلدی سے ہیلی کاپڑ کو نیچے اتارنا شروع کر دیا شاگل کا چہرہ مسرت کی شدت سے قندھاری انار کی طرح سرخ پڑ گیا تھا۔

جنگل کے ایک خالی قطعے میں عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود تھا۔ تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل تینوں زخمی تھے۔ اس جگہ ایک چشمہ تھا اور عمران اس چشمے کے پانی سے جولیا اور صالحہ کے ساتھ مل کر اپنے ساتھیوں کے زخم دھونے اور ان پر ان کی قمیضوں سے پھاڑی ہوئی پٹیاں باندھنے میں مصروف تھا جب کہ کچھ فاصلے پر موجود ایک چٹان پر سردار کارو بیٹھا ہوا تھا اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ اس کے دو ساتھی بھی موجود تھے وہ دونوں چٹان کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔

"کیا ضرورت ہے ان لوگوں کی مرہم پٹی کرنے کی انہوں نے ابھی مر تو جانا ہی ہے۔ خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہو"...... سردار کارو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مرنے کے بعد جب زندہ ہوں تو کم از کم مرہم پٹی تو ہو چکی ہو۔

اب اس زخمی حالت میں میدان حشر میں جاتے اچھے لگیں گے "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" اگر میں زخمی نہ ہو جاتا تو تمہاری یہ ناپاک زبان ایک لمحے میں گدی سے کھینچ لیتا"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ارے ارے بس غصہ چھوڑو۔ اس کے آٹھ ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں اس نے غصہ نہیں کیا تم صرف زخمی ہونے پر غصہ کھا رہے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ کیپٹن شکیل اور صفدر بھی ہوش میں تھے۔

" اگر میرے ساتھی اس طرح زخمی ہوتے تو میں تو انہیں گولی مار دیتا"...... سردار کارو نے کہا۔

" تم خاموش نہیں بیٹھ سکتے"...... یکلخت جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

" میں نے تم دونوں کو زندہ رکھنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ تم دونوں باقی ساری عمر میری کنیزیں بن کر گزارو گی"...... سردار کارو نے کہا تو جولیا یکلخت چیختی ہوئی اس کی طرف لپک پڑی۔

" رک جاؤ جولیا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" اس کو دیکھو کیا بکواس کر رہا ہے"...... جولیا نے مڑ کر غصے کی شدت سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اس کی فکر مت کرو"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے صفدر کے بازو پر پٹی باندھی اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" عمران صاحب پلیز ہمیں اٹھا کر بٹھا دیں ہم یہ مقابلہ دیکھنا چاہتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

" مقابلہ کیا ہونا ہے صفدر اب بھلا سردار کارو سے کوئی مقابلہ کر سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر صفدر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اٹھایا اور گھسیٹ کر ایک چٹان کے ساتھ بٹھا دیا۔ پھر تنویر اور کیپٹن شکیل کو بھی اس طرح ایڈجسٹ کرنے کے بعد وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔

" ہاں تو سردار کارو اب کیا پروگرام ہے"...... عمران نے دونوں ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا۔

" تمہاری موت کا پروگرام ہے اور کیا"...... سردار کارو نے چٹان سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" پہلے فیصلہ کر لو کہ عورتوں کے ہاتھوں مرنا پسند کرو گے یا مرد کے ہاتھوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم اب مزید وقت ضائع مت کرو اور آگے بڑھو"...... سردار کارو نے قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

" عمران تم مجھے اس کا مقابلہ کرنے دو پلیز"...... جولیا نے مڑ کر عمران سے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم سیکنڈ چیف ہو خود بھی فیصلہ کر سکتی ہو لیکن یہ سوچ لینا کہ مجھے بزدلی قطعی پسند نہیں ہے۔ چاہے وہ عورتوں میں ہو یا مردوں میں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیوں اس لڑکی کو میرے ہاتھوں سے ضائع کرانا چاہتے ہو"۔ سردار کارو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آؤ آجاؤ۔ پھر دیکھو کون ضائع ہوتا ہے"...... جولیا نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھ گئی۔

"چلو تم اگر زندہ نہیں رہنا چاہتیں تو نہ رہو"...... سردار کارو نے کہا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہو گئے۔

"عمران صاحب جولیا کو روک لیں"...... صفدر نے کہا۔

"ارے اپنی سیکنڈ چیف کی صلاحیتوں پر تمہیں اعتماد نہیں ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس کا فقرہ مکمل ہونے سے پہلے جولیا نے اچانک سردار کارو پر چھلانگ لگا دی۔ سردار کارو بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے ہٹا لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہٹ جانے پر مجبور ہو گیا۔ جولیا نے براہ راست اس پر حملہ کر کے اس کے عین سامنے جا کر زمین پر دونوں ہاتھ رکھے اور پلک جھپکنے میں قلابازی کھا گئی۔ اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے ہٹتے ہوئے سردار کارو کے پیٹ پر پڑیں اور سردار کارو چونکہ ہٹ رہا تھا اس لئے بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹ جانے پر مجبور ہو گیا اور جولیا اچھل کر کھڑی ہوئی ہی تھی کہ دوسرے لمحے جولیا کی چیخ سنائی دی۔ سردار کارو کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور جولیا نے پھرتی سے اپنے آپ کو بچانا چاہا لیکن سردار کارو نے یکلخت مخالف سمت کی ٹانگ گھما دی اور چونکہ جولیا ہاتھ کی ضرب سے بچنے کے لئے ادھر کو ہی گھوم رہی تھی اس لئے وہ لات کی

بھرپور ضرب کھا گئی اور چیختی ہوئی زمین پر گری اور پھر رول ہوتی ہوئی کافی دور تک لڑھک گئی۔ پھر جیسے ہی اس کا جسم رول ہونے سے رکا وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھی لیکن دوسرے لمحے وہ کراہتی ہوئی گھٹنوں کے بل گری اور پھر پلٹ کر نیچے جا گری۔ اس نے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ سردار کارو کے بوٹ کی ضرب اس کی ریڑھ کی ہڈی پر پڑی تھی اور اب اس سے کھڑا ہونا مشکل ہو رہا تھا اور پھر جولیا یکلخت ساکت ہو گئی وہ بے پناہ تکلیف کی وجہ سے ساکت ہو گئی تھی اور صالحہ بے اختیار چیختی ہوئی جولیا کی طرف دوڑ پڑی۔

"آؤ عمران آگے آؤ"...... سردار کارو نے زہر خند لہجے میں کہا۔

"مر گئی ہے یا زندہ ہے"...... عمران نے سردار کارو کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے صالحہ سے کہا۔

"بے ہوش ہے"...... صالحہ نے جواب دیا۔

"او کے پھر اسے ہوش میں لے آؤ تا کہ یہ دیکھ لے کہ سردار کارو سے کس طرح لڑا جاتا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صالحہ نے جولیا کو بے اختیار جھنجھوڑنا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد جولیا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"اسے اٹھا کر درخت کے تنے کے ساتھ بٹھا دو"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ آگے بڑھنے لگا۔ اس کا ایک ہاتھ اس کی جیب میں تھا۔

"آؤ آؤ ڈر کیوں رہے ہو آؤ میں نے تو سنا ہے کہ تم بہت ماہر لڑاکا

ہو"...... سردار کارو نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا لیکن دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا۔

"کیا کیا مطلب کیا"...... سردار کارو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا یکے بعد دیگرے دو دھماکے ہوئے اور سردار کارو کے عقب میں کھڑے ہوئے اس کے دونوں ساتھی چیختے ہوئے نیچے گرے اور بری طرح تڑپنے لگے۔

"یہ - یہ تم نے - تم نے کیا کیا میں تمہاری ہڈیاں چبا جاؤں گا"...... سردار کارو نے اپنے ساتھیوں کو اس طرح تڑپتے دیکھ کر غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"میں نے سوچا کہ تمہیں مرتے نہ دیکھیں ورنہ ان کے ذہنوں میں تمہارے متعلق جو تاثر قائم ہے وہ ختم ہو جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور ایک طرف اچھال دیا۔ اسی لمحے سردار کارو نے یکلخت عمران پر چھلانگ لگا دی۔ عمران بڑے مطمئن انداز میں اپنی جگہ کھڑا ہوا تھا۔ سردار کارو کا عمران کی طرف آتا ہوا جسم یکلخت ہوا میں ہی تیزی سے پلٹا اور دوسرے لمحے وہ عمران کے بالکل سامنے آکر ایک لمحے کے لئے کھڑا ہوا اور دوسرے لمحے وہ جھکا اور اس کے ساتھ ہی عمران کا جسم اس کے دونوں ہاتھوں پر اٹھتا چلا گیا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے اچانک بھیانک چیخ نکلی اور وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا تو عمران اس کے ہاتھوں سے نکل کر قلابازی کھا کر سیدھا ہو گیا۔ عمران کے بوٹ کی ٹو

پوری قوت سے اس کی ناک پر پڑی تھی۔ یہ ضرب اس قدر زوردار تھی کہ اس کی باہر کو ابھری ہوئی ناک پچک سی گئی تھی اور اس کے نتھنوں میں سے خون کی لکیریں سی نکل کر بہنے لگی تھیں۔

"تمہاری ناک ضرورت سے زیادہ باہر تھی میں نے اسے ایڈجسٹ کر دیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سردار کارو یکلخت بھیانک انداز میں چیخا اور اس کے ساتھ ہی وہ یکلخت لٹو کی طرح گھوما اور پلک جھپکنے میں وہ فضا میں اس طرح اچھلا کہ اس کی دونوں ٹانگیں عمران کے پہلو پر پوری قوت سے پڑیں۔ عمران نے گو اپنی طرف سے بچنے کی کوشش کی تھی لیکن سردار کارو کا انداز اس قدر ماہرانہ تھا اور اس کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ عمران باوجود تیزی سے ہٹنے کے ضرب کھا گیا اور اچھل کر پہلو کے بل گرا اور اس کے ساتھ ہی سردار کارو یکلخت اچھلا اور اس نے دونوں پیر اس کے سینے پر مارنے چاہے لیکن عمران یکلخت الٹی قلابازی کھا گیا اور پھر جیسے ہی سردار کارو کا جسم سیدھا ہوا۔ عمران قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو چکا تھا۔

"ویل ڈن سردار کارو بڑے عرصے کے بعد کوئی آدمی مجھے اس طرح ضرب لگانے میں کامیاب ہوا ہے۔ لیکن دیکھ لو ابھی تک میں نے تم پر حملہ نہیں کیا"...... عمران نے اس طرح مسکراتے ہوئے کہا جیسے وہ ربڑ کا بنا ہوا ہو اور ضرب کا اس کے جسم پر کوئی اثر نہ ہوا ہو۔

"گڈ شو مجھے بھی بڑے طویل عرصے بعد کوئی ایسا آدمی ملا ہے جو میری ضرب اس طرح سہہ گیا ہے"...... سردار کارو نے کہا اور اس کے

ساتھ ہی وہ اس طرح قدم بڑھاتا ہوا آگے بڑھا جیسے عمران سے گلے ملنا چاہتا ہو۔ عمران اسی طرح ساکت کھڑا رہا۔ قریب آکر سردار کارو یکلخت اچھل کر پیچھے ہٹا اور عمران بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ پر ہوا لیکن دوسرے لمحے عمران کا جسم قلابازی کھا کر ایک دھماکے سے نیچے جا گرا سردار کارو نے پیچھے ہٹ کر لات گھما کر ضرب لگانے کی بجائے انتہائی تیزی سے الٹی قلابازی کھائی تھی اور اس کی دونوں ٹانگیں عمران کی ٹھوڑی کے نیچے پڑی تھیں اور عمران ضرب کی شدت سے قلابازی کھا کر پیچھے جا گرا تھا لیکن دوسرے لمحے وہ چابی بھرے کھلونے کی طرح اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر اسی طرح مسکراہٹ تھی جب کہ اس کی ٹھوڑی کے نیچے اور آدھی گردن تک کھال پھٹ سی گئی تھی اور اس میں سے خون رسنے لگا تھا لیکن اس کے چہرے پر تکلیف کے کوئی آثار نہ تھے وہ اسی طرح مسکرا رہا تھا۔

"گڈ بڑے عرصے بعد زخم ڈالا ہے کسی نے ویل ڈن"...... عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا کر رہے ہو عمران اس طرح تو تم مارے جاؤ گے"۔ یکلخت جولیا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"فکر مت کرو اپنی دعوت ولیمہ کھائے بغیر نہیں مروں گا"۔ عمران نے گردن موڑ کر جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے اس کا جسم یکلخت کسی تیزے کی طرح فضا میں بلند ہوا اور دوسرے لمحے اس پر حملہ کرنے والا سردار کارو چیختا ہوا پلٹ کر ایک دھماکے سے نیچے گرا جب

۔ عمران واپس اپنی جگہ پر آ کھڑا ہوا تھا۔ اس بار سردار کارو کی پیشانی پھٹ گئی تھی۔ عمران نے اچھل کر اس کی پیشانی پر بوٹ کی نو سے زور دار ضرب لگائی تھی۔ سردار کارو نیچے گرتے ہی پارے کی طرح تڑپا اور اس بار عمران حقیقتاً مار کھا گیا۔ اس کے ذہن میں شاید سردار کارو کے اس انداز میں تڑپ کر اپنے اوپر حملہ کرنے کا تصور نہ تھا۔ سردار کارو کا بھاری جسم کسی بھاری شہتیر کی طرح ترچھا ہو کر عمران کے جسم سے بھرپور انداز میں ٹکرایا تھا اور اس ٹکر کا نتیجہ یہ نکلا کہ عمران پشت کے بل نیچے گرا تو سردار کارو کا جسم اس پر ترچھی حالت میں ایک جھٹکے سے گرا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران سنبھلتا سردار کارو کا گرتے گرتے ہاتھ گھوما اور عمران کی کنپٹی پر ایک زور دار ضرب لگی اور عمران کے ذہن میں خوفناک دھماکہ ہوا اور ایک لمحے کے لئے اس کی آنکھوں کے آگے ستارے تو کیا پوری کہکشاں ناچ اٹھی۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے انتہائی برق رفتاری سے اپنے آپ کو سنبھالا اور اس کے ساتھ ہی اس کی دونوں ٹانگیں فضا میں بلند ہوئیں اور سردار کارو جو دوسری ضرب لگانے کی کوشش میں تھا چیختا ہوا پلٹ کر سائیڈ پر گرا۔ عمران اچھل کر کھڑا ہونے لگا لیکن سردار کارو کا جسم ایک بار پھر پارے کی طرح تڑپا اور اس بار اس کی دونوں ٹانگیں اٹھتے ہوئے عمران کی گردن کے گرد کسی قینچی کے سے انداز میں پڑیں اور عمران کا جسم فضا میں گھومتا ہوا پلٹ کر ایک دھماکے سے زمین پر گرا۔ سردار کارو دونوں ہاتھ زمین پر لگائے ان ہاتھوں کے بل پر اپنے جسم کو قوس کی صورت

میں گھما رہا تھا۔ عمران کے اس طرح گرتے ہی اس نے ایک بار پھر اپنی ٹانگوں کو واپس پلٹانے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے عمران ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس کے دونوں ہاتھ سردار کارو کی پنڈلیوں پر جمے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی سردار کارو کے حلق سے چیخ سی نکلی اور اس کا بھاری جسم فضا میں کسی پتنگ کی طرح اڑتا ہوا کافی فاصلے پر ایک دھماکے سے جا گرا جب کہ عمران اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔ البتہ وہ دونوں ہاتھوں سے تیزی سے اپنی گردن مسل رہا تھا۔ اس نے سردار کارو کی ٹانگوں سے نہ صرف اپنا سر باہر نکال لیا تھا بلکہ اس کی پنڈلیاں پکڑ کر اس کے بھاری جسم کو گھما کر دور پھینک دیا تھا۔ نیچے گرتے ہی سردار کارو اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر اب شدید غیظ وغضب کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ وہ اس طرح عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے نظروں سے ہی عمران کو چیر کر رکھ دے گا۔

"بس اب کافی ہو گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ شاگل اپنے ساتھیوں سمیت یہاں پہنچنے ہی والا ہو گا اور میرے ساتھی زخمی ہیں اس لئے اب کھیل کو اختتام پر پہنچ جانا چاہئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس طرح قدم آگے بڑھانے لگا جیسے وہ کسی دوست سے ملنے کے لئے بڑھ رہا ہو لیکن سردار کارو کا جسم یکلخت تن سا گیا اس نے یکلخت دونوں ہاتھ کراٹے کے سے انداز میں آگے کر لئے۔

"ارے ارے یہ کیا کر رہے ہو سردار کارو تم تو واقعی لڑنے کے موڈ میں آگئے ہو لیکن سوری میرے پاس اب واقعی وقت نہیں۔ ہا"۔ عمران

نے اس کے سامنے کچھ فاصلے پر رک کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"آؤ آؤ اس طرح ڈاج دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسے ڈاج مجھ پر کوئی اثر نہیں کرتے"...... سردار کارو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ڈاج۔ اچھا تو یہ ڈاج ہے۔ چلو پھر میں واپس چلا جاتا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جس طرح فوجی اباؤٹرن ہوتے ہیں اس طرح وہ تیزی سے مڑا لیکن دوسرے لمحے جس طرح بجلی چمکتی ہے اس طرح اس کا جسم کمان کی صورت میں پیچھے کی طرف مڑا اور دوسرے لمحے سردار کارو چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا کیونکہ عمران کی ٹانگیں الٹی قلا بازی کھا کر پوری قوت سے اس کے چٹان جیسے سینے پر پڑی تھیں۔ سردار کارو شاید عمران کے مڑ جانے پر ڈھیلا پڑ گیا تھا۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ عمران اس قدر تیزی اور پھرتی سے اس انداز میں حملہ بھی کر سکتا ہے۔ عمران اسے ضرب لگا کر فضا میں ہی گھوما۔ اسے اس طرح گھومتے دیکھ کر سردار کارو نے تیزی سے اپنے جسم کو مخالف سائیڈ میں رول کیا لیکن عمران کا جسم گھومتا ہوا اسی سائیڈ پر گیا جدھر سردار کارو رول ہوا تھا لیکن عمران کے پیر سردار کارو کے جسم پر گرنے کی بجائے اس کے جسم کے دونوں اطراف میں جم سے گئے اس طرح سردار کارو اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان آگیا تھا عمران کا رخ سردار کارو کے پیروں کی طرف تھا۔ عمران کو اس انداز میں اپنے اوپر دیکھ کر سردار کارو کی دونوں ٹانگیں انتہائی برق رفتاری سے اوپر کو اٹھیں۔ وہ عمران کے سینے پر خوفناک ضرب لگانا چاہتا تھا لیکن اسی لمحے

عمران کا جسم ایک بار پھر فضا میں اٹھا اور سردار کارو کی ٹانگیں اس کے
جسم کے نیچے سے گزرتی ہوئی پورے زور سے اس کے سر کی طرف بڑھی
ہی تھیں کہ عمران کے پیر ایک قدم پیچھے پڑے اور اس کے ساتھ ہی
سردار کارو کے حلق سے انتہائی خوفناک چیخ نکلی۔ عمران نے اس کے سر
کی طرف جاتی ہوئی ٹانگوں پر یکلخت ہاتھوں سے زور دار تھپکی دی تھی
اور یہ اس تھپکی کا نتیجہ تھا کہ سردار کارو کی دونوں ٹانگیں آگے کی طرف
جھکتی ہوئیں اس کے سینے سے جا لگیں اور اس طرح سردار کارو کی پشت
عمران کے سامنے آگئی اسی لمحے عمران کا ہاتھ فضا میں اٹھ کر پوری قوت
سے سردار کارو کی ریڑھ کی ہڈی پر پڑا اور کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی
عمران بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا اور سردار کارو
کی دونوں ٹانگیں ایک دھماکے سے واپس زمین پر آگریں اور اس کے
ساتھ ہی سردار کارو کا اوپر کا جسم یکلخت اٹھ کر آگے کی طرف جھکا۔ اس
نے دونوں ہاتھ اٹھانے چاہے لیکن دوسرے لمحے اس کا جسم ایک
دھماکے سے واپس زمین پر جا گرا۔ سردار کارو نے یکلخت جسم کو گھما کر
ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی اور اس بار وہ کسی حد تک اٹھنے میں
کامیاب ہو گیا۔ لیکن اسی لمحے عمران بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا لیکن
اس سے پہلے کہ وہ پلٹ کر اٹھتے ہوئے سردار کارو پر ضرب لگاتا سردار
کارو کی ایک لات تیزی سے گھومی اور عمران بے اختیار لڑکھڑاتا ہوا
ایک قدم پیچھے ہٹا لیکن اس سے پہلے کہ سردار کارو پلٹ کر اٹھتا۔
عمران یکلخت کسی پرندے کی طرح فضا میں اٹھا اور اس کے دونوں پیر

پوری قوت سے اٹھتے ہوئے سردار کارو کی پشت پر پڑے اور سردار کارو
کے حلق سے چیخ سی نکلی اور وہ ایک دھماکے سے نیچے گرا۔ عمران اچھل
کر ایک بار پھر ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ سردار کارو کا جسم نیچے گر کر ایک بار
پھر سمٹنے لگا لیکن اس بار اس کی سمٹنے کی رفتار خاصی سست تھی۔
" تم واقعی جی دار آدمی ہو سردار کارو ورنہ ان ضربوں کے بعد تو تم
معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکتے "...... عمران نے کہا لیکن دوسرے لمحے
جس طرح پارہ تڑپتا ہے اس طرح سردار کارو کا جسم اسی حالت میں اچھلا
اور ایک دھماکے سے عمران سے ٹکرایا۔ اس بار عمران پشت کے بل
نیچے جا گرا۔ اسی لمحے سردار کارو نے یکلخت اپنے سر کی زور دار ٹکر عمران
کی ناک پر ماری اور یہ ٹکر اس قدر شدید تھی کہ عمران کے منہ سے بھی
بے اختیار کراہ سی نکل گئی لیکن سردار کارو کا جسم یکلخت پلٹا اور پھر
دھماکے سے نیچے گر کر بے حس و حرکت ہو گیا جب کہ عمران کی ناک
سے خون کسی فوارے کی طرح نکلنے لگا اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا
جیسے اس کے ذہن میں مسلسل خوفناک دھماکے ہو رہے ہوں اور وہ
کسی تاریک دلدل میں اترتا چلا جا رہا ہو۔
" عمران عمران ۔ ہوش میں آؤ عمران "...... یکلخت صالحہ کی تیز آواز
عمران کے کانوں میں پڑی اور عمران کا ڈوبتا ہوا ذہن جیسے مزید ڈوبنے
سے رک گیا لیکن اس کے باوجود اس کے ذہن میں دھماکے مسلسل
اور اسی شدت سے ہی ہو رہے تھے۔ پھر اچانک اسے محسوس ہوا کہ اس
کا حلق گیلا ہوتا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی آہستہ آہستہ ذہن میں

ہونے والے دھماکوں میں کمی آنے لگ گئی اور ذہن پر چھائے ہوئے اندھیرے چھٹنے لگ گئے اور چند لمحوں بعد اس کا شعور پوری طرح بیدار ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اسے اپنے چہرے پر پڑنے والے پانی کا احساس ہوا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ صالحہ اس پر جھکی ہوئی تھی اور دونوں ہاتھوں میں بھرا ہوا پانی اس کے چہرے پر ڈال رہی تھی۔

" شکریہ مس صالحہ تم نے مجھے حقیقتاً موت کی دلدل سے واپس کھینچا ہے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔

" تمہاری ناک سے خون فوارے کی طرح بہہ رہا تھا اور تمہارا چہرہ زرد پڑتا جا رہا تھا۔ اللہ کا شکر ہے کہ تم موت کے منہ سے واپس آ گئے ہو "...... صالحہ نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا۔

" میں ریوالور تلاش کر لوں تاکہ اس سردار کو گولی ماری جا سکے "...... صالحہ نے اسے اٹھ کر بیٹھتے دیکھ کر کہا۔ عمران نے گردن موڑ کر ساتھ ہی پڑے ہوئے سردار کارو کو دیکھا جس کی آنکھیں بند تھیں۔ وہ بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

" نہیں اسے مت مارو۔ شاید پھر کبھی اس سے لڑنے کا موقع مل جائے۔ بڑے عرصے کے بعد ایک اچھا لڑاکا ٹکرایا ہے "...... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی ناک سے ابھی تک خون رس رہا تھا۔

" ہیلی کاپٹر۔ ہیلی کاپٹر عمران صاحب اوپر ہیلی کاپٹر ہے "...... یکلخت

دور سے صفدر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اسی لمحے وہی سیاہ چیتے کی مخصوص آواز سنائی دی اور دو پروں والا ہیلی کاپٹر انہیں اپنے سر پر نظر آیا اور اس کے ساتھ ہی اس میں سے نیلے رنگ کی گیس کی دھار سی نکلتی دکھائی دی۔

" سانس روک لو "...... عمران نے چیخ کر کہا لیکن دوسرے لمحے اسے ایک بار پھر یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں ایک بار پھر ہی شدید دھماکے ہونے لگ گئے ہوں اور غیر شعوری طور پر اس نے سانس لیا تاکہ دھماکوں کی شدت کم ہو لیکن پھر ایک دھماکے سے اس کے ذہن پر سیاہ چادر پھیلتی چلی گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے تمام احساسات اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔

ہیلی کاپٹر جیسے ہی زمین پر اترا شاگل اچھل کر ہیلی کاپٹر سے نیچے آیا
اور اس کے ساتھ ہی وہ اس طرف کو دوڑ پڑا جہاں اس نے عمران اور
سردار کارو کو لڑتے ہوئے دیکھا تھا۔ ڈاکٹر نرائن اور پائلٹ راٹھور بھی
ہیلی کاپٹر سے اتر کر اس کے پیچھے آنے لگے۔ سردار کارو کے ساتھ عمران
بے ہوش پڑا ہوا تھا جب کہ کچھ فاصلے پر عمران کے تین ساتھی اور ان
سے ذرا ہٹ کر ایک لڑکی بے ہوشی کے عالم میں پڑے تھے۔ اسی طرح
دو اور قبائلی ایک طرف مردہ پڑے ہوئے تھے۔

" عمران کے ساتھی تو یہاں پڑے ہیں لیکن سردار کارو کے یہاں
صرف دو ساتھی مردہ پڑے ہیں باقی ساتھی کہاں ہیں۔ انہیں تلاش
کرو"...... کچھ دیر بعد شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں چیختے ہوئے کہا
اور پائلٹ راٹھور انہیں تلاش کرنے کے لئے دوڑ پڑا۔

" یہ لوگ زخمی ہیں شاگل صاحب"...... ڈاکٹر نرائن نے عمران

ے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" ہاں ڈاکٹر نرائن اسی لئے تو یہ قابو بھی چڑھ گئے ہیں۔ ورنہ ان میں
سے ایک بھی ہمارے لئے کافی ہو جاتا"...... شاگل نے اثبات میں سر
ملاتے ہوئے کہا۔

" اب آپ کیا سوچ رہے ہیں انہیں گولی ماریں اور ختم کر دیں۔
انہوں نے کافرستان کی اس قدر قیمتی لیبارٹری تباہ کر دی ہے اور انتہائی
قابل اسرائیلی سائنس دانوں کو ہلاک کر دیا ہے"...... ڈاکٹر نرائن نے
کہا۔

" ہاں ان کا یہی انجام ہو گا۔ لیکن اس طرح نہیں جس طرح تم کہہ
رہے ہو میں پہلے اس عمران کو ہوش میں لاؤں گا تاکہ اسے معلوم ہو
سکے کہ اسے مارنے والا شاگل ہے شاگل"...... شاگل نے کہا۔

" لیکن یہ خطرناک اقدام بھی ہو سکتا ہے۔ ہوش میں آنے کے بعد
اگر اس نے آپ پر قابو پا لیا تو"...... ڈاکٹر نرائن نے منہ بناتے ہوئے
کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر پہلو کے بل زمین پر
جا گرا۔ شاگل کا زوردار تھپڑ پوری قوت سے اس کے چہرے پر پڑا تھا۔

" تمہاری یہ جرأت کہ تم اس طرح میری توہین کرو۔ یہ عمران تو
کیا اس جیسے ہزار عمران بھی پیدا ہو جائیں تو وہ شاگل پر قابو نہیں پا
سکتے"...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" تمہیں اس کے لئے بھگتنا پڑے گا۔ میں پرائم منسٹر سے بات
کروں گا"...... ڈاکٹر نرائن نے بھی اٹھ کر چیختے ہوئے کہا۔

"تم کیا بات کرو گے میں کروں گا پرائم منسٹر سے بات ، کہ کس طرح تم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے یونٹ نمبر دو میں جانے کا راستہ کھولا اور کس طرح لیبارٹری تباہ کرائی غدار تم ہو اور غدار کو تو سزا میں خود دے سکتا ہوں میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں"...... شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

"سر ادھر۔ ادھر آٹھ لاشیں پڑی ہوئی ہیں"۔ اچانک پائلٹ راٹھور کی آواز شاگل کے عقب میں بلند ہوئی اور شاگل پلٹ پڑا۔

"لاشیں کس کی لاشیں"...... شاگل تیزی سے بولا۔ مشین پسٹل اس نے واپس جیب میں رکھ لیا تھا۔

"جناب سردار کارو کے ساتھیوں کی ان میں ایک لاش روشن سنگھ کی بھی ہے"...... پائلٹ راٹھور نے جواب دیا۔

"جاؤ اور جا کر سیٹھی کو کال کرو اور اسے کہو کہ وہ گن شپ ہیلی کاپٹر فوراً یہاں لے آئے"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر"...... راٹھور نے کہا اور واپس مڑنے لگا تو ڈاکٹر نرائن بھی خاموشی سے مڑ کر اس کے پیچھے چل پڑا۔

"ڈاکٹر نرائن کہتا تو ٹھیک ہے تم واقعی خطرناک آدمی ہو۔ اس لئے تمہاری موت اس بے ہوشی کے عالم میں ہی ہونی چاہئے ورنہ تم ہوش میں آ کر خطرناک بھی ثابت ہو سکتے ہو۔ او کے پھر مر جاؤ تم"...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے

جیب سے مشین پسٹل نکالا اور اس کا رخ سامنے بے ہوش پڑے ہوئے عمران کے سینے کی طرف کیا ہی تھا کہ اچانک اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکلی اور وہ دھڑام سے منہ کے بل نیچے گرا۔ اس کے سر پر جیسے اچانک قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔ کسی نے شاید عقب سے اس کے سر پر خوفناک ضرب لگائی تھی۔ شاگل کے اندھیرے میں ڈوبتے ہوئے ذہن میں آخری خیال یہی آیا کہ ایسا ڈاکٹر نرائن نے کیا ہو گا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن اندھیروں میں مکمل طور پر ڈوب گیا اور اس کے احساسات اس کا ساتھ چھوڑ گئے شاید ہمیشہ کے لئے۔

عمران کی آواز سنتے ہی صالحہ نے نہ صرف سانس روک لیا تھا بلکہ وہ تیزی سے نیچے موجود جھاڑیوں میں بیٹھ گئی تھی۔ ہیلی کاپٹر سے نکلنے والی گیس اب ہر طرف تیزی سے پھیلتی چلی جارہی تھی۔ ہیلی کاپٹر اوپر فضا میں جیسے معلق ہو گیا تھا۔ صالحہ کے لئے اب مزید سانس روکنا لمحہ بہ لمحہ ناممکن ہوتا جارہا تھا۔ اسی لمحے اس کی نظریں زمین پر پڑے عمران کے چہرے پر پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑی کیونکہ عمران کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ بے ہوش ہو چکا ہے۔ اسی لمحے صالحہ کے ذہن میں بجلی کے کوندے کی طرح ایک خیال آیا کہ گیس کی وجہ سے ہیلی کاپٹر سے اسے دیکھا نہ جارہا ہوگا۔ چنانچہ وہ تیزی سے مڑی اور پھر جھاڑیوں کی اوٹ لیتی ہوئی تیزی سے قریب موجود چشمے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی بھی لمحے وہ گر جائے گی۔ کیونکہ سانس روکنے کی وجہ سے اسے اپنی حالت بے حد خراب محسوس ہو رہی تھی

لیکن اتنی بات وہ بھی جانتی تھی کہ اب عمران اور اس کے ساتھیوں میں سے صرف وہی اکیلی ہی صحیح سلامت موجود ہے۔ عمران سمیت باقی سب زخمی ہیں اور ظاہر ہے ہیلی کاپٹر سے آنے والے ان کے دوست نہیں ہو سکتے۔ وہ لامحالہ نیچے آکر عمران اور دوسرے ساتھیوں کو گولیوں سے اڑا دیں گے اس لئے اب ان سب کو بچانا اس کی ذمہ داری بن گئی تھی۔ پھر وہ کسی نہ کسی طرح گرتی پڑتی چشمے تک پہنچ گئی اور اس نے چشمے کے ساتھ بنے ہوئے ایک گہرے حوض میں چھلانگ لگا دی۔ اسے معلوم تھا کہ بے ہوش کر دینے والی گیس کا اثر پانی کے اوپر والی فضا میں نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے کیونکہ ایسی گیس کو پانی اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔ اس طرح اس حوض کے درمیان وہ تھوڑا بہت سانس بھی لے سکتی تھی اور فوری طور پر بے ہوش ہونے سے بھی بچ سکتی تھی۔ اس نے پانی کی سطح سے سر باہر نکالا اور رک رک کر سانس لینا شروع کر دیا۔ سانس روکنے کی وجہ سے اس کے ذہن میں ہونے والے دھماکے چند لمحوں بعد ختم ہو گئے اور وہ نارمل ہو گئی۔ نیلے رنگ کی گیس جو کافی پھیل چکی تھی اب آہستہ آہستہ غائب ہوتی جارہی تھی اور پھر چند لمحوں بعد گیس مکمل طور پر غائب ہو گئی تو صالحہ تیزی سے آگے بڑھی اور تالاب کے کنارے پر موجود ایک چھوٹے سے ٹیلے کی اوٹ میں ہو گئی تاکہ ہیلی کاپٹر سے اسے چیک نہ کیا جا سکے۔ ہیلی کاپٹر اب نیچے اتر رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ سے چند قدم دور جہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے لینڈ کر گیا۔ پھر اس میں سے یکے

بعد دیگرے تین افراد اترے اور تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگے جہاں عمران موجود تھا۔ سب سے آگے ایک شخص تھا جب کہ دو اس کے پیچھے تھے۔ صالحہ چند لمحوں تک تو وہیں دبکی رہی لیکن پھر وہ تیزی سے تالاب سے باہر نکل آئی۔ کیونکہ اس نے جس انداز میں سب سے آگے جانے والے آدمی کو عمران کی طرف بڑھتے دیکھا تھا اس سے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ آدمی انتہائی جذباتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ جاتے ہی عمران پر فائر نہ کھول دے۔ گیس کے اثرات اب مکمل طور پر ختم ہو گئے تھے کیونکہ ہیلی کاپٹر سے اترنے والے تینوں افراد میں سے کسی نے بھی گیس ماسک نہ پہنا ہوا تھا۔ وہ تینوں عمران کے قریب پہنچ کر رک گئے ان کی پشت صالحہ کی طرف تھی۔ صالحہ جھاڑیوں کی اوٹ لیتی ہوئی آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اسے اصل فکر ہیلی کاپٹر کی طرف سے تھی کیونکہ اگر اس میں کوئی آدمی موجود ہوا تو وہ اسے آسانی سے چیک کر لے گا ورنہ ہیلی کاپٹر سے اترنے والے تینوں افراد اس کی طرف پشت کئے کھڑے تھے۔ احتیاط کے ساتھ وہ جھاڑیوں کی اوٹ لیتی ہوئی ان کے بالکل قریب ایک گڑھے میں اتر گئی۔ اس کے اوپر جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں اس لئے اسے یقین تھا کہ یہاں وہ ان کی نظروں سے بچ سکتی ہے اور اگر چاہے تو خود فوری طور پر حرکت میں بھی آسکتی ہے۔ اسی لمحے اس نے ان تینوں میں سے ایک کو دوڑ کر پیچھے جاتے دیکھا تو وہ اور دبک گئی۔ گو اس کے لباس سے پانی بہہ رہا تھا لیکن اسے اس کی پرواہ نہ تھی کیونکہ تالاب سے یہاں تک جھاڑیاں اور

گھاس ہی تھا۔ صاف زمین نہ تھی کہ پانی کی لکیر کسی کو نظر آجاتی۔

"یہ لوگ زخمی ہیں شاگل صاحب"...... اچانک ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اور صالحہ بے اختیار چونک پڑی کیونکہ اب اسے نام لینے سے معلوم ہوا تھا کہ دوسرا آدمی کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل ہے۔

"ہاں ڈاکٹر نرائن اسی لئے تو یہ قابو میں آگئے ہیں ورنہ ان میں سے ایک بھی ہمارے لئے کافی ہو جاتا"...... شاگل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور صالحہ نے بے اختیار طویل سانس لیا کیونکہ ڈاکٹر نرائن کو بھی وہ جانتی تھی وہ لیبارٹری کا انچارج تھا۔

"اب آپ کیا سوچ رہے ہیں انہیں گولی ماریں اور ختم کر دیں۔ انہوں نے کافرستان کی اس قدر قیمتی لیبارٹری تباہ کر دی ہے اور انتہائی قابل اسرائیلی سائنس دانوں کو ہلاک کر دیا ہے"...... ڈاکٹر نرائن کی آواز سنائی دی تو صالحہ نے بے اختیار ساتھ پڑے ہوئے ایک بھاری سے پتھر کی طرف ہاتھ بڑھا دیا تاکہ اگر کوئی فوری اقدام ہونے لگے تو وہ پتھر مار کر فوری طور پر انہیں روک لے۔

"ہاں ان کا یہی انجام ہو گا لیکن اس طرح نہیں جس طرح تم کہہ رہے ہو۔ میں پہلے اس عمران کو ہوش میں لاؤں گا تاکہ اسے معلوم ہو سکے کہ اسے مارنے والا شاگل ہے"...... شاگل نے جواب دیا۔

"لیکن یہ خطرناک اقدام بھی ہو سکتا ہے۔ ہوش میں آنے کے بعد اگر اس نے آپ پر قابو پا لیا تو"...... ڈاکٹر نرائن نے کہا لیکن دوسرے

لمحے ماحول زور دار تھپڑ کی آواز اور ڈاکٹر نرائن کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ صالحہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ شاگل نے اچانک پوری قوت سے ڈاکٹر نرائن جیسے سائنس دان کو زور دار تھپڑ مار دیا تھا اور ڈاکٹر نرائن چیختا ہوا نیچے جا گرا تھا۔

"تمہاری یہ جرأت کہ تم اس طرح میری توہین کرو۔ یہ عمران تو کیا اس جیسے ہزار عمران بھی پیدا ہو جائیں تو وہ شاگل پر قابو نہیں پا سکتے"...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"تمہیں اس کے لئے یقیناً بھگتنا پڑے گا۔ میں پرائم منسٹر سے بات کروں گا"...... ڈاکٹر نرائن نے بھی اٹھ کر چیختے ہوئے کہا۔

"تم کیا بات کرو گے میں کروں گا پرائم منسٹر سے بات کہ کس طرح تم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے یونٹ نمبر دو میں جانے کا راستہ کھولا اور کس طرح لیبارٹری تباہ کرائی۔ غدار تم ہو اور غدار کو تو سزا میں خود بھی دے سکتا ہوں۔ میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں"...... شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ صالحہ دیکھ رہی تھی کہ تیسرا آدمی جو پہلے چلا گیا تھا اسی دوران واپس ان کے عقب میں پہنچ گیا تھا۔

"سر ادھر آٹھ لاشیں پڑی ہوئی ہیں"...... اچانک اس تیسرے آدمی نے کہا اور شاگل پلٹ پڑا۔

"لاشیں کس کی لاشیں"...... شاگل نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب سردار کارو کے ساتھیوں کی ان میں سے ایک روشن سنگھ کی لاش بھی ہے"...... تیسرے آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جاؤ اور جا کر سیٹھی کو کال کرو اور اسے کہو کہ وہ گن شپ ہیلی کاپٹر فوراً یہاں لے آئے"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر"...... تیسرے آدمی نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر نرائن بھی مڑا اور وہ بھی تیسرے آدمی کے پیچھے چل پڑا۔ ان کا رخ ہیلی کاپٹر کی طرف تھا۔ شاگل چند لمحوں تک انہیں جاتے ہوئے دیکھتا رہا پھر بے ہوش پڑے ہوئے عمران کی طرف مڑا۔

"ڈاکٹر نرائن کہتا تو ٹھیک ہے۔ تم واقعی خطرناک آدمی ہو۔ اس لئے تمہاری موت اس بے ہوشی کے عالم میں ہی ہونی چاہئے ورنہ تم ہوش میں آ کر خطرناک بھی ثابت ہو سکتے ہو۔ او کے پھر مر جاؤ تم"...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک بار پھر مشین پسٹل نکال لیا۔ صالحہ سمجھ گئی کہ شاگل عمران کو ہلاک کرنا چاہتا ہے اس لئے اس نے پتھر کو مضبوطی سے پکڑا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھی اور اس نے قدم بڑھا کر پوری قوت سے پتھر شاگل کے سر کے عقبی حصے پر مار دیا۔ شاگل چیختا ہوا اچھل کر اوندھے منہ زمین پر گرا۔ اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر دور جا گرا تھا۔ صالحہ نے پتھر پھینکا اور تیزی سے مشین پسٹل کی طرف لپکی۔ دوسرے لمحے وہ مشین پسٹل اٹھا چکی تھی۔ شاگل نیچے گر کر

ذرا سا تڑپا تھا اور پھر ساکت ہو گیا تھا۔ صالحہ اسی لمحے تیزی سے ہیلی کاپٹر
کی طرف مڑی جدھر ڈاکٹر نرائن اور تیسرا آدمی گئے تھے۔ وہ دونوں نظر
نہ آ رہے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو چکے ہیں
لیکن ظاہر ہے شاگل کے منہ سے نکلنے والی چیخ ان تک پہنچ گئی ہو گی اس
لئے اس نے تیزی سے غوطہ کھایا اور ایک جھاڑی کی اوٹ میں ہو گئی
اور پھر اسی طرح چھپکے چھپکے انداز میں وہ ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگی۔
ابھی وہ تھوڑی ہی آگے بڑھی تھی کہ اچانک مشین گن کی تڑتڑاہٹ
گونجی اور اس کے ساتھ ہی صالحہ اس طرح اچھل کر ایک اونچی جھاڑی
کے پیچھے گری جیسے وہ گولیوں سے ہٹ ہو گئی ہو حالانکہ گولیاں اس
کے جسم کے قریب سے نکل گئی تھیں لیکن صالحہ نے جان بوجھ کر یہ
حرکت کی تھی تاکہ اس پر فائرنگ کرنے والے مطمئن ہو جائیں کہ وہ
ہٹ ہو چکی ہے اس طرح وہ لازماً مزید فائرنگ کرنے کی بجائے باہر آ
جائیں گے اور اس طرح اسے انہیں ہٹ کرنے میں آسانی ہو جائے گی
لیکن جھاڑی کی اوٹ میں گرتے ہی وہ تیزی سے رینگ کر وہاں سے
ہٹ گئی کیونکہ مزید اطمینان کے لئے وہ وہیں دوسری بار بھی فائر کر
سکتے تھے اور وہی ہوا چند لمحے رکنے کے بعد فائرنگ دوبارہ ہوئی اور اس
بار گولیاں عین اسی جھاڑی پر اور اسی جگہ پڑی جہاں صالحہ ہٹ ہو جانے
کی اداکاری کرتے ہوئے گری تھی۔ اگر صالحہ وہاں سے رینگ کر ہٹ
نہ چکی ہوتی تو دوسری بار ہونے والی فائرنگ کی گولیاں یقیناً اسے چاٹ
جاتیں۔ صالحہ خاموش بے حس و حرکت جھاڑی کی اوٹ میں بیٹھی رہی

لیکن اس کی نظریں ہیلی کاپٹر پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر
میں سے ایک آدمی نیچے اترا اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ یہ وہ
تیسرا آدمی تھا جو لاشوں کے بارے میں دریافت کر کے آیا تھا جب کہ
ہیلی کاپٹر کی کھڑکی سے ڈاکٹر نرائن بھی نظر آ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں
بھی مشین گن تھی۔ اسے شاید کورنگ کے لئے پیچھے رکھا گیا تھا۔
"خیال رکھنا راٹھور"...... ڈاکٹر نرائن کی آواز سنائی دی۔
"یس ڈاکٹر"...... اس تیسرے آدمی نے جواب دیا۔ وہ نیچے اتر کر
جھاڑیوں کی اوٹ لیتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ صالحہ خاموش بیٹھی رہی
لیکن اس کی انگلی مشین پسٹل پر جمی ہوئی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ آنے
والا راٹھور ہیلی کاپٹر سے کافی فاصلے پر آ جائے تب وہ کارروائی کا آغاز
کرے تاکہ وہ پلٹ کر واپس ہیلی کاپٹر کی آڑ نہ لے سکے۔ پھر جیسے ہی
راٹھور کچھ فاصلے پر آیا۔ صالحہ نے ڈاکٹر نرائن کی طرف ہاتھ اٹھایا اور اس
نے ٹریگر دبا دیا۔ مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر کی
کھڑکی میں بیٹھا ہوا ڈاکٹر نرائن چیخ مار کر پیچھے کی طرف گر گیا اور اس کے
ساتھ ہی صالحہ نے یکلخت ایک سائیڈ پر چھلانگ لگا دی اور وہ راٹھور کی
مشین گن کی فائرنگ سے اس بار انتہائی بال بال بچی تھی لیکن وہ جانتی
تھی کہ اگر راٹھور کو ایک لمحہ بھی مزید مل گیا تو وہ اسے ہٹ کر لینے میں
کامیاب ہو جائے گا اس لئے چھلانگ لگاتے ہوئے اس نے مشین پسٹل
کا رخ موڑا اور جب تک اس کا جسم زمین پر پہنچ کر رکتا راٹھور کی چیخ بھی
بلند ہوئی اور وہ گھوم کر نیچے گرا اور صالحہ یکلخت کھڑی ہو گئی۔ اس کے

ساتھ ہی اس نے دوسری بار فائر کھول دیا اور زمین پر گر کر تڑپتا ہوا راٹھور ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ صالحہ تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے قریب جا کر راٹھور کو چیک کیا۔ وہ مر چکا تھا تو وہ دوڑتی ہوئی ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگی۔ اس نے بڑے محتاط انداز میں کھڑکی سے اندر جھانکا۔ ڈاکٹر نرائن بے حس و حرکت سیٹ پر پڑا ہوا تھا۔ صالحہ اوپر چڑھ گئی۔ وہ پوری طرح تصدیق کرنا چاہتی تھی اور جب اس کی تسلی ہو گئی کہ ڈاکٹر نرائن مر چکا ہے تو اس نے ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور واپس ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر آئی اور پھر اس طرف کو بڑھنے لگی جدھر عمران اور سردار کارو پڑے ہوئے تھے لیکن جیسے ہی وہ ان کے قریب پہنچی اچانک اسے اپنے عقب میں ہیلی کاپٹر سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑی اور اس کی آنکھیں یہ دیکھ کر حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کہ ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں بلند ہو رہا تھا۔ وہ بے اختیار تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑی اور ساتھ ہی اس نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گن سے ہیلی کاپٹر پر فائر کھول دیا لیکن ہیلی کاپٹر اس قدر تیز رفتاری سے اوپر کو اٹھا تھا کہ اس کی کوئی گولی بھی اسے نہ چھو سکی اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر درختوں سے اوپر ہو کر ایک طرف کو بڑھا اور اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

"یہ کون ہو سکتا ہے اندر تو صرف مردہ نرائن تھا"...... صالحہ نے پریشان ہوتے ہوئے سوچا اور پھر مڑ کر وہ تیزی سے عمران کی طرف بڑھی دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ

شاگل وہاں موجود نہ تھا اور اب ساری صورتحال اس کی سمجھ میں آ گئی کہ جب وہ راٹھور اور ڈاکٹر نرائن سے نمٹ رہی تھی تو شاگل جو پتھر کی ضرب سے بے ہوش تھا ہوش میں آ گیا تھا اور وہ یقیناً جھاڑیوں کی آڑ لیتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف ہی بڑھتا رہا ہو گا اور جب وہ ہیلی کاپٹر میں داخل ہو کر ڈاکٹر نرائن کو چیک کر رہی تھی اس وقت وہ ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ گیا اور یقیناً وہ دوسری طرف سے گیا ہو گا۔ اس لئے جیسے ہی وہ واپس اتری وہ دوسری طرف سے اس کے اندر داخل ہو گیا اور پھر ہیلی کاپٹر لے اڑا اور اب اسے خیال آ رہا تھا کہ اگر وہ ہیلی کاپٹر سے مشین گن نہ اٹھا لیتی تو شاگل یقیناً ہیلی کاپٹر لے جانے کی بجائے اسے عقب سے گولیاں مار کر ڈھیر کر دیتا۔ وہ تیزی سے عمران پر جھک گئی اور اس نے اسے جھنجھوڑنا شروع کر دیا لیکن کافی دیر تک ایسا کرنے کے باوجود جب عمران ہوش میں نہ آیا تو وہ بے حد پریشان سی ہو گئی اور اسی لمحے اسے خیال آیا کہ عمران سمیت یہ سب لوگ تو گیس سے بے ہوش ہوئے ہیں جب تک انہیں انٹی گیس انجکشن نہ لگائے جائیں ان میں سے کسی کو ہوش نہیں آ سکتا۔ ظاہر ہے انٹی گیس انجکشن اس کے پاس نہ تھے۔ اس کے ہونٹ بھنچ گئے۔ اسے معلوم تھا کہ شاگل نے اس راٹھور کو کہا تھا کہ وہ جا کر ہیلی کاپٹر سے کال کر کے کسی سیٹھی کو کہے کہ وہ گن شپ ہیلی کاپٹر لے کر یہاں آئے اور اب شاگل خود گیا تھا۔ وہ گن شپ ہیلی کاپٹر بھی آ سکتا تھا اور دوسری فورس بھی۔ اس کے علاوہ گن شپ ہیلی کاپٹر سے اوپر سے ہی فائرنگ کر کے اسے یا اس کے

ساتھیوں کو بھی ہلاک کیا جا سکتا تھا اور وہ بے بس تھی ۔ سارے ساتھی بے ہوش بھی تھے اور زخمی بھی ۔ آخر کار اس نے چند لمحے سوچنے کے بعد یہی فیصلہ کیا کہ فوری طور پر یہی کیا جا سکتا تھا کہ باری باری ایک ایک ساتھی کو اٹھا کر وہاں سے دور جا کر لٹا دے ۔ چنانچہ اس نے جھک کر عمران کو اٹھانے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کی ہمت جواب دے گئی ۔ عمران اس سے اٹھ نہ سکا تھا ۔ چنانچہ آخر کار اس نے عمران کے دونوں بازو پکڑے اور اسے گھسیٹنا شروع کر دیا ۔ لیکن چند قدم گھسیٹنے کے بعد وہ رک گئی کیونکہ اسے خیال آ گیا تھا کہ پہاڑی ہونے کی وجہ سے نیچے جگہ اونچی نیچی تھی اور پتھر وغیرہ بھی تھے اس طرح عمران شدید زخمی بھی ہو سکتا تھا اور دوسری بات یہ کہ اونچی نیچی جگہ پر وہ اسے چند قدم گھسیٹنے کے ساتھ ہی تھک گئی تھی ۔

" اب کیا کیا جائے "...... صالحہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا ۔ اسی لمحے اسے خیال آیا کہ وہ تالاب کا پانی عمران کے حلق میں ڈالے شاید اس طرح اسے ہوش آ جائے کیونکہ پہلے بھی اس نے پانی سے ہی عمران کو موت کی دلدل سے نکالا تھا ۔ چنانچہ وہ تیزی سے چشمے کی طرف بڑھی ۔ اس نے جھک کر دونوں ہاتھوں میں پانی بھرا اور پھر اسے لئے ہوئے وہ واپس عمران کی طرف بڑھنے لگی ۔ پانی اس کے ہاتھوں کے رخنوں سے بہہ رہا تھا ۔ لیکن بہرحال جب وہ عمران کے قریب پہنچی تو کچھ پانی باقی تھا لیکن اب مسئلہ تھا کہ وہ عمران کا منہ کس طرح کھولے کیونکہ دونوں ہاتھوں میں پانی تھا ۔ اس نے جب

کوئی چارہ کار نہ دیکھا تو اس نے پانی اس کی ناک میں انڈیلا اور ساتھ ہی پھرتی سے اس کی ناک چٹکی سی بند کر دی ۔ اس کا خیال تھا کہ اس طرح پانی اس کی ناک سے اندر حلق میں اتر جائے گا لیکن جب کچھ دیر تک کوئی رد عمل نہ ہوا تو اس نے ناک چھوڑ دی اور اس کے ساتھ ہی پانی کی کچھ مقدار ناک سے واپس باہر بہنے لگی ۔

" یا اللہ تو ہی میری مدد کر اب میں کیا کروں "...... صالحہ نے کہا لیکن اسی لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑی جب اس نے دور سے ہیلی کاپٹر کی تیز آواز سنی ۔ یہ آواز سنتے ہی وہ سمجھ گئی کہ یہ گن شپ ہیلی کاپٹر ہے کیونکہ اس جنگی ہیلی کاپٹر کی آواز عام ہیلی کاپٹروں سے زیادہ بلند بھی ہوتی ہے اور خاصی مختلف بھی ۔ وہ پھرتی سے مڑی اور اس نے ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور اسے کاندھے سے لٹکا کر وہ عمران کے قریب ہی ایک اونچے درخت پر چڑھنے لگی ۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ بلندی پر جا کر اس گن شپ ہیلی کاپٹر کو ہٹ کرنے کی کوشش کرے گی ۔ گو گن شپ ہیلی کاپٹر جنگی ہیلی کاپٹر ہونے کی وجہ سے انتہائی تیز رفتار بھی ہوتا ہے اور اسے اس انداز میں بنایا جاتا ہے کہ اسے آسانی سے ہٹ بھی نہیں کیا جا سکتا لیکن صالحہ نے بہرحال اسے ہٹ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا ۔ وہ بندر کی سی پھرتی سے درخت پر چڑھتی چلی گئی ۔ کافی بلندی پر جا کر اس نے شاخوں میں اپنے آپ کو پھنسایا اور پھر مشین گن کاندھے سے اتار لی ۔ اسی لمحے اسے ہیلی کاپٹر نظر آنے لگا ۔ وہ درختوں کے اوپر سے اڑتا ہوا اسی طرف کو آ رہا تھا صالحہ نے

مشین گن سیدھی کی اور اسی لمحے اچانک ہیلی کاپٹر نے بجلی کی سی تیزی
سے غوطہ لگایا اور انتہائی رفتار سے اس طرف کو آنے لگا جدھر عمران اور
اس کے ساتھی موجود تھے ۔ صالحہ سمجھ گئی کہ ہیلی کاپٹر پائلٹ عمران اور
اس کے ساتھیوں پر فائر کھولنا چاہتا ہے ۔ چنانچہ اس نے یکلخت مشین
گن کا فائر کھول دیا اور مشین گن کی گولیاں تڑتڑاہٹ کی آوازیں نکالتی
ہوئیں تیزی سے نیچے کی طرف آتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھیں
لیکن اس سے پہلے کہ وہ ہیلی کاپٹر تک پہنچتیں ہیلی کاپٹر یکلخت بلند ہو گیا
صالحہ نے بھی ہاتھ اونچا کیا لیکن ہیلی کاپٹر انتہائی رفتاری سے اوپر کو اٹھ
کر کافی بلندی پر چلا گیا اور سائیڈ میں مڑ گیا ۔ اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر
کی گنیں آن ہو گئیں اور گولیوں کی آوازوں سے پورا ماحول گونج اٹھا ۔
گولیاں ایک بوچھاڑ کی صورت میں زمین پر پڑتی ہوئیں آگے بڑھتی چلی
گئیں اور صالحہ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔ کیونکہ فائرنگ کی رینج
میں صفدر ، تنویر اور کیپٹن شکیل آتے تھے لیکن دوسرے لمحے وہ بے
اختیار یہ دیکھ کر اچھل پڑی کہ عین ان تینوں کے قریب پہنچ کر فائرنگ
بند ہو گئی تھی اور ہیلی کاپٹر آگے بڑھ گیا تھا ۔

" یا اللہ تو کرم کر "...... صالحہ نے بے اختیار انتہائی خلوص بھرے
لہجے میں کہا لیکن اسی لمحے ہیلی کاپٹر کی تیز آواز دوبارہ سنائی دی ۔ اس آواز
سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ چکر کاٹ کر واپس آ رہا ہے ۔ اب پوزیشن یہ
تھی کہ وہ اسے ہٹ بھی نہ کر سکتی تھی کیونکہ اس کے لئے اسے اپنی
پوزیشن پوری طرح بدلنی پڑتی تھی اور اس کا وقت نہ تھا اس لئے وہ

سوائے بے بسی سے دیکھنے کے اور کچھ نہ کر سکتی تھی ۔ اسی لمحے ہیلی
کاپٹر درختوں سے نمودار ہوا اور ایک بار پھر ماحول تیز فائرنگ کی
آوازوں سے گونج اٹھا لیکن صالحہ کے چہرے پر یہ دیکھ کر اطمینان کا تاثر
پھیل گیا کہ ہیلی کاپٹر جس راستے سے آ رہا تھا وہاں اس کا کوئی ساتھی
موجود نہ تھا ۔ اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر نے یکلخت رخ بدلا اور پھر اس
سے پہلے کہ صالحہ سمجھتی گولیوں کی بوچھاڑ اس پر ہوئی اور اسے ایک
لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں دو تین جگہوں پر
دہکتی ہوئی سلاخیں اترتی چلی گئی ہوں ۔ اس کے ساتھ ہی اس کے جسم
کو زوردار جھٹکا لگا اور وہ بے اختیار چیختی ہوئی درخت سے نیچے ایک
جھاڑی پر جا گری ۔ ہیلی کاپٹر آگے نکل گیا تھا ۔ نیچے گرتے ہی وہ رول
ہوتی ہوئی کچھ دور تک لڑھکتی گئی کیونکہ یہاں جگہ ڈھلوان تھی اور پھر
اس کا جسم رک گیا ۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے ۔ اسی
لمحے اسے ہیلی کاپٹر کی آواز ایک بار پھر اپنے سر پر سنائی دی اور اس کے
ساتھ ہی ایک بار پھر گولیوں کی بوچھاڑ عین اس جگہ ہوئی جہاں وہ
درخت سے نیچے گری تھی اگر ڈھلوان کی وجہ سے وہ رول ہو کر نیچے نہ
گر چکی ہوتی تو یقیناً اس کا جسم گولیوں کی اس بوچھاڑ کی وجہ سے شہد کی
مکھیوں کے چھتے میں تبدیل ہو چکا ہوتا ۔ ہیلی کاپٹر آگے بڑھ گیا تھا ۔
صالحہ کی حالت لمحہ بہ لمحہ خراب ہوتی چلی جا رہی تھی ۔ اس کا سانس اب
حلق میں رکنے لگ گیا تھا اور ذہن میں ہونے والے دھماکوں کی شدت
پہلے سے بڑھ گئی تھی ۔

"مم ۔ مم نہیں مر سکتی ۔ ابھی میرے ساتھیوں کو میری ضرورت ہے ۔ میں نے انہیں بچانا ہے ۔ میں نہیں مر سکتی ۔ میں نہیں مر سکتی"...... اچانک صالحہ کے منہ سے لاشعوری طور پر آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا رکتا ہوا سانس اب تیزی سے آنے لگا ہو اور ذہن میں ہونے والے دھماکوں کی شدت بھی تیزی سے کم ہونے لگ گئی ہے ۔

"مجھے زندہ رہنا ہے اپنے ساتھیوں کے لئے اپنے ملک کے لئے مجھے زندہ رہنا ہے"...... صالحہ کے منہ سے ایک بار پھر نکلا اور اس کے ساتھ ہی اس کا شعور پوری طرح بیدار ہو گیا وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گئی اس کے ساتھ ہی اس کے پہلو اور ٹانگ میں اس قدر شدید ٹیسیں اٹھی کہ اس کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں ۔ اسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے ابھی اس کا جسم درد کی شدت سے بم کی طرح پھٹ جائے گا لیکن اس نے ہونٹ بھینچے اور اپنے آپ کو دیکھنے لگی ۔ اس نے دیکھا کہ اس کے پہلو اور ٹانگ میں گولیاں لگی تھیں ۔ ایک بازو سے بھی گولی رگڑ کھا کر نکل گئی تھی ۔ اس نے جلدی سے اپنی قمیض کے دامن سے ایک پٹی سی پھاڑی اور پھر اسے دو حصوں میں تقسیم کر کے اس نے ایک پٹی ٹانگ پر باندھی اور دوسری پہلو پر اور تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ کھڑی نہ ہو سکی اور لڑکھڑا کر گری تو چند لمحوں تک تو وہ بھینچے بھینچے سانس لیتی رہی پھر اس نے پوری قوت لگا کر اپنی قوت ارادی کو مجتمع کیا اور چشمے کی طرف گھسٹنا شروع کر دیا ۔ ہیلی

کاپٹر کی آواز معدوم ہو چکی تھی گھسٹنے کی وجہ سے اس کی حالت ایک بار پھر خراب ہونے لگی لیکن نجانے کس طرح وہ ہونٹ بھینچے اور آنکھیں پھاڑے بس چشمے کی طرف گھسٹتی ہی رہی اور آخر کار وہ چشمے کے قریب تالاب تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئی ۔ ایک بار پھر وہ پانی میں اتر گئی ۔ پانی میں اترتے ہی اس کے زخموں سے اٹھنے والی ٹیسوں میں یکلخت کمی ہو گئی اور چند لمحوں بعد اسے خاصا سکون محسوس ہونے لگا ۔ اس نے پٹیاں اتاریں اور زخم دھونے شروع کر دیئے ۔ پانی میں ڈوبے ہونے کی وجہ سے زخموں سے نکلتا ہوا خون بھی رک گیا تھا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑی کیونکہ ایک بار پھر ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دینے لگی ۔ ہیلی کاپٹر اس کی طرف ہی آ رہا تھا اور وہ تیزی سے جھاڑیوں کی طرف کھسک گئی کیونکہ پانی کے درمیان ہونے کی وجہ سے وہ دور سے چیک ہو سکتی تھی ۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ایک بار پھر نظر آیا لیکن اب اس کی رفتار سست تھی ۔ اس نے ایک راؤنڈ لگایا اور پھر وہ اسی تالاب سے کچھ فاصلے پر اتر گیا ۔ صالحہ جھاڑی کے ساتھ سمٹی ہوئی یہ سب دیکھ رہی تھی ۔ مشین گن اور مشین پسٹل بھی وہیں رہ گیا تھا اور اب وہ مکمل طور پر بے بس ہو چکی تھی ۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر سے دو آدمی نیچے اترے ۔ وہ بے حد چوکنا دکھائی دے رہے تھے ۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں ۔

"پہلے ہمیں چیک کرنا ہے کہ کوئی زندہ تو نہیں بچ گیا"...... ایک آدمی نے کہا ۔

"یس باس"...... دوسرے نے جواب دیا اور پھر وہ دونوں اس طرف کو بڑھنے لگے جدھر عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ صالحہ نے دیکھ لیا تھا کہ ہیلی کاپٹر میں صرف وہی دو افراد ہی تھے۔ وہ ان کے آگے بڑھتے ہی تیزی سے تالاب سے نکلی اور پھر جھاڑیوں کی اوٹ لیتی ہوئی گھسٹ کر ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگی۔

"ارے یہ عمران تو ہٹ نہیں ہوا"...... اچانک حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"ہاں لیکن یہ سردار کارد ختم ہو گیا اس کو پورا برسٹ لگا ہے۔ یہ عمران سائیڈ پر تھا ورنہ یہ بھی ختم ہو جاتا بہرحال اب اسے چیف شاگل خود ختم کریں گے۔ کیونکہ ان کی یہ طویل عرصے سے حسرت ہے کہ وہ اس عمران کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کریں"...... دوسری آواز سنائی دی۔

"آؤ ان کے ساتھی وہاں پڑے ہیں انہیں بھی چیک کر لیں"۔ ایک نے کہا اور وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھ گئے چونکہ ان پر کسی طرف سے حملہ نہ ہوا تھا اس لئے وہ اب پہلے کی نسبت زیادہ مطمئن انداز میں چل رہے تھے۔ ادھر صالحہ اب ہیلی کاپٹر تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو چکی تھی۔ وہ ہیلی کاپٹر پر گھسٹ کر چڑھ گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی کیونکہ ہیلی کاپٹر میں ایک سائیڈ پر مشین گنیں بھی پڑی ہوئی تھیں اور ان کا میگزین بھی اور وہاں ایک کافی بڑا فرسٹ ایڈ باکس بھی تھا۔ صالحہ نے جلدی سے مشین گن اٹھائی اس کا

میگزین چیک کیا میگزین لوڈ تھا۔ مشین گن لے کر وہ ہیلی کاپٹر کی کھڑکی سے باہر آئی اور اس کے ساتھ ہی وہ چونک پڑی وہ دونوں تیزی سے قدم بڑھاتے ہیلی کاپٹر کی طرف ہی آ رہے تھے۔

"باس آپ عمران کے ساتھیوں کو تو گولیوں سے اڑا دیں جب باس شاگل نے کہہ دیا ہے تو پھر دوبارہ ان سے کیا پوچھنا فائرنگ بھی تو اسی لئے ہی کی گئی تھی تاکہ یہ مر جائیں"...... ایک کی آواز سنائی دی۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے راٹھور۔ چلو ان کا خاتمہ کریں اور جان چھڑائیں ایسا نہ ہو کہ باس شاگل کو کال کر کے ہم کسی نئے عذاب میں پڑ جائیں۔ ان کی طبیعت بھی ایسی ہے"...... دوسرے نے جواب دیتے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے واپس مڑے ہی تھے کہ صالحہ نے مشین گن کی نال کھڑکی سے باہر نکالی اور ٹریگر دبا دیا کیونکہ اب ایک لمحہ ضائع کرنا اپنے ساتھیوں کو موت کے منہ میں دھکیلنے کے مترادف تھا۔ کیونکہ جس جگہ وہ لوگ موجود تھے وہاں سے صفدر اور اس کے ساتھی مشین گن کی رینج میں تھے۔ صالحہ نے مشین گن باہر نکالتے ہی ٹریگر دبا دیا اور اس کے ساتھ ہی گولیوں کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی انسانی چیخیں سنائی دیں اور وہ دونوں اچھل کر اوندھے منہ نیچے گرے صالحہ نے مشین گن کو جھکایا اور ان پر مسلسل فائر کرتی چلی گئی جب اسے پوری طرح یقین ہو گیا کہ وہ دونوں ہلاک ہو چکے ہیں تو اس نے ٹریگر سے انگلی ہٹائی اور پھر مڑ کر وہ گھسٹتی ہوئی فرسٹ ایڈ باکس کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے فرسٹ ایڈ باکس کو کھولا اور اسے چیک کرنا

شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب ایک ڈبے پر اس کی نظریں پڑیں تو وہ بے اختیار اچھل پڑی۔ یہ ڈبہ بے ہوش کر دینے والی ہر قسم کی گیس کو ختم کرنے والے انجکشنوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے ڈبہ اٹھایا اور تیزی سے کھڑکی کی طرف بڑھ گئی۔ چونکہ وہ چل نہ سکتی تھی۔ اس لئے وہ گھسٹتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی لیکن اب چونکہ اسے پانی سے نکلے کافی دیر ہو گئی تھی اور اس نے خاصی تیز حرکت بھی کی تھی اس لئے اس کے زخموں میں شدید درد دوبارہ شروع ہو گیا تھا۔ اب اس کا ذہن بھی چکرانے لگا تھا۔ پھر ہیلی کاپٹر سے اترنے کے لئے اس نے جو جدوجہد کی وہ بھی اس کے لئے مسئلہ بن گئی تھی۔ اس کے زخموں سے خون رسنے لگا تھا اور شاید جسم کے اندر موجود گولیوں کا زہر اب اس کے خون کے ساتھ شامل ہو کر اس کے ذہن کو تیزی سے متاثر کرتا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ذہن پر بار بار اندھیرے جھپٹنے لگے لیکن اس نے ہمت نہ ہاری اور انجکشن والا ڈبہ اٹھائے مسلسل گھسٹتی ہوئی عمران کی طرف بڑھتی رہی اونچی نیچی جگہ سے گھسٹنے کی وجہ سے اب درد اور تیز ہونے لگ گیا تھا اور ابھی اس نے آدھا فاصلہ طے کیا تھا کہ اس کے ذہن پر ایک بار پھر دھماکے سے ہونے لگے۔

"نہیں میں نے ہوش میں رہنا ہے۔ اس وقت تک جب تک عمران ہوش میں نہیں آ جاتا۔ میں نے ہوش میں رہنا ہے ورنہ سب ہلاک ہو جائیں گے سب ساتھی"...... صالحہ نے ایک بار پھر اونچی آواز میں بولتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اسے نہ صرف درد میں کمی

محسوس ہونے لگ گئی بلکہ ذہن بھی قابو میں آنے لگ گیا۔ وہ مسلسل اسی انداز میں بولتی اور اپنی قوت ارادی کو نفسیاتی طور پر تقویت دیتی ہوئی وہ مسلسل گھسٹتی رہی اور آخر کار وہ عمران تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو ہی گئی۔ اس نے جلدی سے ڈبہ کھولا اس میں سے ایک انجکشن نکالا اس کی سوئی پر چڑھی ہوئی کیپ اتاری۔ اس کا ذہن اب قابو میں نہ رہا تھا اس کے ہاتھ بھی کانپ رہے تھے لیکن وہ ہونٹ بھینچے اپنے آپ کو مسلسل سنبھالنے کی کوشش میں مصروف تھی اور پھر اس نے ان کانپتے ہوئے ہاتھوں سے آخر کار سوئی عمران کے بازو میں گھونپ دی اور محلول کو آہستہ آہستہ انجیکٹ کرنے لگی۔ جب کافی سارا محلول اندر چلا گیا تو اس نے ایک جھٹکا دے کر سوئی کھینچی اور اس کے ساتھ ہی سرنج نیچے گر گئی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا پورا جسم سن ہو گیا ہو۔ کیونکہ اس کے ذہن میں اچانک یہ خیال آیا تھا کہ کہیں اس نے غلط انجکشن نہ لگا دیا ہو اور اس سے عمران ہوش میں آنے کی بجائے ہلاک ہو جائے۔

"یا اللہ تو کرم کر یا اللہ تو کرم کر"...... صالحہ نے یکلخت لاشعوری طور پر دعا مانگنی شروع کر دی اور پھر اس کا چہرہ یکلخت مسرت سے کھل اٹھا کیونکہ عمران کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگ گئے تھے۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے تو بڑا رحیم و کریم ہے"...... صالحہ نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اپنی جان کی

قربانی دے کر اپنے ساتھیوں کی زندگی بچانے میں کامیاب ہو گئی ہو اور وہ دل ہی دل میں مسلسل اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہی تھی اس کے ہونٹ ہل رہے تھے لیکن آواز نہ آ رہی تھی۔

"عمران صاحب عمران صاحب ہوش میں آیئے عمران صاحب"۔ صالحہ نے اچانک اپنی طرف سے پوری قوت لگا کر چیختے ہوئے کہا لیکن اس کے حلق سے ہلکی سی آواز ہی نکلی۔اس کے ساتھ ہی اس نے عمران کو بے اختیار اٹھ کر بیٹھتے ہوئے دیکھا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑ گیا۔ پھر جب اس کی آنکھیں کھلیں تو عمران اس پر جھکا ہوا تھا۔اس کا چہرہ پانی سے تر تھا اور حلق میں بھی نمی کا احساس ہو رہا تھا۔

"ہوش میں آؤ صالحہ ہوش میں آؤ"...... عمران کی آواز سنائی دی اور یہ آواز سن کر اسے ایسے لگا جیسے اس کے اندر قوت ارادی کا آتش فشاں سا پھٹ پڑا اور وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"آپ ہوش میں آ گئے ہیں عمران صاحب۔ خدایا تیرا شکر ہے تو نے میری جدوجہد کو کامیاب کر دیا ہے"...... صالحہ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"لگتا ہے تم نے بے پناہ جدوجہد کی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب بس یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سب پر کرم کر دیا ورنہ اس بار موت سے بچنے کا کوئی سکوپ باقی نہ رہا تھا"...... صالحہ

نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے عمران کے بے ہوش ہونے سے لے کر اپنی پوری جدوجہد کی تفصیل بیان کرنی شروع کر دی اور جیسے جیسے صالحہ تفصیل بیان کرتی جا رہی تھی عمران کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ تحسین کے تاثرات بھی نمودار ہوتے چلے جا رہے تھے۔

"اوہ اوہ صالحہ تم نے اس قدر جان لیوا جدوجہد کی ہے۔بہت خوب واقعی جولیا کا انتخاب قابل داد ہے"...... عمران نے تحسین بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ جدوجہد میں نے کی ہے اور تعریف آپ پھر بھی جولیا کی ہی کر رہے ہیں"...... صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اب کیا کروں تمہاری تعریف کروں گا تو صفدر اس بے ہوشی کے عالم میں بھی ناراض ہو جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم نے بتایا ہے کہ ہیلی کاپٹر میں فرسٹ ایڈ باکس ہے۔آؤ پھر میں تمہاری بینڈیج کر دوں۔ تم خاصی زخمی ہو اور تمہارے جسم کے اندر گولیاں بھی موجود ہیں۔انہیں بھی نکالنا پڑے گا ورنہ ان کا زہر تمہیں لے ڈوبے گا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں عمران صاحب میری فکر چھوڑیں پہلے باقی ساتھیوں کو ہوش میں لے آئیں ہمیں فوری یہاں سے نکلنا چاہئے۔ کسی بھی وقت شاگل پوری فوج لے کر یہاں آ سکتا ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"تو پھر اپنے آپ پر قابو رکھنا تم واقعی ایک بہادر لڑکی ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈبہ اٹھا کر وہ تیزی سے چلتا ہوا صفدر اور دوسرے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کو انجکشن لگائے اور پھر جولیا کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا کو انجکشن لگا کر وہ واپس صالحہ کی طرف آیا۔ صالحہ اس دوران زمین پر لیٹ گئی تھی۔ اسے واقعی اب زخموں میں بے پناہ درد محسوس ہونے لگ گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر اس کے ذہن پر اندھیرے سے چھانے لگے تھے لیکن وہ ہوش میں تھی۔

"اوہ اوہ تمہاری حالت تو بے حد خراب ہو رہی ہے زہر کافی پھیل گیا ہے۔ اوہ ویری بیڈ"...... عمران نے قریب آکر کہا اور دوسرے لمحے اس نے ایک جھٹکے سے اسے اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر تالاب کی طرف دوڑ پڑا۔ تالاب کے قریب جا کر اس نے صالحہ کو لٹایا اور ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ صالحہ کو محسوس ہو رہا تھا کہ اس کی حالت لمحہ بہ لمحہ خراب ہوتی جا رہی ہے اور پھر اس نے عمران کو ہیلی کاپٹر سے واپس تو اترتے دیکھا لیکن ...... اس کے بعد اچانک اس کا ذہن اس طرح تاریک ہو گیا جیسے کیمرے کا شٹر بند ہو جاتا ہے۔ اس کے احساسات اس کا ساتھ یکلخت ہی چھوڑ گئے تھے۔

لکڑی کے ایک بڑے سے کیبن میں شاگل انتہائی بے چینی اور اضطراب کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ ایک طرف میز پر ایک ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا اور شاگل ٹہلتے ہوئے بار بار مڑ کر اس ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے ذہن میں بار بار وہ منظر ایکشن ری پلے کے انداز میں چل رہا تھا کہ وہ عمران کو ہلاک کرنے کے لئے مشین پسٹل کا ٹریگر دبانے ہی والا تھا کہ اس کے عقبی حصے پر قیامت سی ٹوٹ پڑی اور وہ اوندھے منہ نیچے گرا اور بے ہوش ہو گیا اور جب اسے ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کا مشین پسٹل غائب تھا اور ہیلی کاپٹر میں سے راٹھور ہاتھ میں مشین گن پکڑے آگے بڑھ رہا تھا جب کہ ڈاکٹر نرائن ہیلی کاپٹر کی کھڑکی میں مشین گن پکڑے بیٹھا ہوا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ شاگل راٹھور کو آواز دیتا۔ اچانک دور سے ایک جھاڑی کے پیچھے سے مشین پسٹل کی فائرنگ ہوئی اور دوسرے لمحے اس نے ڈاکٹر نرائن کو

الٹ کر اندر گرتے دیکھا۔ اس کے ساتھ راٹھور نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن سے اس جھاڑی کی طرف فائر کھول دیا جہاں سے ڈاکٹر نرائن پر فائر کیا گیا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے اس جھاڑی سے ذرا ہٹ کر راٹھور پر مشین پسٹل کا فائر ہوا اور راٹھور چیختا ہوا نیچے گرا تو اس نے اس جھاڑی کے پیچھے ایک لڑکی کو نمودار ہوتے دیکھا جو اب کھڑے ہو کر زمین پر گر کر تڑپتے ہوئے راٹھور پر مسلسل فائرنگ کیے جا رہی تھی شاگل کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے کیونکہ اس کے پاس اسلحہ نہ تھا جب کہ اس لڑکی کے پاس جو یقیناً عمران کے ساتھی تھی، اسلحہ بھی تھا اور لڑکی کے سر پر جنون بھی چڑھا ہوا تھا۔ راٹھور اور ڈاکٹر نرائن بھی ہلاک ہو چکے تھے اس لیے شاگل نے سوچا کہ اگر وہ یہاں رہا تو یہ لڑکی اسے لازماً بھون کر رکھ دے گی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں فوراً یہ خیال آیا کہ کسی طرح وہ ہیلی کاپٹر تک پہنچ جائے تو پھر یہاں سے بچ کر نکلا جا سکتا ہے۔ چونکہ ہر طرف اونچی اونچی جھاڑیاں تھیں اس لیے وہ تیزی سے جھاڑیوں کی اوٹ لیتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگا۔ لڑکی کی توجہ راٹھور کی طرف ہی تھی۔ اس نے فائرنگ بند کر دی تھی اور اب وہ راٹھور کی طرف بڑھ رہی تھی پھر وہ راٹھور کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ شاگل نے اپنی رفتار آہستہ کر دی کیونکہ تیز رفتاری سے جھاڑیاں ہل سکتی تھیں اور اگر یہ لڑکی اسے مارک کر لیتی تو پھر اس کا بچنا محال تھا لیکن وہ بہرحال احتیاط سے آگے بڑھتا رہا اور پھر لڑکی بھی ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگی۔ شاگل دل ہی دل میں شکر کر رہا تھا کہ

لڑکی کی ساری توجہ اس ہیلی کاپٹر کی طرف ہی تھی وہ ادھر ادھر دیکھ ہی نہ رہی تھی اور پھر لڑکی نے ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ کر پہلے اندر جھانکا اور پھر اچھل کر ہیلی کاپٹر میں داخل ہو گئی اسی لمحے شاگل نے بے اختیار ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ لگا دی پھر جیسے ہی وہ ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچا اس نے لڑکی کو کھڑکی سے اترتے دیکھا۔ لڑکی کے ہاتھ میں اب مشین گن تھی پھر وہ واپس اس طرف کو جانے لگی جدھر عمران تھا۔ جیسے ہی لڑکی آگے بڑھی شاگل ہیلی کاپٹر کے سامنے سے ہو کر اس کے دوسری طرف گیا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹر پر چڑھ گیا۔ اس وقت لڑکی بڑے اطمینان بھرے انداز میں واپس جا رہی تھی۔ شاگل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لیے کیونکہ اس کے پاس اسلحہ نہ تھا ورنہ وہ یہاں سے انتہائی آسانی سے اس لڑکی کو مار گراتا۔ بہرحال اس نے تیزی سے سیٹوں پر پڑے ڈاکٹر نرائن کو گھسیٹ کر عقبی طرف کیا اور خود پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ وہ راٹھور کو ہیلی کاپٹر پائلٹ کرتے دیکھ چکا تھا اس لیے اس نے ایک نظر لڑکی کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے انجن سٹارٹ کر دیا۔ لڑکی ہیلی کاپٹر کی آواز سن کر تیزی سے پلٹی اور اسی لمحے شاگل نے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھا لیا۔ لڑکی پہلے تو ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑی لیکن پھر اس نے مشین گن سے اس پر فائر کھول دیا لیکن شاگل نے اس قدر تیز رفتاری سے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھایا کہ گولیاں نیچے رہ گئیں اور دیکھتے ہی دیکھتے شاگل اس قدر بلندی پر پہنچ گیا کہ اب وہ مشین گن کی رینج سے باہر ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی

کاپٹر کارخ موڑا اور پھر اسے پوری رفتار سے اڑاتا ہوا قبیلے کی طرف بڑھ
گیا تھا۔ ایک لمحے کے لئے تو اسے خیال آیا تھا کہ ہیلی کاپٹر میں موجود
سسٹم سے وہ نیچے موجود ہر شخص کو ہلاک کر دے لیکن اس نے اس
لئے خیال بدل دیا کہ اسے پوری طرح سسٹم کے بارے میں علم نہ تھا
وہ تیزی سے آگے بڑھتا رہا اور تھوڑی دیر بعد وہ قبیلے میں پہنچ گیا۔ اس نے
بڑے کیبن کے ساتھ ہیلی کاپٹر اتار دیا اور ہیلی کاپٹر سے باہر آ گیا۔ اسے
دیکھ کر وہاں موجود اس کے ساتھی تیزی سے اس کے گرد اکٹھے ہونے
لگ گئے۔ شاگل تیزی سے کیبن میں داخل ہوا اور اس نے ایک طرف
موجود الماری سے ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے سائیڈ پر رکھی
ہوئی بڑی سی میز پر رکھ کر اس نے تیزی سے گن شپ ہیلی کاپٹر کی
فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ گو دو پنکھوں والے ہیلی کاپٹر
میں بھی ٹرانسمیٹر موجود تھا لیکن ہیلی کاپٹر چلاتے ہوئے وہ ٹرانسمیٹر پر
مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے یہاں آکر
لانگ رینج ٹرانسمیٹر فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس نے گن شپ ہیلی
کاپٹر کے پائلٹ سیٹھی کو حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھ صرف راجندر کو لے
کر فوراً سپاٹ میں پہنچ جائے جہاں عمران اور اس کے ساتھی بے ہوش
پڑے ہیں۔ اس نے سیٹھی کو ہدایت کی کہ وہ گن شپ ہیلی کاپٹر سے
ہی ان سب پر فائرنگ کھول کر ان کو لاشوں میں بدل دے اور پھر
عمران اور اس کے ساتھیوں اور صرف سردار کارو کی لاشیں ہیلی کاپٹر
میں ڈال کر قبیلے میں لے آئے۔ اس نے اسے بتا دیا تھا کہ وہاں ایک

لڑکی ہوش میں موجود ہے جس کے پاس مشین گن بھی ہے۔ سیٹھی
اس کا خیال رکھے۔ سیٹھی نے کہا کہ وہ راجندر کے علاوہ باقی ساتھیوں
کو بھی ساتھ لے جاتا ہے لیکن شاگل نے اسے منع کر دیا تھا کیونکہ اس
طرح ساری لاشیں ہیلی کاپٹر میں نہ آسکتی تھیں اور اس کے نقطہ نظر سے
صرف ایک لڑکی کے لئے اس قدر لوگوں کو لے جانے کی ضرورت
نہیں تھی۔ ساتھ ہی اس نے سیٹھی کو ہدایت کر دی تھی کہ جیسے ہی وہ
لاشوں کو ہیلی کاپٹر میں منتقل کرنے لگے تو وہ ٹرانسمیٹر پر اسے اطلاع کر
دے اور اب وہ سیٹھی کی طرف سے ہی اطلاع کے انتظار میں تھا لیکن
کافی دیر ہو گئی تھی اور سیٹھی کی طرف سے کال نہ آئی تھی اور جیسے جیسے
وقت گزرتا جا رہا تھا اس کی بے چینی اور اضطراب میں اضافہ ہو رہا تھا۔
وہ دل ہی دل میں اندازے لگا رہا تھا کہ اسے سپاٹ تک پہنچنے میں کتنا
وقت لگے گا اور وہاں فائرنگ کر کے اس لڑکی اور باقی بے ہوش افراد پر
فائر کھولنے میں اسے کتنا وقت لگے گا۔ اس لحاظ سے تو سیٹھی کی اب
تک کال آ جانی چاہئے تھی لیکن سیٹھی کی طرف سے کوئی کال نہ آ رہی
تھی۔ آخر کار اس کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا اور اس نے خود ہی اسے کال
کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ ٹرانسمیٹر پر چونکہ پہلے سے فریکوئنسی ایڈجسٹ تھی
اس لئے اس نے بٹن دبایا اور کال دینی شروع کر دی۔
"ہیلو ہیلو شاگل کالنگ اوور"....... وہ مسلسل کال دیئے چلا جا رہا
تھا لیکن دوسری طرف سے کال اٹنڈ ہی نہ ہو رہی تھی۔ آخر کار تھک کر
اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور میز کے ساتھ موجود کرسی پر اس طرح

ڈھیر ہو گیا جیسے اس کے جسم سے اچانک قوت و توانائی غائب ہو گئی ہو ۔ اس نے کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ بازی ہار چکا ہے ۔ یقیناً سیٹھی اور اس کا ساتھی راجندر عمران کے ساتھیوں کے قابو میں آگئے ہوں گے اسی لئے سیٹھی کال بھی اٹنڈ نہیں کر رہا۔

" باس آپ بے حد پریشان ہیں "...... اچانک شاگل کے کانوں میں آواز پڑی اور اس نے بے اختیار آنکھیں کھول دیں ۔

" اوہ سریندر تم ۔ ہاں میں بے حد پریشان ہوں "...... شاگل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا ۔ سریندر اس کا نیا ساتھی تھا اسے ملٹری انٹیلی جنس سے سیکرٹ سروس میں تبدیل کیا گیا تھا اور سریندر چونکہ صدر مملکت کا قریبی رشتہ دار بھی تھا اس لئے شاگل اس کا بے حد لحاظ کرتا تھا ویسے سریندر خاصا ذہین اور مستعد نوجوان تھا۔

" کیا پریشانی ہے باس آپ مجھے بتائیں "...... سریندر نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ایک بار تو شاگل کا جی چاہا کہ ساتھ پڑی خالی کرسی اٹھا کر سریندر کے سر پر مار دے کہ جس پریشانی کو شاگل حل نہیں کر سکا اسے یہ کل کا لڑکا حل کرے گا لیکن پھر اسے صدر مملکت کا خیال آگیا اور اس نے مجبوراً اپنے غصے پر قابو پا لیا۔

" بہت بڑی پریشانی ہے ۔ عمران اور اس کے ساتھی ہمارے ہاتھ نکل گئے ہیں ۔ لیبارٹری بھی تباہ ہو چکی ہے اور یہ سب کچھ اس سردار کارو اور ڈاکٹر نرائن کی حماقت سے ہوا ہے "...... شاگل نے کہا۔

" عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں باس کیا وہ واپس پاکیشیا پہنچ گئے ہیں "...... سریندر نے کہا تو شاگل بے اختیار اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اچانک کرسی میں لاکھوں وولٹیج کا الیکٹرک کرنٹ دوڑنے لگا ہو ۔

" اوہ ۔ اوہ اگر اس نے ہیلی کاپٹر پر قبضہ بھی کر لیا ہے تو کیا ہوا اسے اب بھی ہلاک کیا جا سکتا ہے "...... شاگل نے اپنے آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے تیز لہجے میں کہا اور ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کی طرف مڑ گیا ۔ اس نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن دبایا اور سیٹھی کو کال دینی شروع کر دی ۔

" ہیلو سیٹھی ۔ ہیلو سیٹھی شاگل کالنگ اوور "...... شاگل نے تیز آواز میں کہا اور اسی لمحے جب ٹرانسمیٹر پر کال رسیو کرنے والا بلب جل اٹھا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

" یس باس سیٹھی بول رہا ہوں اوور "...... دوسری طرف سے سیٹھی کی آواز سنائی دی ۔

" میں نے پہلے بھی کال کی تھی تمہیں کیا تم مر گئے تھے ۔ کیا ہوا تھا تمہیں ۔ کال کیوں اٹنڈ نہ کی تھی ۔ کیا ہوا عمران اور اس کے ساتھیوں کا اور اس لڑکی کا کیا ہوا ۔ جلدی بتاؤ کیا کر رہے ہو ۔ کیا ہوا اوور "۔ شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے ہذیانی انداز میں کہا۔

" باس عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں ۔ ہم ان کی لاشیں اکٹھی کرنے میں مصروف ہیں اوور "...... دوسری طرف سے

سیٹھی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ راجندر کہاں ہے اس سے میری بات کراؤ جلدی اوور"۔ شاگل نے اچانک ایک خیال آتے ہی کہا۔

"وہ ایک لاش اٹھانے گیا ہوا ہے جو کافی دور پڑی ہے اوور"۔ سیٹھی نے جواب دیا۔

"جب وہ آئے تو مجھے کال کرنا اوور اینڈ آل"...... شاگل نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اس عمران کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ سیٹھی کی آواز میں ہی بول رہا ہو۔ وہ عفریت ہے شیطان ہے لیکن وہ راجندر کی آواز میں بھی تو بول سکتا ہے اور پھر کیا ہونا چاہئے کس طرح تصدیق ہو کہ واقعی عمران مر چکا ہے"...... شاگل نے ایک بار پھر ٹہلنا شروع کر دیا تھا وہ ٹہلنے کے ساتھ ساتھ اپنے آپ سے ہی باتیں کئے چلا جا رہا تھا۔ سیٹھی سے بات کرتے ہوئے اچانک اسے خیال آ گیا تھا کہ کہیں یہ سیٹھی کی آواز میں عمران ہی نہ بول رہا ہو۔ ورنہ سیٹھی خود کال کرتا اس لئے اس نے راجندر سے بات کر کے تصدیق کرنے کی کوشش کی کیونکہ اس وقت اس کے خیال کے مطابق عمران راجندر کو نہ جانتا تھا جب کہ وہ سیٹھی سے اچھی طرح واقف تھا۔ کئی بار وہ اس سے ٹکرا چکا تھا لیکن پھر اسے اچانک خیال آ گیا کہ اگر راجندر اس کے قبضے میں ہوا تو پھر وہ راجندر کی آواز میں بھی بات کر لے گا پھر کیا ہو گا۔ یہی سوچتا ہوا وہ ٹہل رہا تھا

"باس"...... اچانک کرسی پر بیٹھے ہوئے سریندر نے کہا تو شاگل اس طرح اچھل کر اس کی طرف مڑا جیسے اسے احساس ہی نہ ہو رہا ہو کہ سریندر بھی اس کمرے میں موجود ہے۔

"کیا بات ہے"...... شاگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس آپ نے اچانک کال کیوں بند کر دی۔ سیٹھی بات تو کر رہا تھا اور پھر آپ پہلے سے بھی زیادہ پریشان ہو گئے ہیں"...... سریندر نے کہا۔

"تم ابھی بچے ہو ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے وہ عمران عفریت ہے شیطان ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ خود سیٹھی کی آواز میں بات کر رہا ہو۔ وہ اس طرح دوسرے کی آواز اور لہجے کی نقل کر لیتا ہے کہ وہ آدمی بھی جس کی آواز میں وہ بول رہا ہو نہیں پہچان سکتا کہ وہ خود بول رہا ہے یا عمران بول رہا ہے اور سیٹھی سے عمران اچھی طرح واقف ہے۔ اس لئے میں نے راجندر کی بات کی تھی لیکن اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ اگر راجندر اس کے قبضے میں ہوا تو وہ فوراً اس کی آواز اور لہجے کی نقل بھی کرے گا۔ پھر کس طرح تصدیق ہو سکتی ہے کہ کون بول رہا ہے"...... شاگل نے کہا۔

"باس آپ ایئر فورس کو حرکت میں لے آئیں تا کہ وہ اس ہیلی کاپٹر کو اپنی تحویل میں لے کر کسی اڈے پر اتار لیں۔ پھر تصدیق ہو سکتی ہے کہ اصل سیٹھی ہے یا نہیں"...... سریندر نے کہا۔

"کیسے تصدیق ہو گی"...... شاگل نے کہا۔

"اگر ہیلی کاپٹر میں دو افراد ہیں اور باقی لاشیں ہیں تو پھر وہ سیٹھی اور راجندر ہوں گے اور اگر سیٹھی اور راجندر عمران کے قبضے میں آ گئے تو پھر ہیلی کاپٹر میں عمران کے ساتھی ہوں گے اور وہ بہرحال دو سے زیادہ ہیں اور ان کے ساتھ دو عورتیں بھی ہیں"...... سریندر نے کہا۔

"ہاں ایسا ہو سکتا ہے لیکن وہ گن شپ ہیلی کاپٹر ہے اور عمران انتہائی ماہر پائلٹ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ نکل جانے میں کامیاب ہو جائے"...... شاگل نے کہا۔

"ایئر فورس کے انتہائی جدید ترین لڑاکا طیاروں سے وہ کیسے نکل سکتا ہے باس"...... سریندر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ ہمیں اس طرح ہاتھ پیر چھوڑ کر نہیں بیٹھ جانا چاہئے"...... شاگل نے کہا اور جلدی سے آگے بڑھ کر اس نے ٹرانسمیٹر پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں اوور"۔ شاگل نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر ایئر فورس ہیڈ کوارٹر سے انچارج ہیڈ کوارٹر راج پال بول رہا ہوں اوور"...... دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"ایئر مارشل سے بات کراؤ فوراً ابھی اسی وقت فوراً اوور"۔ شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

"ایئر مارشل صاحب تو بیرون ملک دورے پر ہیں جناب وائس ایئر

مارشل ارجن سنگھ آفس میں موجود ہیں اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ اسی سے بات کراؤ وقت مت ضائع کرو ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اوور"...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ویٹ کریں سر اوور"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ہیلو وائس ایئر مارشل ارجن سنگھ بول رہا ہوں اوور"...... تھوڑی دیر بعد ایک اور آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں ایئر فورس کا سرسار علاقے میں کوئی اڈہ ہے اوور"...... شاگل نے کہا۔

"سرسار علاقے میں تو نہیں البتہ اس کے قریب رام وتی میں اڈہ موجود ہے کیوں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں اوور"...... ارجن سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"سرسار میں ایک پہاڑی ہے جس کا نام ملتوئی ہے۔ اس پہاڑی سے جنوب کی طرف ایک علاقے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ ایک کافرستانی گن شپ ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر کے فرار ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ لوگ ناپال کی طرف جانے کی کوشش کریں گے کیونکہ ہیلی کاپٹر پر وہ پورا کافرستان کراس کر کے پاکیشیا نہیں جا سکتے۔ انہیں ہم نے ہر قیمت پر روکنا ہے اوور"۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

" گن شپ ہیلی کاپٹر وہ ان کے پاس کیسے آگیا یہ ہیلی کاپٹر تو ایئر فورس کی تحویل میں ہوتا ہے جناب اوور"۔ ارجن سنگھ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ ہیلی کاپٹر یہاں ملچوئی میں سردار کارو کے پاس تھا کیا تم جانتے ہو سردار کارو کو اوور"....... شاگل نے کہا۔

" اوہ اچھا ٹھیک ہے میں سمجھ گیا جناب پرائم منسٹر صاحب کے خصوصی حکم پر انہیں گن شپ ہیلی کاپٹر دیا گیا تھا اوور"....... ارجن سنگھ نے کہا۔

" ہاں وہی ہیلی کاپٹر ہے اور ہم نے انہیں روکنا ہے اوور"۔ شاگل نے کہا۔

" ٹھیک ہے سر میں ابھی رام وتی اڈے پر آرڈر بھجوا دیتا ہوں وہاں سے ایئر فورس کے خصوصی ماؤنٹین لڑاکا جہاز اسے روک لیں گے مجھے اس ہیلی کاپٹر کے بارے میں تفصیلی علم ہے کیونکہ وہ میں نے جا کر سردار کارو کے حوالے کیا تھا لیکن اگر وہ لوگ نہ رکے تو پھر کیا اس ہیلی کاپٹر کو تباہ کر دیا جائے اوور"....... ارجن سنگھ نے کہا۔

" ہمیں اس وقت پوری طرح علم نہیں ہے کہ ہیلی کاپٹر کس کے قبضے میں ہے۔ ہمارے آدمیوں کے قبضے میں ہے یا پاکیشیائی ایجنٹوں کے قبضے میں۔ بہرحال اگر ہمارے آدمیوں کے قبضے میں ہوا تو لامحالہ وہ لڑاکا جہازوں کے احکام مان لیں گے اور اگر پاکیشیائی ایجنٹوں کے قبضے میں ہوا تو پھر وہ مقابلہ کرنے یا فرار ہونے کی کوشش کریں گے

ہمارے آدمی کا نام سیٹھی ہے لیکن پاکیشیائی ایجنٹوں کا سربراہ علی عمران ہے جو ہر آواز اور لہجے کی نقل کر سکتا ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے وہ سیٹھی کی آواز میں بات کرے اس لئے آپ اس کی بات کا اعتبار نہ کریں۔ آپ نے ہر قیمت پر اسے روکنا ہے۔ اگر یہ رک جائیں تو اسے رام وتی اڈے پر اتار کر وہاں کے انچارج کو کہہ دیں کہ وہ مجھے فوری ٹرانسمیٹر پر کال کرے۔ اگر ہمارے آدمی ہیلی کاپٹر پر قابض ہوئے تو زندہ آدمیوں کی تعداد دو ہو گی باقی پانچ یا چھ لاشیں ہوں گی اور اگر پاکیشیائی ایجنٹ ہوئے تو ظاہر ہے وہ سب زندہ ہوں گے لیکن یہ انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ انہیں گرفتار کرنے کی ہرگز کوشش نہ کی جائے بلکہ فوراً گولیوں سے اڑا دیا جائے اوور"۔ شاگل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے جناب میں سمجھ گیا ہوں آپ کی ہدایات کے مطابق ہی سب کچھ ہو گا۔ آپ اپنی ٹرانسمیٹر فریکونسی بتا دیں اوور"....... دوسری طرف سے ارجن سنگھ نے کہا اور شاگل نے اسے ٹرانسمیٹر فریکونسی بتا دی۔

" ٹھیک ہے جناب آپ بے فکر رہیں اب سب آپ کی ہدایات کے مطابق ہی ہو گا اوور اینڈ آل"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور شاگل نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آف کیا اور دوسری فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

" اب آپ کسے کال کر رہے ہیں باس"....... سریندر نے کہا۔

" سیٹھی کو تا کہ میں اسے کہہ دوں کہ وہ ایئر فورس کے احکامات کی تعمیل کرے ۔ کیوں تم نے کیوں پوچھا اور سنو آئندہ اس طرح مجھ سے پوچھ گچھ مت کرنا میں تمہارا لحاظ کرتا ہوں لیکن میں اس قسم کی بات برداشت کرنے کا عادی نہیں ہوں سمجھے "...... شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" سوری باس دراصل میں نے اس لئے پوچھا تھا کہ آپ سیٹھی کو کال کر کے اسے چوکنا نہ کریں ۔ اگر سیٹھی کی جگہ عمران نے آپ کی کال رسیو کر لی تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ آپ نے ایئر فورس کی مدد سے انہیں روکنے کا پلان بنایا ہے تو وہ سنبھل جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی ایسا فول پروف پلان بنالے کہ ایئر فورس والے اسے تلاش کرتے ہی رہ جائیں اور وہ نکل جانے میں کامیاب ہو جائے جب کہ اگر آپ کال نہ کریں تو اسے معلوم نہ ہو سکے گا اور وہ اچانک گھیرے میں آ جائے گا "...... سریندر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ویری گڈ ۔ تم تو ذہین آدمی ہو ۔ ویری گڈ ۔ ویری گڈ ۔ مجھے تم جیسے ذہین آدمی کی ہی ضرورت تھی ۔ ٹھیک ہے آج سے تم میرے نمبر دو اور کافرستان سیکرٹ سروس کے ڈپٹی چیف ہو ۔ ویری گڈ "...... شاگل نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے سریندر کی ترقی اور نئے عہدے کا بھی اعلان کر دیا حالانکہ اس سے قبل سریندر ایک انسپکٹر تھا اور ڈپٹی چیف کے عہدے تک پہنچنے کے لئے اسے طویل عرصہ چاہئے تھا لیکن شاگل جذباتی طور پر ایسے ہی اقدامات کا قائل تھا اس لئے

س نے ایک لمحہ ہچکچائے بغیر سریندر کو انسپکٹر سے ترقی دے کر ڈپٹی یف بنا دیا تھا۔

" اوہ اوہ جناب بے حد شکریہ جناب میں آپ کا ہمیشہ تابعدار رہوں ا "...... سریندر نے اٹھ کر جلدی سے باقاعدہ شاگل کو سیلوٹ کرتے وئے کہا ۔ اس کا چہرہ حیرت اور مسرت کے ملے جلے تاثرات کی آماجگاہ بن گیا تھا اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں شاید اس کے تصور یں ہی نہ تھا کہ وہ اس طرح اتنی بڑی تنظیم کا ڈپٹی چیف بھی بن سکتا ہے ۔

" تابعدار رہو گے تو اس سیٹ پر بھی رہو گے ورنہ انسپکٹر تو کیا میں تمہیں ایک آرڈر سے چپڑاسی بھی بنا سکتا ہوں "...... شاگل نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

" آپ بے فکر رہیں سر آپ کی خدمت میرے فرائض میں شامل ہو گی "...... سریندر نے کہا اور شاگل کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا ۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے صدر کے رشتہ دار نے یہ فقرہ نہ کہا ہو بلکہ خود کافرستان کے صدر نے یہ فقرہ کہا ہو۔

"کیا ہوا عمران صالحہ بچ تو جائے گی ناں"....... جولیا نے تقریباً روتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ سب تالاب کے کنارے پر اکٹھے ہو گئے تھے۔ صالحہ بے ہوش ہو گئی تھی اور عمران نے ہیلی کاپٹر میں موجود فرسٹ ایڈ باکس کی مدد سے آپریشن کر کے نہ صرف اس کے جسم سے گولیاں نکال دی تھیں بلکہ زخموں کو صاف کر کے ان پر پٹیاں بھی باندھ دی تھیں اور اب وہ اسے انجکشن لگانے میں مصروف تھا۔ صالحہ کی حالت بظاہر دیکھنے میں بے حد خراب لگ رہی تھی۔

"انشاء اللہ۔ اللہ فضل کرے گا۔ تم سب بھی زخمی ہو اس لئے اب تمہاری باری ہے"....... عمران نے انجکشن لگا کر مڑتے ہوئے کہا اور پھر اس کے ہاتھ انتہائی تیز رفتاری سے حرکت میں آگئے اور جب وہ سب ساتھیوں کے زخموں کی بینڈیج سے فارغ ہوا تو اسی لمحے ہیلی کاپٹر میں سے ٹوں ٹوں کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"اوہ ٹرانسمیٹر کال ہے۔ یہ یقیناً شاگل کی کال ہو گی"....... عمران نے کہا اور اٹھ کر ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ ہیلی کاپٹر میں پہنچ کر اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا۔

"ہیلو سیٹھی۔ ہیلو سیٹھی شاگل کالنگ اوور"....... ٹرانسمیٹر کا بٹن آن ہوتے ہی شاگل کی تیز اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ گئی کیونکہ شاگل نے سیٹھی کا نام لے کر اس کی بہت بڑی مشکل حل کر دی تھی۔ وہ سیٹھی کو اچھی طرح جانتا تھا اور کئی بار اس سے ٹکرا بھی چکا تھا جب کہ اس کے ساتھی دوسرے آدمی سے وہ واقف نہ تھا اور اب شاگل نے سیٹھی کا نام لے کر کال کی تھی تو وہ سمجھ گیا تھا کہ ان دو میں سے انچارج سیٹھی ہی تھا اور وہ اب اس کی آواز میں اطمینان سے شاگل کو چکر دے سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے اسے بتایا کہ عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں اور وہ ان کی لاشیں اکٹھی کرنے میں مصروف ہیں لیکن شاگل نے اچانک راجندر سے بات کرانے کے لئے کہا اور وہ سمجھ گیا کہ سیٹھی کے ساتھ جو دوسری لاش ہے وہ اس راجندر کی ہے لیکن وہ اس سے کبھی نہ ملا تھا اس لئے ظاہر ہے وہ اس کے لہجے اور آواز سے واقف ہی نہ تھا اس لئے اس نے اسے ٹالنے کے لئے کہہ دیا کہ راجندر لاش اٹھانے کے لئے دور گیا ہوا ہے جس پر شاگل نے یہ کہہ کر کال ختم کر دی کہ جب راجندر آ جائے تو وہ اس کی اس سے بات کرائے اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا وہ سمجھ گیا تھا کہ شاگل مشکوک ہو گیا ہے۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب تم بالغ ہوتے جا رہے ہو"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ جولیا کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔ وہ اس طرح چیخ رہی تھی جیسے بین کر رہی ہو۔ وہ صالحہ کا نام بھی لے رہی تھی۔ عمران کا دل یکلخت ڈوب سا گیا وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور ہیلی کاپٹر سے اس نے چھلانگ لگا دی۔ جولیا اور سارے ساتھی صالحہ کے گرد اکٹھے تھے۔ جولیا بری طرح چیخ رہی تھی۔

"کیا ہوا خیریت"...... عمران نے انتہائی تیز رفتاری سے دوڑ کر قریب جاتے ہوئے کہا۔

"دیکھو دیکھو صالحہ کو کیا ہو رہا ہے۔ دیکھو یہ مر رہی ہے میری بہن صالحہ مر رہی ہے"...... جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔ باقی ساتھیوں کے چہرے بھی بری طرح لٹکے ہوئے تھے۔ عمران نے دیکھا کہ صالحہ واقعی نزع کے عالم میں لگ رہی تھی وہ اس طرح آہستہ آہستہ ہچکیاں لے رہی تھی جیسے کسی بھی لمحے اس کا دل بند ہو جائے گا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے کھلے ہوئے فرسٹ ایڈ باکس کی طرف پلٹا۔

"شکیل، تنویر تم دونوں اس کے پیروں کو آہستہ آہستہ ملو اور جولیا اور صفدر اس کے ہاتھوں کی مالش کریں۔ جلدی کرو یہ واقعی ختم ہو رہی ہے"...... عمران نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور سب ساتھی اس کی ہدایت پر عمل میں مصروف ہو گئے۔ عمران پاگلوں کے سے انداز میں فرسٹ ایڈ باکس سے سامان نکال نکال کر باہر پھینک رہا تھا اور پھر اس کے ہاتھ جیسے ہی ایک ڈبہ آیا اس نے اسے کھولا اور اس

میں موجود سرنج نکال کر اس کی سوئی پر لگی ہوئی کیپ اتاری اور بجلی کی سی تیزی سے اس نے سوئی صالحہ کے بازو میں انجیکٹ کر دی اور اس کے ساتھ ہی اس نے سرنج میں موجود آدھے سے زیادہ محلول انجیکٹ کر دیا۔ سوئی باہر کھینچ کر اس نے سوئی پر دوبارہ کیپ چڑھائی اور اسے ڈبے میں رکھ کر اس نے صالحہ کی نبض پر ہاتھ رکھ دیا۔ جولیا ہاتھ پر مالش کر رہی تھی جب کہ عمران نبض تھامے ہوئے تھا۔ اس کا چہرہ پتھر کی طرح سخت ہو رہا تھا۔ صالحہ کی حالت وہی تھی بلکہ اور خراب محسوس ہو رہی تھی لیکن پھر جس طرح اچانک گہرا بادل سورج کے سامنے سے ہٹتا ہے اور تیز دھوپ پھیل جاتی ہے اس طرح اچانک صالحہ کی بگڑتی ہوئی حالت تیزی سے درست ہونے لگ گئی۔

"یہ ٹھیک ہو رہی ہے۔ یہ ٹھیک ہو رہی ہے"...... جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مالش جاری رکھو ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ یہ حالت چراغ کی آخری بھڑک بھی ہو سکتی ہے"...... عمران نے اسی طرح ستے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نبض چھوڑ کر وہی سرنج دوبارہ اٹھائی جس میں سے آدھا محلول وہ صالحہ کے جسم میں انجیکٹ کر چکا تھا اس کی سوئی سے کیپ ہٹائی اور ایک بار پھر اس نے سوئی صالحہ کے بازو میں اتار دی اور پھر سرنج میں موجود باقی محلول بھی انجیکٹ کر دیا۔ سوئی واپس کھینچ کر اس نے سرنج ایک طرف اچھال دی اور ایک بار پھر اس نے صالحہ کی نبض پر ہاتھ رکھ دیا۔ صالحہ کے دونوں ہاتھوں اور

پیروں کی مالش مسلسل جاری تھی۔

"خدایا تیرا شکر ہے۔ یا اللہ تو بڑا رحیم ہے"...... اچانک عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر سب کے چہرے بے اختیار کھل اٹھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ عمران یہ فقرہ اس وقت کہتا ہے جب صورتحال خطرے سے باہر آجاتی ہو۔

بس اب مالش بند کر دو۔ یہ جان بچانے والی دوا کا وہ انجکشن تھا جو آخری لمحات میں لگایا جاتا ہے اور اس سے بچ جانے کا صرف دس فیصد چانس ہوتا ہے لیکن اللہ نے کرم کر دیا ہے۔ اب صالحہ کی حالت شدید خطرے سے باہر آگئی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب نے بے اختیار اطمینان بھرے سانس لئے وہ سب دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے تھے۔

"صفدر تم کیا دعا مانگ رہے تھے"...... اچانک عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا جس کا چہرہ مسرت سے کھلا پڑ رہا تھا۔

"وہی جو دوسرے مانگ رہے تھے"...... صفدر نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔ عمران کی مسلسل چھیڑ چھاڑ نے شاید اس کے دل میں بھی چور پیدا کر دیا تھا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ڈبل ایس تمہارے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔ اس لئے یقیناً تم یہی دعا مانگ رہے ہو گے کہ یا اللہ ڈبل ایس کو سنگل ایس میں تبدیل نہ کرنا ڈبل ہی رہنے دینا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب آپ نے واقعی میرے دل میں بھی چور پیدا کر دیا ہے۔ اب میں آپ کی بات سن کر لاشعوری طور پر جھینپ جاتا ہوں حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے اچھا واقعی۔ اوہ پھر تو مبارک ہو۔ واہ اسے کہتے ہیں خوش قسمتی کہ اتنی جلدی دل میں چور بھی پیدا ہو گیا اور حضرت جھینپنے بھی لگ گئے"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور ماحول بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"صفدر تمہاری طرح ڈھیٹ ہڈی کا نہیں ہے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر سب ہنس پڑے۔

"تنویر کے متعلق کیا خیال ہے"...... عمران نے شرارت بھرے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار جولیا بے اختیار جھینپ گئی جب کہ سب ہنس پڑے۔

"صالحہ کو ہوش آ رہا ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا اور سب صالحہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس کے بند پپوٹے واقعی تھرتھرا رہے تھے اور جسم میں بھی حرکت کے تاثرات نمودار ہو رہے تھے اور پھر چند لمحوں بعد صالحہ نے آنکھیں کھول دیں۔

"صالحہ صالحہ تم بچ گئی ہو۔ اللہ کا بے حد شکر ہے تم بچ گئی ہو"...... جولیا نے جلدی سے اس کا بازو تھپتھپاتے ہوئے کہا اور صالحہ کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"شکر ہے اللہ تعالیٰ نے واقعی کرم کر دیا ہے کہ مجھے چند روز اور آپ

جیسے مخلص ساتھیوں کے ساتھ رہنے کا موقع دے دیا ہے"....... صالحہ نے مسکراتے ہوئے مدھم لہجے میں کہا۔

" صالحہ تم نے ہم سب کی بے ہوشی کے دوران جس طرح جدوجہد کی ہے ۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو تم نے حقیقتاً پوری سیکرٹ سروس کو موت کے منہ میں جانے سے بچالیا ہے ۔ہمیں عمران صاحب نے تفصیل بتائی ہے اور ہم تمہارے بے حد شکر گزار ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" وہ ۔ وہ تو میرا فرض تھا"....... صالحہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔جولیا نے اب اسے سہارا دے کر بٹھا دیا تھا۔

" آؤ اب یہاں سے نکل چلیں ۔ شاگل کوئی نہ کوئی گل بہرحال کھلائے گا"....... عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے پھر جولیا اور تنویر نے صالحہ کو سہارا دے کر آہستہ آہستہ ہیلی کاپٹر کی طرف لے جانا شروع کر دیا حالانکہ وہ سب زخمی تھے لیکن اس وقت وہ سب صالحہ کی دیکھ بھال میں اس طرح مصروف تھے کہ جیسے وہ سب صحت مند ہوں ۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ہیلی کاپٹر میں پہنچ گئے ۔ عمران پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا جب کہ تنویر اس کے ساتھ اور باقی ساتھی عقبی سیٹوں پر بیٹھ گئے تھے۔

" سردار کارو واقعی لڑائی بھڑائی کے فن میں بے حد ماہر تھا اور اس کے جسم میں بھی بے پناہ طاقت تھی میں اسے تمہارے ساتھ لڑتا دیکھتا رہا ہوں"....... تنویر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں وہ واقعی ماہر لڑاکا تھا اور نجانے کتنے طویل عرصے بعد ایسا آدمی مجھ سے ٹکرایا ہے جو مجھے شکست دینے میں کامیاب ہو گیا"۔ عمران نے انجن سٹارٹ کرتے ہوئے جواب دیا۔

" شکست تمہیں وہ کیسے ۔ شکست تو وہ کھا گیا تم نے اس کو بیکار کرنے کے لئے جو داؤ استعمال کیا ہے وہ میرے لئے بھی نیا تھا اور اسی لئے تو میں یہاں بیٹھا ہوں تاکہ اس کے بارے میں تم سے پوچھ سکوں"....... تنویر نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

" اس کو ریورس کراس ٹریپ کہتے ہیں ۔جو آدمی لڑائی میں بے حد ماہر ہو وہ کراس ٹریپ کے داؤ میں آسانی سے نہیں آتا ایسے آدمیوں کے لئے یہ خصوصی داؤ استعمال کیا جاتا ہے ۔دراصل یہ ایک نفسیاتی داؤ ہے ۔آدمی خود بخود اس داؤ میں پھنستا چلا جاتا ہے ۔ تم نے دیکھا تھا کہ سردار کارو نے ساؤن داؤ استعمال کر کے میرے سینے پر ضرب لگا کر مجھے ختم کرنے کی کوشش کی لیکن میں اچانک ہوا میں سیدھا اچھل کر اس کے اس داؤ سے تو نکل گیا لیکن اگر میں اچھل کر واپس اسی جگہ پر آ کھڑا ہوتا تو وہ دونوں پیروں پر مجھے اچھال دیتا لیکن میں واپس ایک قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہوا اور اس کی تیزی سے حرکت کرتی ہوئی ٹانگیں رک نہ سکیں ۔اگر میں چاہتا تو ان پر دباؤ ڈال کر اسے کراس ٹریپ میں پھنسا سکتا تھا لیکن مجھے معلوم تھا کہ سردار کارو کا اوپر والا جسم بجلی کی سی تیزی سے اوپر کو اٹھتا اور کراس ٹریپ سے وہ نہ صرف نکل جاتا بلکہ وہ مجھے بھی پیچ آرک کر کے سواپ ڈاؤن کر سکتا تھا اس لئے میں نے اسے

کراس ٹریپ میں پھنسانے کی کوشش کرنے کی بجائے ریورس کراس
ٹریپ میں ڈالنے کی کوشش کی اور اس کے مڑتے ہوئے جسم پر صرف
تھپکی دی بس یہیں وہ مار کھا گیا۔ اگر وہ میری اس تھپکی کو سمجھ جاتا تو
یقیناً اپنے اوپر والے جسم کو جھٹکے سے اپنے سر کی طرف گھسیٹتا اور
ریورس کراس ٹریپ سے بچ جاتا۔ مگر وہ نفسیاتی مار کھا گیا۔ اس کا
خیال تھا کہ جیسے ہی اس کی دونوں ٹانگیں اس کے سینے کے قریب
زمین سے لگیں گی وہ ریورس جمپ کے ذریعے نہ صرف خود بھی کھڑا ہو
جائے گا بلکہ مجھے بھی اٹھا کر پھینک دے گا لیکن اسے یہ معلوم نہ ہو سکا
کہ اس طرح اس کی ریڑھ کی ہڈی کا وہ مہرہ بالکل میرے سامنے اور
میری زد میں آگیا جو انسانی جسم کو فوراً بیکار کر دیتا ہے۔ چنانچہ وہی ہوا
وہ بیکار ہو گیا۔ لیکن میں اس کی طاقت اور ہمت کی داد دیتا ہوں کہ اس
کے باوجود اس کا جسم کسی سرنگ کی طرح اچھلا اور وہ مجھے گرانے اور
میری ناک پر انتہائی زور دار ٹکر مارنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ ایسی
خوفناک ٹکر تھی اور اس بچے تلے انداز میں لگی تھی کہ میری ذہنی حالت
خراب ہو گئی۔ اگر وہ ایک اور ٹکر مار لینے میں کامیاب ہو جاتا تو پھر میں
یقیناً ختم ہو جاتا لیکن چونکہ وہ اعصابی طور پر بیکار ہو چکا تھا اور یہ حرکت
اس نے اپنی بے پناہ قوت ارادی اور جسم میں موجود بے پناہ طاقت کی
وجہ سے کر ڈالی تھی اس لئے وہ دوسری ضرب نہ مار سکا اور بے ہوش ہو
کر گر گیا۔ پھر صالحہ نے کام دکھایا اس نے میرے حلق میں پانی ڈالا اور
ناک میں بھی۔ اس طرح میرا ڈوبتا ہوا ذہن درست ہونے لگ گیا اور

میں واپس ہوش کی دنیا میں آگیا۔ اگر صالحہ ایسا نہ کرتی اور میں اس
ضرب کے بعد بے ہوش ہو جاتا تو پھر مجھے اول تو ہوش آنا مشکل ہوتا
اور اگر ہوش آ بھی جاتا تو میرا ذہن بہرحال کام نہ کر سکتا اور ہو سکتا ہے
کہ یادداشت ہی ختم ہو جاتی اس لئے میں ذاتی طور پر صالحہ کا بے حد
مشکور ہوں"...... عمران نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا
جب کہ ساتھ ساتھ وہ ہیلی کاپٹر کو بھی چلا رہا تھا۔

"صالحہ نے واقعی سیکرٹ سروس میں اپنی شمولیت کو درست ثابت
کر دیا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"بلکہ بہت ہی زیادہ ثابت کر دیا ہے کہ اکیلے ایس یعنی سنگل کو
سیٹ رائٹ کر دیا ہے۔ یعنی ڈبل ایس"...... عمران نے کہا تو سب
بے اختیار ہنس پڑے کیونکہ عمران نے سنگل کے ایس اور پھر سیٹ
رائٹ یعنی درست کر دینے کے ایس کو ملا کر اپنے فقرے کا جواز پیدا کر
دیا تھا کہ صالحہ نے اپنی شمولیت کو بہت زیادہ درست ثابت کر دیا ہے
اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک دور سے آتے ہوئے
دو جدید ترین لڑاکا جہازوں کو دیکھ کر عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ تو شاگل نے یہ کام دکھایا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا ہوا"...... سب نے چونک کر کہا لیکن دوسرے لمحے عمران کو
جواب دینے کی ضرورت ہی نہ رہی کیونکہ دونوں تیز رفتار لڑاکا جہاز
یکلخت ان کے ہیلی کاپٹر کی سائیڈوں سے گزر گئے اور اس کے ساتھ ہی
ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔ عمران کے چہرے پر شدید سنجیدگی ابھر آئی تھی باقی

ساتھیوں کے چہروں پر بھی سنجیدگی تھی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وہ اس وقت شدید ترین خطرے سے دوچار ہو چکے ہیں۔

"ہیلو ہیلو ہیلی کاپٹر پائلٹ میں سکوارڈن لیڈر نریمان بول رہا ہوں اپنی شناخت کراؤ اوور"...... ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سیٹھی بول رہا ہوں۔ میرا تعلق کافرستان سیکرٹ سروس سے ہے اوور"...... عمران نے سیٹھی کی آواز میں جواب دیا۔

"تمہارے ہیلی کاپٹر میں کتنے افراد موجود ہیں درست جواب دینا کیونکہ ہم نے سائیڈوں سے گزرتے ہوئے انہیں خصوصی طور پر چیک کیا ہے اوور"...... نریمان کی آواز میں بے پناہ تحکم تھا۔

"زندہ دو ہیں باقی لاشیں ہیں اوور"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم ایسا کرو فوراً ہیلی کاپٹر کا رخ شمال کی طرف موڑ دو اور رام وتی ایئرپورٹ پر ہیلی کاپٹر کو اتار دو وہاں چیکنگ ہو جائے گی اور اگر تم نے احکامات کی تعمیل نہ کی تو دوسرے لمحے تمہارا ہیلی کاپٹر فضا میں ہی ہٹ کر دیا جائے گا اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں سیکرٹ سروس کے خصوصی مشن پر ہوں اور میرے پاس چیکنگ کا وقت نہیں ہے۔ تم سیکرٹ سروس کے چیف شاگل صاحب سے بات کرو اوور"...... عمران نے کہا۔

"انہی کے آرڈر پر تو ہم یہاں آئے ہیں انہوں نے آرڈر دیا ہے کہ یا تو ہیلی کاپٹر کو رام وتی ایئرپورٹ پر اتار دو یا پھر فضا میں ہی ہٹ کر دو

بولو کیا چاہتے ہو تم اوور"...... سکوارڈن لیڈر نریمان نے کہا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"رام وتی ایئرپورٹ پر اور کتنے ایم سی جہاز موجود ہیں اوور"۔ عمران نے اچانک کہا۔

"کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو اوور"...... سکوارڈن لیڈر نریمان کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ دونوں لڑاکا جہاز مسلسل ان کے اوپر نیچے اور سائیڈوں سے گزر رہے تھے۔

"اس لئے تاکہ اندازہ لگا سکوں کہ تم واقعی مجھے رام وتی ایئرپورٹ پر اتارنا بھی چاہتے ہو یا کسی اور جگہ لے جانا چاہتے ہو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا وہ مسلسل سیٹھی کی آواز میں ہی بات کر رہا تھا۔

"تم نے دیکھا ہوا ہے رام وتی میں ایئرفورس کا ایئرپورٹ اوور"۔ سکوارڈن لیڈر نریمان نے کہا۔

"ہاں اوور"...... عمران نے جواب دیا۔

"پھر پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر تو تمہیں خود ہی معلوم ہو کہ وہاں کتنے لڑاکا جہاز ہر وقت موجود رہتے ہیں اوور"...... سکوارڈن لیڈر نریمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے پہلے کہا ہے کہ میں تمہارے ذہن کو چیک کرنا چاہتا ہوں اوور"...... عمران نے کہا۔

"تم رخ نہیں موڑ رہے اور مسلسل باتیں کئے چلے جا رہے ہو۔

فوراً رخ موڑو ورنہ میں صرف تین تک گنوں گا اوور"...... نریمان نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

"تین تک نہیں پانچ تک گننا مجھے یقین ہے کہ تمہیں پانچ تک گنتی آتی ہو گی اوور"...... عمران نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے انتہائی برق رفتاری سے گن شپ ہیلی کاپٹر کو غوطہ دیا اور پلک جھپکنے میں ہیلی کاپٹر جنگل کے درمیان قدرے کھلی جگہ میں اترتا چلا گیا۔

"یہ ۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ ہم میزائل فائر کر دیں گے اوور"۔ نریمان کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی لیکن عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے ہیلی کاپٹر کو کھلی جگہ پر اتار دیا۔

"جلدی کرو اس سے اترو اور جنگل میں چلے جاؤ۔ میں اس دوران اس نریمان کو چکر دیتا ہوں"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو نریمان سنو میں رام وتی جانے کے لئے تیار ہوں لیکن پہلے تم مجھے یقین دلاؤ کہ تمہیں واقعی چیف شاگل نے حکم دیا ہے کیونکہ چیف شاگل مجھ سے بھی براہ راست بات کر سکتا تھا اور اس نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی اوور"...... عمران نے اس بار انتہائی نرم لہجے میں کہا۔ اس دوران اس کے ساتھی نیچے اتر گئے تھے۔ صالحہ کو جولیا اور تنویر نے مل کر نیچے اتارا تھا۔

"فوراً ہیلی کاپٹر کو فضا میں لے آؤ ورنہ میں میزائل فائرنگ شروع کر دوں گا۔ فوراً اوپر لے آؤ اوور"...... نریمان کی انتہائی سخت آواز سنائی

دی ۔ دونوں لڑاکا جہاز مسلسل چیختے چنگھاڑتے ہوئے آگے پیچھے اس کھلی جگہ سے بار بار گزر رہے تھے۔

"رک جاؤ میں چیف شاگل سے بات کر کے ہی ہیلی کاپٹر فضا میں لے آؤں گا رک جاؤ اوور"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور ہیلی کاپٹر سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ دوسرے لمحے وہ انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"ادھر ایک غار ہے عمران صاحب ادھر"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں غار میں چھپ جاؤ یہ لوگ واقعی فائرنگ کھول دیں گے"۔ عمران نے کہا اور اس غار کی طرف دوڑ پڑا۔ چند لمحوں بعد وہ سب اس کھلے دہانے کی غار میں پہنچ گئے اور اسی لمحے یکلخت اس کھلی جگہ اور اس کے ارد گرد کے علاقے میں شدید اور خوفناک فائرنگ شروع ہو گئی پھر ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور ان سب نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ ان لوگوں نے واقعی ہیلی کاپٹر پر میزائل فائر کر دیا تھا اور ہیلی کاپٹر کے پرزے دور دور تک بکھر گئے تھے۔ میزائل فائرنگ کے بعد انہوں نے اس کھلی جگہ اور اس کے ارد گرد دور دور تک کے علاقے میں بے تحاشا مشین گن فائرنگ اور میزائل مارنے شروع کر دیئے۔ لیکن وہ سب غار میں ہونے کی وجہ سے بچ گئے تھے اگر وہ کھلی جگہ پر ہوتے تو یقیناً اس فائرنگ کی زد میں آجاتے۔ کافی دیر تک فائرنگ ہوتی رہی پھر وہ ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ جہازوں کی آوازیں دور

جاتی سنائی دینے لگیں۔

"اب باہر نکلیں اب یہ واپس چلے گئے ہیں"....... تنویر نے کہا۔

"نہیں یہ ڈاج دے رہے ہیں۔ یہ ایک بار پھر واپس آئیں گے"۔ عمران نے جواب دیا اور وہی ہوا تقریباً پانچ منٹ کے وقفے کے بعد جہازوں کی گھن گرج دوبارہ سنائی دینے لگی اور چند لمحوں بعد ایک بار پھر اس سارے علاقے پر خوفناک فائرنگ کا آغاز ہو گیا۔ کافی دیر تک فائرنگ ہوتی رہی۔ دونوں جہاز پلٹ پلٹ کر فائرنگ کرتے رہے اور پھر وہ واپس چلے گئے۔

"اب یہ واپس نہیں آئیں گے"....... عمران نے اطمینان بھرے انداز میں کہا اور غار سے باہر آگیا۔ باقی ساتھی بھی باہر آگئے۔

"لیکن اب ہم کیا کریں گے ہیلی کاپٹر تو تباہ ہو گیا اور ہم سب زخمی بھی ہیں"....... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے یہاں سے قریب کوئی چشمہ تلاش کر لیں۔ پیاس سے تو نہ مریں پھر وہیں بیٹھ کر اطمینان سے آئندہ کی پلاننگ کر لیں گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انہیں وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور خود وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ ادھر ادھر کافی دیر تک چیکنگ کرنے کے بعد وہ آخر کار ایک چھوٹے سے چشمے تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے وہیں سے اپنے ساتھیوں کو آوازیں دینی شروع کر دیں اور تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھی وہاں پہنچ گئے۔

"مجھے شدید پیاس محسوس ہو رہی ہے"....... اچانک صالحہ نے کہا تو

عمران مسکرا دیا۔

"تمہارے لئے تو میں نے اسے تلاش کیا ہے کیونکہ تمہیں جو انجکشن لگے ہیں ان سے تمہیں شدید پیاس لگنی ہی ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک طرف پتھر پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ جولیا اور صالحہ دونوں چشمے کی طرف مڑ گئیں جب کہ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر عمران کے قریب بیٹھ گئے۔

"ہمارے پاس اسلحہ بھی نہیں ہے اور ہم زخمی ہونے کی وجہ سے اس پہاڑی جنگل میں طویل فاصلہ بھی طے نہیں کر سکتے اور شاگل نے یقیناً یہاں فوراً چھاتہ بردار فوجیوں کو اتار دینا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں وہ خود آئے گا اور اس دو پروں والے خصوصی ہیلی کاپٹر میں اور میں نے اسی ہیلی کاپٹر کو ذہن میں رکھ کر یہ پلاننگ بنائی ہے کہ ہم نے اس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا ہے کیونکہ وہ خصوصی ہیلی کاپٹر درختوں کے درمیان انتہائی آسانی سے اڑ سکتا ہے اسے خصوصی طور پر اس کام کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ پھر اس کے اندر ایسے سسٹم موجود ہیں کہ ان سے کسی بھی خطرے سے نمٹا جا سکتا ہے۔ یہ تو شاگل احمق تھا یا وہ صالحہ کی کارکردگی سے خوفزدہ ہو گیا کہ وہ ہیلی کاپٹر لے کر صرف فرار ہوا ہے ورنہ اگر وہ یہ سسٹم استعمال کر دیتا تو صالحہ سمیت ہم سب ختم ہو جاتے"....... عمران نے کہا۔ اب جولیا اور صالحہ بھی ان کے قریب آکر بیٹھ گئی تھیں۔

"لیکن اس ہیلی کاپٹر میں ہم کہاں جائیں گے"....... کیپٹن شکیل

نے کہا۔

" ہم اس وقت ناپال کی سرحد سے تقریباً ساٹھ ستر میل کے فاصلے پر ہیں ۔ میں اس نریمان سے اس لئے گفتگو کرتا رہا کہ ایک تو کوئی کھلی جگہ مل جائے جہاں اس گن شپ ہیلی کاپٹر کو اتارا جاسکے اور دوسرا ہم جس قدر بھی ہوسکے ناپال کی سرحد کے قریب ہو جائیں"....... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن ناپال ایئر فورس تو ہمارے خلاف فوری طور پر حرکت میں آ جائے گی اور ہوسکتا ہے کہ شاگل ناپال والوں کو پہلے سے ہی الرٹ کر دے اور ناپال ایک لحاظ سے کافرستان کا ماتحت ملک ہی سمجھا جاتا ہے پھر پچھلے دنوں ہی شاہ ناپال اور پرنسز رشنی کے خلاف کیس مکمل ہوا ہے وہ لوگ تو پاگلوں کی طرح ہم پر ٹوٹ پڑیں گے"....... اس بار صفدر نے کہا۔

" اگر ہم گن شپ ہیلی کاپٹر پر جاتے تو لامحالہ ہمیں بلندی پر پرواز کرنی پڑتی اور اس طرح ہم ناپال ایئر فورس کے ہاتھ لگ جاتے جو ہمیں اپنے ایئر پورٹ پر اتار کر واپس کافرستان کے حوالے کر دیتے جب کہ اگر یہ سپیشل ہیلی کاپٹر ہمارے ہاتھ لگ جائے تو ہم ناپال کے سرحدی جنگل میں داخل ہو کر اس کی سرحد کے ساتھ ساتھ سفر کرتے ہوئے بڑے اطمینان سے پاکیشیا میں داخل ہو سکتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

" لیکن عمران تم نے اندازہ لگایا ہے کہ یہاں سے پہلے ناپال اور پھر پاکیشیا میں داخل ہونے تک کتنا فاصلہ اس ہیلی کاپٹر کو طے کرنا پڑے

گا کیا اس میں اتنا پٹرول بھی ہوگا"....... جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" اوہ واقعی اس طرف تو میرا ذہن ہی نہ گیا تھا یہ چھوٹا ہیلی کاپٹر ہے اس لئے یہ اتنا طویل سفر طے نہ کرسکے گا اور پٹرول لینے کے لئے ہم کسی ایئر پورٹ پر بہرحال نہیں جا سکتے"....... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کی فراخ پیشانی پر کئی لکیریں ابھر آئی تھیں۔

" میرا خیال ہے کہ اگر ہم ناپال کے کسی سرحدی گاؤں یا شہر تک پہنچ جائیں تو پھر وہاں سے خاموشی سے نکلا جا سکتا ہے۔ ہم ہیلی کاپٹر چھوڑ کر کوئی اور ذریعہ استعمال کر لیں گے"....... صفدر نے کہا۔

" ہاں اب یہی صورت رہ گئی ہے"....... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" لیکن اس سارے پلان کی بنیاد یہ ہے کہ ہمارے ہاتھ وہ سپیشل ہیلی کاپٹر لگ جائے اور نہ لگا تو پھر"....... تنویر نے کہا۔

" پھر سوائے پیدل چلنے کے اور کوئی صورت نہیں ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

" لیکن اگر انہوں نے سرحدی رینجرز یا ایسی ہی کسی فورس کو یہاں پھیلا دیا تو ہم آسانی سے ان کا شکار بن جائیں گے"....... صفدر نے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ معاملات بے حد گھمبیر ہیں۔ ہمیں کوئی فول پروف پلان بنانا چاہئے ہم قیاسات پر پلان نہیں بنا سکتے"....... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اگر آپ کہیں تو میں کسی اونچے درخت پر چڑھ کر جائزہ لوں شاید کہیں آس پاس کوئی بستی ہو اور ہمیں وہاں سے پہاڑی خچر وغیرہ مل سکیں"....... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ خچر ہمیں رینجرز یا ایسی کسی فورس سے تو نہیں بچا سکتے۔ اس کا تو صرف ایک ہی حل ہے کہ ہمیں مقامی لباس اور میک اپ کا سامان مل جائے پھر ہم بچ کر نکل سکتے ہیں"....... صفدر نے کہا۔

" اب کسی پہاڑی گاؤں میں میک اپ کا سامان کہاں سے آئے گا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ان کی کسی بات کا جواب نہ دیا تھا۔

" عمران صاحب وہ فارمولا وہ تو آپ کے پاس محفوظ ہی ہوگا"۔ اچانک صالحہ نے کہا۔

" ہاں وہ میں نے چیک کر لیا ہے۔ وہ میری خفیہ جیب میں محفوظ ہے"....... عمران نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے"....... اچانک جولیا نے کہا۔

" کیا"....... عمران نے چونک کر پوچھا اور باقی ساتھی بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

" اگر ہم مالتی تک پہنچ جائیں تو وہاں ہمیں پناہ مل سکتی ہے اور وہاں فون بھی ہے آپ کافرستان دارالحکومت میں ناٹران کو فون کر کے وہاں سے میک اپ کا سامان بھی منگوا سکتے ہیں۔ لباس بھی اور سواری

بھی"....... جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" اوہ واقعی ایسا ہو سکتا ہے لیکن یہاں سے مالتی کافی دور ہے۔ ہم وہاں تک پیدل نہیں جا سکتے البتہ اگر وہ سپیشل ہیلی کاپٹر مل جائے تو پھر ہم بجائے ناپال جانے کے اس پر سوار ہو کر مالتی جا سکتے ہیں"۔ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

" ہاں البتہ یہ قابل عمل پلان ہے۔ اگر ہمیں وہ سپیشل ہیلی کاپٹر مل جائے تو"....... صفدر نے کہا۔

" میرا اندازہ ہے کہ شاگل اپنے کسی ساتھی کو ساتھ لے کر پہلے یہاں خود چیکنگ کے لئے آئے گا۔ اسے لامحالہ ان لڑاکا جہازوں سے یہی رپورٹ ملے گی کہ ہیلی کاپٹر کو تباہ کر دیا گیا ہے اور وہاں اردگرد کے وسیع علاقے میں فائرنگ کی گئی ہے تو وہ لازماً ہماری لاشیں چیک کرنے کے لئے آئے گا اور اس ہیلی کاپٹر کے علاوہ اس کے پاس فوری طور پر یہاں پہنچنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے"....... عمران نے کہا۔

" تو پھر ہمیں اسی غار میں ٹھکانہ بنا لینا چاہئے کیونکہ اس سپیشل ہیلی کاپٹر نے اچانک درختوں کے درمیان سے نمودار ہو جانا ہے اور پھر ہم بھاگ بھی نہ سکیں گے"....... صفدر نے کہا۔

" ٹھیک ہے اٹھو چلیں"....... عمران نے کہا اور وہ سب کھڑے ہو گئے۔ اب صالحہ بھی اٹھ کر کھڑی ہو سکتی تھی۔ چنانچہ وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی لیکن چلتے ہوئے جولیا نے اسے سہارا دیا اور وہ سب آہستہ آہستہ چلتے ہوئے دوبارہ اسی غار کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

شاگل مسلسل کیبن میں ٹہل رہا تھا اسے اب ایئر فورس کی طرف سے اطلاع کا انتظار تھا جبکہ سریندر اطمینان سے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن شاگل نے ہاتھ کے اشارے سے اسے اٹھنے سے روک دیا تھا جب کہ وہ خود مسلسل ٹہل رہا تھا۔ پھر نجانے اس حالت میں کتنی دیر گزر گئی کہ ٹرانسمیٹر سے کال کی آواز سنائی دینے لگی اور شاگل اس طرح ٹرانسمیٹر کی طرف جھپٹا جیسے بھوکا عقاب شکار پر جھپٹتا ہے اس نے بجلی کی سی تیزی سے بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو سکواڈرن لیڈر نریمان کالنگ اوور"...... ایک آواز سنائی دی۔

"یس چیف آف سیکرٹ سروس شاگل اٹنڈنگ یو اوور"۔ شاگل نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سر ہمیں جو مشن دیا گیا تھا وہ مکمل کر دیا گیا ہے اوور"۔ دوسری

طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"کیا مکمل ہوا ہے۔ کس طرح مکمل ہوا ہے کہاں مکمل ہوا۔ تفصیل سے رپورٹ دو اوور"...... شاگل نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا

"سر ہمارا تعلق رام وتی ایئر فورس اڈے سے ہے یہاں ایم سی ٹائپ خصوصی جہاز موجود ہیں جو ماؤنٹین جہاز کہلاتے ہیں۔ ہمیں دارالحکومت سے وائس ایئر مارشل صاحب نے حکم دیا کہ ایک گن شپ ہیلی کاپٹر جس کی تفصیلات بھی انہوں نے بتا دیں۔ سرسار کے علاقے میں پرواز کر رہا ہے۔ اس میں پاکیشیائی ایجنٹ سوار ہوں گے یا پھر کافرستان سیکرٹ سروس کے ایجنٹ۔ کافرستان سیکرٹ سروس کے ایجنٹ کا نام سیٹھی ہے جب کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا لیڈر علی عمران ہے میں نے اس ہیلی کاپٹر کو جبراً رام وتی ایئر پورٹ پر اتارنا ہے اور اگر وہ اترنے پر رضامند نہ ہو تو اسے فضا میں ہی ہٹ کر دینا ہے۔ اس کے ساتھ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ علی عمران سیٹھی کی آواز اور لہجے میں بھی بات کر سکتا ہے اور اپنا نام سیٹھی بھی بتا سکتا ہے اس لئے ہم چیک کریں کہ اگر اصل سیٹھی ہوا تو اس کے ساتھ صرف ایک آدمی زندہ ہوگا باقی لاشیں ہوں گی اور اگر پاکیشیائی ایجنٹ اس ہیلی کاپٹر میں ہوئے تو وہ لوگ کافی تعداد میں ہوں گے اور جب رام وتی ایئر پورٹ پر ہیلی کاپٹر اترے تو اگر اس میں پاکیشیائی ایجنٹ ہوں تو انہیں گرفتار کرنے کی بجائے انہیں فوراً گولیوں سے اڑا دیا جائے۔ چنانچہ ان کے حکم پر ایئر پورٹ پر ہنگامی اقدامات کئے گئے اور ہم دو ایئر کرافٹ لے کر

سرسار کے علاقے میں پہنچے تو میں نے اس گن شپ ہیلی کاپٹر کو پرواز کرتے ہوئے چیک کر لیا۔اس کا رخ ناپال کی سرحد کی طرف تھا۔ہم نے اسے چیک کیا اس کے پائلٹ سے ٹرانسمیٹر پر بات کی۔اس نے بتایا کہ وہ سیٹھی ہے لیکن ہم نے اسے رام وتی ایئر پورٹ کی طرف رخ موڑنے کے لئے کہا لیکن اس نے اچانک ایک کھلی جگہ پر غوطہ دے کر ہیلی کاپٹر اتار دیا۔ہم سمجھ گئے کہ یہ دشمن ایجنٹ ہیں چنانچہ ہم نے فوری طور پر میزائل فائر کر دیا اور ہیلی کاپٹر کو تباہ کر دیا اس کے بعد ہم نے احتیاطاً اس جگہ سے تقریباً چار پانچ گز کے ایریئے میں چاروں طرف تیز اور بے پناہ فائرنگ کی اور اس کے بعد جب ہماری پوری طرح تسلی ہو گئی کہ ہمارا مشن مکمل ہو گیا ہے تو ہم واپس آگئے اور اب آپ کو اطلاع دے رہے ہیں اوور"...... نریمان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا چونکہ یہ ٹرانسمیٹر کال تھی اس لئے جب تک نریمان خاموش نہ ہو جاتا اور اپنی طرف کا بٹن آف نہ کرتا تو شاگل بول نہ سکتا تھا اس لئے شاگل اس دوران مسلسل غصے سے سر جھٹکتا رہا۔وہ شاید بار بار اسے ٹوکنا چاہتا تھا لیکن بے بس تھا۔

"جب تم نے ہیلی کاپٹر ہٹ کر دیا تھا تو پھر فائرنگ کیوں کی اس کا مطلب ہے کہ تم نے ہیلی کاپٹر ہٹ کرنے میں انہیں اتنا وقفہ دیا تھا کہ وہ ہیلی کاپٹر سے اتر کر جنگل میں جا سکیں اوور"...... شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"نو سر ایسا ہم نے صرف احتیاطاً کیا تھا ورنہ تو ہیلی کاپٹر کے غوطہ

مارتے ہی ہم نے فائرنگ پوزیشن لے لی تھی اور ہیلی کاپٹر ابھی زمین پر بھی نہ پہنچا تھا کہ ہم نے اس پر میزائل ہٹ کر دیا تھا اوور"...... نریمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں مکمل یقین ہے کہ وہ لوگ واقعی ہلاک ہو چکے ہیں اوور"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر مکمل اور حتمی طور پر اوور"...... سکواڈرن لیڈر نریمان نے بڑے ٹھوس لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ کہاں یہ ہیلی کاپٹر ہٹ ہوا ہے۔درست لوکیشن بتاؤ اوور"۔شاگل نے کہا تو نریمان نے اسے لوکیشن سمجھانی شروع کر دی۔

"اوکے اوور اینڈ آل"...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"سر مبارک ہو۔آپ کا مشن کامیابی سے مکمل ہو گیا"۔سریندر نے کہا۔

"لیکن مجھے یقین نہیں آ رہا کہ وہ شیطان عمران اس طرح آسانی سے مر سکتا ہے۔نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔اس کے پاس گن شپ ہیلی کاپٹر تھا وہ تو ان دونوں ایئر کرافٹ پائلٹوں کو ناکوں چنے چبوا دیتا وہ انہیں بھی ہٹ کر سکتا تھا"...... شاگل نے ایک بار پھر ٹہلتے ہوئے کہا۔

"باس اگر آپ اجازت دیں تو میں سپیشل ایئر کرافٹ پر جا کر وہاں چیکنگ کروں اور آپ کو ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دوں"...... سریندر نے کہا۔

"کیا تم اس سپیشل ایئر کرافٹ کو ہینڈل کر سکتے ہو"...... شاگل

نے چونک کر پوچھا۔

" یس سر انتہائی آسانی سے سر میں نے باقاعدہ ایئر فورس سے ٹریننگ لی ہوئی ہے اور اس ٹائپ کے طیاروں کا تو میں سپیشلسٹ ہوں۔ اس کے سارے سسٹم جانتا ہوں سر"...... سریندر نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ پھر ٹھیک ہے پھر میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔ اس طرح میں آسانی سے نیچے چیکنگ کر سکوں گا۔ آؤ چلیں"...... شاگل نے کہا اور تیزی سے کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ سریندر بھی اس کے پیچھے تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اس سپیشل ہیلی کاپٹر پر سوار اس علاقے کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے جہاں سکواڈرن لیڈر نریمان کے مطابق ہیلی کاپٹر کو تباہ کیا گیا تھا۔

" باس اس ہیلی کاپٹر پر باہر سے فائرنگ بھی کی جائے تب بھی اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا"...... اچانک سریندر نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اس کی باڈی خصوصی طور پر بنائی جاتی ہے باس۔ اس پر گولی لگ بھی جائے تو وہ پھسل کر دور جا گرتی ہے۔ کسی طرح اندر نہیں گھس سکتی۔ البتہ میزائل اسے ہٹ کر سکتا ہے"۔ سریندر نے جواب دیا۔

" اوہ ویری بیڈ۔ وہ احمق راٹھور اگر مجھے پہلے بتا دیتا تو میں وہیں اس

ڑکی کو ہلاک کر کے پھر اطمینان سے عمران اور اس کے سارے ساتھیوں کو ختم کر کے ہی واپس آتا"...... شاگل نے انتہائی افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

" آپ بے فکر رہیں باس اگر وہ لوگ زندہ ہوئے تو میں انہیں کسی صورت بھی نہ بھاگنے دوں گا"...... سریندر نے کہا اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" چیکنگ سکرین آن کر دو اور ہیلی کاپٹر کو آہستہ چلاؤ تاکہ اطمینان سے ان کی چیکنگ کر سکیں"...... شاگل نے کہا۔

" ابھی وہ پہاڑ دور ہے باس"...... سریندر نے جواب دیا۔

" مجھے معلوم ہے۔ کیا تم مجھے بھی اپنی طرح احمق سمجھتے ہو نانسنس اگر وہ زندہ ہوئے تو کیا اس تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کے ساتھ چمٹ کر بیٹھے ہوئے ہوں گے ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ پیدل قبیلے کی طرف آ رہے ہوں اور ہم وہاں جا کر اپنا سر تلاش کریں گے"...... شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ یس سر آپ ٹھیک کہتے ہیں سر"...... سریندر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" آئندہ اگر میری بات پر کوئی اعتراض کیا تو ایک لمحے میں تمہاری اس خالی کھوپڑی میں سوراخ کر دوں گا سمجھے"...... شاگل نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

" یس سر"...... سریندر نے لٹکے ہوئے چہرے کے ساتھ کہا اور اس

کے ساتھ ہی اس نے چیکنگ سسٹم آن کر دیا اور سکرین روشن ہو گئی سکرین پر چار خانے بنے ہوئے تھے اور چاروں خانوں میں علیحدہ علیحدہ چار سمتوں کے مناظر نظر آ رہے تھے ۔ شاگل کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں ۔ پھر کافی دیر بعد اچانک ایک سکرین پر تباہ شدہ گن شپ ہیلی کاپٹر نظر آنے لگ گیا تو شاگل اور سریندر دونوں چونک پڑے ۔

" اوہ ہیلی کاپٹر تو واقعی مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے لیکن مجھے ادھر ادھر کوئی لاش نظر نہیں آ رہی "...... شاگل نے کہا۔

" جس طرح ہیلی کاپٹر تباہ ہوا ہے باس اگر وہ لوگ اندر ہوئے تو ان کی تو لاشیں بھی جل کر راکھ ہو چکی ہوں گی "...... سریندر نے کہا

" لیکن اگر وہ اس کے تباہ ہونے سے پہلے نکل گئے ہوئے تو " ۔ شاگل نے کہا۔

" ہم وسیع ایریے میں چیکنگ کر لیتے ہیں ۔ اگر وہ باہر ہوئے تو کہاں تک جا سکیں گے "...... سریندر نے کہا۔

" ہاں پھر ٹھیک ہے تم واقعی عقل مند آدمی ہو ۔ گڈ آئیڈیا " ۔ شاگل نے خوش ہو کر کہا اور سریندر بے اختیار مسکرا دیا ۔ وہ اب شاگل کی نفسیات کو کسی حد تک سمجھتا جا رہا تھا کہ شاگل کو اگر اس کی بات پسند آ جائے تو وہ انتہائی عقلمند بن جاتا ہے اور اگر پسند نہ آئے تو پھر وہ شاگل کے نزدیک دنیا کا سب سے بڑا احمق قرار پاتا ہے ۔

" خیال رکھنا یہ لوگ حد درجہ شاطر ہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا ہیلی کاپٹر ہی اڑا دیں "...... شاگل نے کہا۔

" باس فائرنگ کا تو اس پر اثر ہوتا نہیں اور میزائل یقیناً ان کے پاس ہوں گے نہیں "...... سریندر نے جواب دیا اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ ہیلی کاپٹر مسلسل اس سارے علاقے کا چکر کاٹ رہا تھا لیکن کہیں بھی کوئی انسان نظر نہ آ رہا تھا اور نہ ہی ایسے کوئی آثار نظر آ رہے تھے جن سے معلوم ہوتا کہ وہاں کوئی انسان موجود رہا ہے ۔ مسلسل نصف گھنٹے تک وسیع علاقے میں پرواز کے بعد آخر کار شاگل بھی اس بات کا قائل ہو گیا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس ہیلی کاپٹر کے اندر ہی ختم ہو گئے ہیں ۔

" ایسا کرو کہ اس ہیلی کاپٹر کے قریب جا کر اسے اتارو اور پھر نیچے جا کر تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کو چیک کرو کہ اس کے اندر جلی ہوئی انسانی لاشیں موجود ہیں یا نہیں "...... شاگل نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

" آپ ساتھ نہیں جائیں گے باس " ۔ سریندر نے حیران ہو کر کہا ۔

" پھر وہی حماقت کی باتیں میں اندر سکرین پر ایریا چیک کرتا رہوں گا ۔ ہو سکتا ہے وہ کہیں چھپے ہوئے ہوں اور اچانک آ جائیں تو ہم دونوں پھنس جائیں گے اس طرح میں تمہیں کور کرتا رہوں گا "۔ شاگل نے کہا تو سریندر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے اپنا سپیشل ہیلی کاپٹر تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کے قریب ہی اتار دیا اور پھر کھڑکی کھول کر وہ نیچے اتر گیا البتہ اترنے سے پہلے اس نے عقب میں پڑی ہوئی مشین گن اٹھا لی تھی ۔ شاگل جلدی سے پائلٹ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے کھڑکی بند کر لی اور اس طرح چوکنا ہو کر بیٹھ گیا جیسے

ابھی ہیلی کاپٹر کو اڑا کر لے جائے گا اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ سکرین پر اسے سریندر بڑے چوکنا انداز میں تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کی طرف جاتا دکھائی دے رہا تھا لیکن ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سریندر تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچ کر رکا اس نے بڑے محتاط انداز میں گھوم کر چاروں طرف کا جائزہ لیا اور پھر اس نے مشین گن کی نال سے تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کے مختلف حصوں کو ہٹانا شروع کر دیا۔ کچھ دیر تک وہ ایسا کرتا رہا پھر مڑا اور اس طرح ہاتھ ہلانے لگا جیسے کہہ رہا ہو کہ لاشیں ہیلی کاپٹر میں موجود ہیں۔

"اوہ یہ تو واقعی وہ شیطان مارا گیا ہے"۔ شاگل نے کہا اور کھڑکی کھول کر تیزی سے نیچے اترا اور دوڑتا ہوا تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"کہاں ہیں لاشیں"۔ شاگل نے قریب جا کر کہا۔

"لاشیں تو نہیں ہیں باس اسی بات کا تو میں نے اشارہ کیا تھا"۔ سریندر نے حیران ہو کر کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تم نے تو اشارہ کیا تھا کہ لاشیں ہیں"....... شاگل نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس میں نے تو یہ اشارہ کیا تھا کہ لاشیں نہیں ہیں آپ خود آ کر دیکھ لیں"۔ سریندر نے کہا۔

"تو چلو پھر واپس پھر کھڑے کیوں ہو۔ مجھے خطرہ محسوس ہو رہا ہے"....... شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور واپس ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ پڑا۔

"باس باس۔ ادھر دیکھیں باس"....... اچانک سریندر نے چیختے ہوئے کہا تو شاگل بے اختیار مڑا اور رک گیا۔

"کیا ہوا ہے"....... شاگل نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"باس ادھر قدموں کے نشانات ہیں"....... سریندر نے ایک طرف گھاس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ پھر تو واپس چلو جلدی کرو"....... شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور ایک بار پھر مڑ کر ہیلی کاپٹر کی طرف بھاگ پڑا۔ ہیلی کاپٹر کی کھڑکی اسی طرح کھلی ہوئی تھی۔ وہ کھڑکی کے قریب پہنچ کر اوپر چڑھنے ہی لگا تھا کہ اچانک ایک سایہ سا اس پر جھپٹا اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی اور وہ چیختا ہوا نیچے گرا مگر اسی لمحے اس کے اوپر موجود بوجھ یکلخت ہٹ گیا اور شاگل نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے فائرنگ کی آوازیں گونجیں اور اس کے ساتھ ہی اٹھتے ہوئے شاگل کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ دھپ سے واپس گر گیا اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے کئی گرم سلاخیں اس کے جسم میں گھستی چلی گئی ہوں اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں کے سامنے اس طرح اندھیرا چھا گیا جیسے رات کے وقت اچانک بجلی چلے جانے سے ہر طرف گھپ اندھیرا سا چھا جاتا ہے۔

"عمران صاحب وہی سپیشل ہیلی کاپٹر آرہا ہے"....... صالحہ نے باہر سے غار کے دہانے میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔ عمران بھی ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"اوہ تم لوگ اور اندر کی طرف کھسک جاؤ۔ اس ہیلی کاپٹر کے اندر خصوصی چیکنگ سسٹم بھی ہیں"....... عمران نے کہا اور خود وہ تیزی سے دہانے کی طرف بڑھا اور اس نے دہانے کے قریب رک کر سر باہر نکالا تو اسے دور سے درختوں کے درمیان ادھر ادھر گھومتا چکر کاٹتا اور اپنی طرف آتا دو پروں والا سپیشل ہیلی کاپٹر دکھائی دیا تو اس کے چہرے پر بے اختیار اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ کیونکہ وہ واقعی یہاں بری طرح پھنس کر رہ گئے تھے اور کسی طرف نکلنے کا کوئی راستہ ہی نظر نہ آتا تھا۔

"عمران صاحب ہمیں ادھر ادھر چھپ جانا چاہیئے تھا۔ تاکہ بروقت

حملہ کر سکیں"....... صالحہ نے کہا۔ وہ دہانے کی دوسری طرف کھڑی تھی۔

"اوہ نہیں اس ہیلی کاپٹر میں یقیناً شاگل بھی ہوگا اور وہ بے حد وہمی آدمی ہے۔ وہ جب تک پوری تسلی نہیں کر لے گا اس وقت تک ہیلی کاپٹر نیچے نہیں اتارے گا"....... عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر اس تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کے اوپر معلق رہا پھر آگے بڑھ گیا۔ عمران نے صالحہ کو اشارہ کیا اور وہ دونوں تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ ہیلی کاپٹر غار کے دہانے سے کافی بلند تھا اور ان کے اوپر سے گزرتا چلا گیا۔

"کہیں واپس ہی نہ چلا جائے"....... صفدر نے کہا۔

"نہیں پہلے یہ تسلی کرے گا۔ اسے ہیلی کاپٹر کے ساتھ ہماری لاشیں نظر نہیں آئی ہیں اس لئے اب یہ ادھر ادھر گھوم کر چاروں طرف ہمیں تلاش کرے گا"....... عمران نے کہا اور پھر واقعی کافی دیر بعد ہیلی کاپٹر کی آواز ایک بار پھر انہیں سنائی دی لیکن پھر دور جاتی ہوئی معلوم ہوئی۔ پھر کافی دیر بعد ایک بار پھر ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی اور عمران نے باہر جھانکا تو ہیلی کاپٹر اس تباہ شدہ ہیلی کاپٹر سے کافی دور نیچے اتر رہا تھا۔

"سنو صالحہ جیسے ہی یہ باہر آئیں گے میں وہاں جا کر سب سے پہلے ہیلی کاپٹر پر قبضہ کروں گا اس کے بعد ان سے نمٹ لیا جائے گا"۔ عمران نے کہا اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے ہیلی کاپٹر سے ایک نوجوان کو نیچے اترتے ہوئے دیکھا اس کے ہاتھوں میں

مشین گن تھی اور وہ بڑے چوکنا انداز میں ادھر ادھر دیکھتا ہوا تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا چلا آرہا تھا۔

" یہ اکیلا اترا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ شاگل ابھی اندر ہے"۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"آپ تو جائیں"...... صالحہ نے کہا۔

" نہیں وہ اندر سکرین سے چیکنگ کر رہا ہوگا اور اگر اسے معمولی سا بھی شک پڑ گیا تو پھر وہ ہیلی کاپٹر سمیت ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے گا۔ ہمارے پاس اسلحہ بھی نہیں ہے اور اس کے بعد یہاں سینکڑوں کی تعداد میں بھی چھاتہ بردار فوجی اتر سکتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی دوران ہیلی کاپٹر سے اترنے والا نوجوان تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ چکا تھا۔ وہ واقعی بے حد چوکنا اور محتاط نظر آرہا تھا۔ عمران اور صالحہ دونوں خاموشی سے غار کے دہانے سے اسے دیکھ رہے تھے۔ اس نے جھک کر تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کے جلے ہوئے حصوں کو مشین گن کی نال سے ہٹا کر چیک کرنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے سیدھا ہو کر ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ ہلا ہلا کر اشارہ کرنا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر کی کھڑکی کھلی اور عمران نے شاگل کو باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین گن تھی۔ وہ تیزی سے تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کی طرف آرہا تھا۔ اس کا اطمینان بتا رہا تھا کہ وہ اس نوجوان کے اشارے سے یہی مطلب سمجھا ہے کہ خطرے کی کوئی بات نہیں۔

" میں جا رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ جھک کر غار کے دہانے سے باہر موجود جھاڑی کی آڑ لیتا ہوا باہر نکلا اور پھر کرالنگ کرتا ہوا انتہائی محتاط انداز میں چکر کاٹ کر ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب شاگل اور وہ نوجوان دونوں تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کے قریب کھڑے باتیں کر رہے تھے۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا اور پھر وہ ہیلی کاپٹر کی دوسری طرف پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا لیکن اسی لمحے اس نے شاگل کو دوڑ کر ہیلی کاپٹر کی طرف آتے دیکھا جب کہ وہ نوجوان وہیں کھڑا ہوا تھا۔ چونکہ ہیلی کاپٹر ہر طرف سے بند تھا۔ صرف اس کی دوسری طرف پائلٹ سیٹ والی کھڑکی کھلی ہوئی تھی اس لئے عمران تیزی سے ہیلی کاپٹر کے نیچے سے گزر کر آگے بڑھنے لگا اور عین اسی لمحے اس نے شاگل کو اوپر چڑھتے دیکھ لیا۔ اسے شاگل کی ٹانگیں نظر آرہی تھیں۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر شاگل کی ٹانگیں پکڑ کر اسے ایک جھٹکے سے نیچے واپس کھینچ کر زمین پر ڈالا ہی تھا کہ اچانک اس کی نظریں اس نوجوان پر پڑیں جو اس کی طرف مشین گن کیے ہوئے تھا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے کروٹ بدلی اور ہیلی کاپٹر کے نیچے ہو گیا۔ اسی لمحے فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی شاگل کے حلق سے یکلخت چیخیں نکل گئیں وہ عمران کے اچانک ہٹ جانے کی وجہ سے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ گولیوں کی زد میں آکر دوبارہ گرا اور پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔

" باس باس "...... یکلخت اس نوجوان نے بے تحاشا ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ کر آتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بھی چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا اور مشین گن اس کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا گری۔ شاگل کا جسم اب ساکت ہو چکا تھا۔ عمران تیزی سے نیچے سے نکلا اور بے تحاشا دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھا جہاں صالحہ اور اس نوجوان کے درمیان انتہائی خوفناک جنگ ہو رہی تھی۔

" خبردار اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ "...... عمران نے ایک طرف جھاڑی کے اوپر پڑی ہوئی مشین گن اٹھا کر اس کا رخ اس نوجوان کی طرف کرتے ہوئے کہا اور اسی لمحے صالحہ اچھل کر ایک طرف ہٹ گئی تو وہ نوجوان ہونٹ بھینچے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس کے چہرے پر حیرت اور مایوسی کے ملے جلے تاثرات تھے۔

" صالحہ جا کر دیکھو شاگل کی کیا پوزیشن ہے "...... عمران نے کہا اور صالحہ سر ہلاتی ہوئی تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ پڑی۔

" تمہارا کیا نام ہے "...... عمران نے اس نوجوان سے پوچھا۔

" میرا نام سریندر ہے اور میں کافرستان سیکرٹ سروس کا ڈپٹی چیف ہوں "...... اس نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کب بنے تھے ڈپٹی چیف "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آج ہی بنا ہوں "...... سریندر نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ شاگل کو اس کی کوئی بات پسند آ گئی ہو گی اس لئے اس نے جذبات میں آ کر اسے فوراً ہی ڈپٹی چیف بنا دیا ہو گا۔

" عمران صاحب یہ مر رہا ہے "...... اچانک عقب سے صالحہ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران اس کی بات سن کر تیزی سے مڑا ہی تھا کہ یکلخت سریندر نے کسی چھلاوے کی طرح اس پر چھلانگ لگا دی لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر آگے سر کے بل نیچے گرا کیونکہ عمران بھی اس کے چھلانگ لگاتے ہی بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی فائرنگ کی تیز آواز گونجی اور زمین پر گر کر اٹھتا ہوا سریندر چیخ مار کر نیچے گرا۔ اور پھر ساکت ہو گیا۔

" احمق آدمی اتنے فاصلے سے چھلانگ لگا رہا تھا جیسے لانگ جمپ کا مظاہرہ کر رہا ہو۔ نانسنس "...... عمران جس نے اس پر فائر کھول دیا تھا بڑبڑاتے ہوئے کہا اور تیزی سے شاگل کی طرف دوڑ پڑا۔ اس نے جا کر چیک کیا تو شاگل کے جسم میں تین گولیاں گھسی ہوئی تھیں اور وہ واقعی شدید زخمی تھا۔

" اس ہیلی کاپٹر میں بھی فرسٹ ایڈ باکس ہو گا وہ لے کر جلدی سے چشمے پر آؤ میں اسے وہاں لے جا رہا ہوں جلدی کرو "...... عمران نے صالحہ سے کہا اور جھک کر اس نے شاگل کو اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا۔

" لیکن یہ تو دشمن ہے عمران صاحب "...... صالحہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" تو کیا ہوا انسان بھی ہے زخمی بھی اور سیکرٹ سروس کا چیف بھی جلدی لے کر آؤ فرسٹ ایڈ باکس "...... عمران نے کہا اور اس کے

ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا چشمے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے سارے ساتھی غار کے دہانے سے باہر آ چکے تھے۔

" کون زخمی ہوا ہے۔ یہ تو شاگل لگ رہا ہے"...... جولیا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

" ہاں شدید زخمی ہے"...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ چشمے کے قریب پہنچ کر اس نے شاگل کو نیچے لٹایا۔ اسے معلوم تھا کہ زخموں کی نوعیت ایسی ہے کہ شاگل کی فوری موت کا کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن اگر گولیاں کچھ دیر مزید اندر رہ گئیں تو پھر زہر پھیل جائے گا اور شاگل یقیناً مر جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے زخموں سے مسلسل خون بہہ رہا تھا۔ خون کے زیادہ اخراج سے بھی موت واقع ہو سکتی تھی۔ اس نے چشمے سے چلوؤں میں بھر بھر کر پانی سے شاگل کے زخم دھونے شروع کر دیئے تاکہ خون کا اخراج کم ہو سکے۔ اسی لمحے صالحہ فرسٹ ایڈ باکس اٹھائے دوڑتی ہوئی وہاں پہنچ گئی اور پھر صالحہ کی مدد سے عمران نے شاگل کے نہ صرف زخم دھوئے بلکہ اس کے زخموں کی سرجری کر کے اس نے گولیاں بھی باہر نکال دیں۔ باقی ساتھی بھی اس دوران وہاں پہنچ چکے تھے۔

" یہ اپنے ہی آدمی کے ہاتھوں زخمی ہوا ہے شاید"...... صفدر نے کہا

" ہاں اگر میری نظر ایک لمحہ پہلے اس سریندر پر نہ پڑ جاتی تو اس کی جگہ گولیاں میرے جسم میں اتر جاتیں"...... عمران نے اسے انجکشن لگاتے ہوئے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

" یہ آپ کا ہی ظرف ہے عمران صاحب کہ آپ اپنے جانی دشمن کی اس طرح مدد کر رہے ہیں"...... صالحہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" دوستوں کی مدد تو ہر کوئی کرتا ہے۔ لطف تو دشمنوں کی مدد کر کے آتا ہے"...... عمران نے انجکشن لگا کر سوئی واپس کھینچتے ہوئے کہا

" عمران صاحب اپنے دشمن کو زندہ رکھنے کے قائل ہیں مس صالحہ ایسے مواقع بے شمار بار آئے ہیں۔ ہمیں بھی پہلے آپ کی طرح بے حد الجھن اور تکلیف ہوتی تھی لیکن عمران صاحب نے یہ کہہ کر ہمیں قائل کر دیا کہ شاگل کی موت سے کافرستان سیکرٹ سروس تو ختم نہیں ہو جائے گی۔ اس کی جگہ کوئی اور لے لے گا اور شاگل کی نفسیات اور اس کے کام کرنے کا انداز تو عمران صاحب اور ہم سب جانتے ہیں۔ نئے آدمی کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے"...... صفدر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ واقعی یہ بات درست ہے"...... صالحہ نے جواب دیا۔

" واہ اسے کہتے ہیں ذہنی ہم آہنگی ماشاء اللہ۔ ماشا اللہ چشم بد دور"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالحہ کے ساتھ ساتھ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب"...... صفدر نے جھینپتے ہوئے لہجے میں کہا وہ شاید موضوع بدلنا چاہتا تھا۔

" میں کیا کہہ سکتا ہوں جو جولیا کا پروگرام وہی میرا پروگرام"۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" پھر وہی بکواس ۔ سیدھی طرح بات کرو ہم اس وقت کرٹیکل پوزیشن میں ہیں "...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اس لئے تو تمہارے پروگرام پر آمنا صدقنا کہہ رہا ہوں تم الٹا ناراض ہو رہی ہو ۔ کاش ڈبل ایس کی طرح ہمارے درمیان بھی ذہنی ہم آہنگی ہوتی "...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" میں کہہ رہی ہوں کہ بکواس مت کرو ہم اس وقت دشمن کے ایریئے میں ہیں اور کسی بھی وقت سچوئشن پلٹ سکتی ہے "...... جولیا نے اور زیادہ جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تم نے خود ہی تو تجویز دی تھی کہ ہم اس سپیشل ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر مالتی جائیں اور وہاں سے ناٹران کو کال کر کے میک اپ کا سامان اور سواری منگوا کر نکل جائیں ۔ یاد ہے اپنی تجویز "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مجھے واقعی یاد نہیں رہا تھا ۔ اب یاد آگیا ہے ۔ لیکن تم تو کسی اور پروگرام کی بات کر رہے تھے "...... جولیا نے اس بار قدرے جھینپے ہوئے لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔

" وہ کیا مصرعہ ہے تنویر کہ تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو ہمیں یاد ہے سب ذرا ذرا "...... عمران نے کہا اور ماحول بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

" اس بکواس کا کوئی فائدہ بھی ہے ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا

چاہئے "...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

" اس شاگل کا کیا ہوگا ۔ کیا آپ اسے ساتھ لے جائیں گے "۔ صفدر نے کہا۔

" نہیں یہ چھوٹا ہیلی کاپٹر ہے اس لئے مجبوری ہے ۔ اسے ابھی ہوش آ جائے گا ۔ چشمہ بھی موجود ہے اور پھل دار درخت بھی ۔ عیش کرتا رہے گا آؤ "...... عمران نے کہا اور واپس مڑ کر ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا ۔

ہیلی کاپٹر واقعی چھوٹا سا تھا ۔ لیکن کسی نہ کسی طرح وہ سب اس میں سوار ہو گئے اور عمران نے ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ کیا اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر اوپر اٹھ گیا ۔ سکرین پر دور دور تک کا منظر نظر آ رہا تھا اور اسی لمحے عمران نے سکرین کے ایک خانے پر شاگل کو اٹھ کر بیٹھتے ہوئے دیکھا تو وہ بے اختیار مسکرا دیا۔

" شاگل کو ہوش آگیا ہے عمران صاحب "...... ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔

" ہاں جو کچھ میں کر سکتا تھا وہ کر دیا اب آگے اس کی قسمت اگر جانوروں کی خوراک نہ بن سکا تو زندہ بچ جائے گا "...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر پر ناٹران کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی ۔

" ہیلو ہیلو پرنس آف ڈھمپ کالنگ اوور "...... عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا کر کال دینی شروع کر دی ۔ ساتھ ساتھ وہ ہیلی کاپٹر کو بھی درختوں کے درمیان سے بڑی مہارت سے گزارتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا

تھا۔

"یس این اٹنڈنگ یو اوور"....... چند لمحوں بعد ناٹران کی آواز سنائی دی لیکن عمران اس کے اپنے نام کی جگہ کوڈ استعمال کرنے پر بے اختیار چونک پڑا۔

"کہاں سے بول رہے ہو اوور"....... عمران نے کہا۔

"اسی جگہ سے پرنس جہاں آپ کو چھوڑا تھا۔ میں واپس آگیا تھا۔ ایف بھی میرے ساتھ ہے اور ہمارے پاس بڑی سواری بھی ہے اور دوسرا تمام سامان بھی۔ میرا خیال تھا کہ شاید آپ کو واپسی کے لئے اس سارے سامان کی ضرورت پڑے اوور"....... دوسری طرف سے ناٹران نے جواب دیا۔

"گڈ شو این۔ مجھے حقیقتاً تمہاری اس پیش بندی پر بے حد مسرت ہوئی ہے ہم وہیں پہنچ رہے ہیں اوور اینڈ آل"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ہم کتنی دیر میں پہنچ جائیں گے"....... صفدر نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے بعد"....... عمران نے جواب دیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"شاگل کے بارے میں آپ نے کیا سوچا ہے"....... صفدر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"میں نے کیا سوچنا ہے۔ جو کچھ میں اس کے لئے کر سکتا تھا وہ میں نے کر دیا ہے۔ اب اس کے ساتھیوں کو اطلاع دے کر تو ہم خود

پھنس جائیں گے"....... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن اس طرح تو وہ یقیناً ہلاک ہو جائے گا وہ زخمی بھی ہے اور اکیلا بھی۔ پھر کیا ضرورت تھی اس کے لئے اتنا کچھ کرنے کی۔ ایک گولی دل میں مار کر اسے ختم کیا جا سکتا تھا"....... صفدر نے جواب دیا۔

"ارے ارے اب اتنا سفاک بننے کی بھی ضرورت نہیں ہے اگر تمہارے پاس دل نہیں رہا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم دوسروں کے دلوں میں گولیاں مارنی شروع کر دو"....... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب میرے دل کو کیا ہوا ہے"....... صفدر نے قدرے جھینپتے ہوئے کہا۔

"یہ تو تم خود بتاؤ گے کہ تمہارے دل کو کیا ہوا ہے اور اگر تم نہیں بتاؤ گے تو ہم سیکنڈ ایس سے پوچھ لیں گے۔ ویسے سنا تو یہی ہے کہ جب دو دل ملتے ہیں تو بیچارے مرد کا دل غائب ہو جاتا ہے اور وہ بے دل بن کر رہ جاتا ہے"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"تم صفدر اور صالحہ کے پیچھے اچھے لگے ہو۔ خدا تم سے بچائے"....... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اپنے دل میں جھانک کر بھی بتاؤ کہ خدا تمہیں کس سے بچائے مجھ سے یا تنویر سے"....... عمران نے مڑ کر کہا اور ہیلی کاپٹر ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"میرا نام لینے کی ضرورت نہیں ہے سمجھے"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں تو پہلے ہی کہتا رہتا ہوں تم سے کہ اپنا نام بدل لو"۔ عمران نے جواب دیا۔

"کیوں میرے نام کو کیا ہوا ہے"...... تنویر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم خود ہی تو کہہ رہے ہو کہ میرا نام نہ لو۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں اپنا نام پسند نہیں ہے۔ ویسے بھی نسوانی نام ہے اسے بدل کر کوئی مردانہ نام رکھ لو جیسے ہیبت۔ وحشت۔ دہشت خان نام ہوتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ہیلی کاپٹر بے ساختہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"میرے خیال میں اب ہم تھوڑی دیر بعد مالتی پہنچ جائیں گے اس لئے شاگل کی اطلاع پہنچا دیں۔ وہ بیچارہ چشمے کے کنارے بیٹھا دھاڑیں مار مار کر رو رہا ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو علی عمران کالنگ اوور"...... عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر کے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ آف کافرستان۔ کون کال کر رہا ہے اس سپیشل فریکونسی پر اوور"...... چند لمحوں بعد ایک حیرت بھری

تیز آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا نمائندہ خصوصی بول رہا ہوں صدر صاحب سے میری بات کرائیں ورنہ کافرستان بہت بڑے نقصان سے بھی دوچار ہو سکتا ہے اوور"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ویٹ کریں اوور"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"یہ ٹرانسمیٹر کال چیک نہ کر لیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"کر لیں جب تک یہ علاقہ چیک کر کے یہاں پہنچیں گے ہم مالتی سے نکل چکے بھی ہوں گے"...... عمران نے جواب دیا۔

"ہیلو ہیلو صدر صاحب لائن پر ہیں بات کریں اوور"...... چند لمحوں بعد اسی ملٹری سیکرٹری کی وحشت بھری سی آواز سنائی دی۔

"ہیلو جناب صدر صاحب میں آپ کا پرانا نیاز مند علی عمران بول رہا ہوں اوور"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں کال کی ہے کیا کہنا چاہتے ہو تم اوور"...... صدر کافرستان کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ارے ارے اتنا غصہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کو یقیناً لیبارٹری تباہ ہونے کی اطلاع مل چکی ہو گی لیکن آپ کو غصہ اپنے آدمی سردار کارو پر کرنا چاہئے جس نے ہیلی کاپٹر تباہ کر دیئے اور مجبوراً مجھے لیبارٹری تباہ کرنی پڑی۔ ورنہ مجھے تو صرف فارمولا چاہئے تھا اور وہ میں

نے حاصل کر لیا تھا۔ مجھے لیبارٹری تباہ کرنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ یہ لیبارٹری تو دراصل اصل لیبارٹری کا کنٹرولنگ سیٹ اپ تھا۔ اس کے تباہ ہونے یا نہ ہونے سے اصل لیبارٹری پر کیا فرق پڑتا ہے۔ آپ کچھ عرصے بعد دوسری بنالیں گے۔ میں آپ کو کال اس لئے کر رہا ہوں کہ سرسار کے اس علاقے میں جہاں آپ کی ایئر فورس کے لڑاکا طیاروں نے جن کا تعلق رام وتی ایئرپورٹ سے تھا۔ ہمارا گن شپ ہیلی کاپٹر تباہ کیا تھا وہاں ایک چشمے کے کنارے کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل زخمی حالت میں موجود ہے اسے اس کے ڈپٹی چیف سریندر نے فائرنگ کر کے شدید زخمی کر دیا تھا۔ میں نے اس کے جسم سے گولیاں نکال کر اس کی مرہم پٹی کر دی ہے۔ آپ وہاں سے اس کی واپسی کا فوری بندوبست کرالیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی سیکرٹ سروس کے چیف کو جنگلی کتے کھاجائیں اوور اینڈ آل"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"عمران صاحب مجھے تو پوچھنے کا خیال ہی نہ رہا تھا۔ آپ نے صرف ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا کر اس قدر جدید لیبارٹری کیسے تباہ کر دی تھی۔ اب آپ نے بات کی ہے تو مجھے یاد آگیا ہے"....... عقب میں بیٹھی ہوئی صالحہ نے کہا۔

"ایسی لیبارٹریاں جنہیں ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول کرتا ہے۔ اسے سائنسی طور پر تباہ کرنا بے حد آسان ہوتا ہے۔ میں نے اس ماسٹر کمپیوٹر میں خصوصی فیڈنگ کر دی تھی کہ جیسے ہی ایک مخصوص

فریکونسی پر وہ کال رسیو کرے گا اس کا مخصوص حالات کے لئے رکھا ہوا بلاسٹنگ سسٹم خود بخود آن ہو جائے گا اور لیبارٹری میں میں نے سرالیحم کا خاصا بڑا سٹاک دیکھ لیا تھا۔ یہ ایک خاص قسم کا پوڈر ہوتا ہے جو انتہائی حدت پر بارود کی طرح پھٹ پڑتا ہے اور بلاسٹنگ نظام آن ہوتے ہی اس سرالیحم کو مطلوبہ حدت مل گئی اور وہ بارود کی طرح پھٹ پڑا۔ نتیجہ یہ کہ لیبارٹری تباہ ہو گئی"....... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"وہ تو یہ سائنسی طور پر تباہ ہوئی ہے۔ یقیناً ایسا کام آپ ہی کر سکتے ہیں"....... صالحہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب آپ نے جنگلی کتوں والی بات خوب کہی ہے۔ حالانکہ ان پہاڑی جنگلوں میں تو کتے نہیں پائے جاتے"....... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ہوش میں آنے کے بعد شاگل کی جو ذہنی کیفیت ہو گی وہ میں اچھی طرح جانتا ہوں اسے خرگوش بھی کتے نظر آ رہے ہوں گے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کار بے ساختہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ سنسنی خیز اور یادگار ناول

دشمن جولیا

مکمل ناول

مصنف --- مظہر کلیم ایم اے

- جولیا نے سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وزارت دفاع کے ریکارڈ روم سے انتہائی قیمتی فائل حاصل کر کے غائب کر دی۔ کیا جولیا واقعی پاکیشیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی دشمن ہو گئی تھی یا ۔ ؟
- ایکسٹو کے جواب طلب کرنے پر جولیا نے فائل کے حصول کا سارا الزام براہ راست ایکسٹو پر لگا دیا۔ کیا جولیا ایکسٹو کے خلاف کام کر رہی تھی ۔ ؟
- وہ لمحہ ۔ جب تنویر جولیا کو دشمن قرار دے کر اسے گولی مار دینے کے درپے ہو گیا اور اگر عمران درمیان میں نہ پڑ جاتا تو تنویر جولیا کو گولی مار چکا ہوتا --- انتہائی حیرت انگیز سچویشن ---- کیا تنویر حق پر تھا --- ؟
- وہ لمحہ --- جب جولیا نے کھلے عام وزارت دفاع کے سیکرٹریٹ جا کر بے دریغ قتل عام شروع کر دیا۔ اس طرح وہ کھلے عام دشمنی پر اتر آئی۔
- وہ لمحہ --- جب جولیا نے وزارت دفاع کے ایڈیشنل سیکرٹری اور ریکارڈ روم کے عملے کو انتہائی سفاکی سے موت کے گھاٹ اتار دیا --- کیا جولیا واقعی دشمن کا روپ دھار چکی تھی ---- یا ---- ؟
- وہ لمحہ --- جب جولیا نے برملا اس قتل عام کا اعتراف کر لیا لیکن ایکسٹو نے اسے قاتل قرار دینے سے انکار کر دیا ---- کیوں --- ؟ انتہائی حیرت انگیز سچویشن ۔
- فلاور --- ایک ایسی غیر ملکی لیڈی ایجنٹ ---- جس نے اپنی ذہانت سے نہ صرف عمران بلکہ پوری سیکرٹ سروس کو حقیقتاً بے بسی کی انتہا پر پہنچا دیا ۔
- وہ لمحہ --- جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس باوجود انتہائی کوشش کے فلاور کے مقابلے پر مکمل طور پر شکست کھا گئے ۔
- کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ناکامی کی اصل وجہ جولیا ہی تھی ---- یا ---- ؟

انتہائی دلچسپ سنسنی خیز
اور یادگار ناول

ایک ایسی کہانی جو ہر لحاظ سے منفرد انداز میں تحریر کی گئی ہے ۔

یوسف برادرز ۔ پاک گیٹ ملتان

عمران اور فورسٹارز گروپ کا نیا ہنگامہ خیز کارنامہ

ڈاگ کرائم

مکمل ناول

مصنف ——— مظہر کلیم ایم اے

ڈاگ کرائم ——— ایک ایسا گھٹیا، قابل نفرت اور مکروہ جرم ——— جس کا جال پورے پاکیشیا میں پھیلا ہوا تھا۔

ڈاگ کرائم ——— ایسا جرم ——— جسے انسانی لحاظ سے گھٹیا اور مکروہ ترین جرم کہا جاسکتا ہے۔

سردار خان ——— جو ڈاگ کرائم کا سرغنہ تھا لیکن اس کی ظاہری حیثیت ایسی تھی کہ اس کی طرف کوئی شک کی نگاہ بھی نہ ڈال سکتا تھا۔

فورسٹارز ——— جنہوں نے پورے ملک میں سرطان کی طرح پھیلے ہوئے اس جرم کے خلاف جہاد کا آغاز کر دیا اور مجرموں کا خاتمہ ہوتا چلا گیا لیکن پھر ——— ؟

فورسٹارز ——— جن کی بے پناہ جدوجہد کی وجہ سے پورے ملک میں پھیلے ہوئے اس بھیانک اور مکروہ جرم کرنے والے مجرموں کے چہروں سے نقاب اترنے لگے۔

عمران ——— جس نے فورسٹارز کی مدد سے ڈاگ کرائم کے سرغنہ پر ہاتھ ڈال دیا ——— مگر عمران اور فورسٹارز دونوں انتہائی خوفناک حالات کا شکار ہو گئے ——— کیوں اور کیسے ——— ؟

کیا عمران اور فورسٹارز ڈاگ کرائم کے خاتمے اور اس کے سرغنہ کی سرکوبی میں کامیاب بھی ہو سکے ——— یا ——— ؟

- سرطان کی طرح پورے ملک میں پھیلے ہوئے اس گھٹیا، قابل نفرت اور مکروہ جرم کے خلاف عمران اور فورسٹارز کی دلیرانہ جدوجہد سے بھرپور ایک یادگار کہانی۔
- عمران اور فورسٹارز کی ڈاگ کرائم کے خلاف اس دلیرانہ جدوجہد کا انجام کیا ہوا ——— کیا عمران اور فورسٹارز اس مکروہ، گھٹیا اور بھیانک جرم کے خاتمے میں کامیاب ہو گئے ——— یا ——— ؟
- انتہائی خوفناک انداز کی جدوجہد۔

بے پناہ تیز رفتار ایکشن۔ دل ہلا دینے والے واقعات اور لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے حالات پر مشتمل ایک ایڈونچر ناول۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان